ماہنامہ **انصاراللہ** ربوہ

خصوصی اشاعت



مارچ ۲۰۰۰ء

ایڈیٹر نصراللہ خان ناصر

آسمانی بشارات

(حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور رویا)

جب یہ پیدا ہوا تھا تو اس وقت عالم کشف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا تھا جس پر لکھا تھا

مُعَمَّرُ اللّٰہِ　　(الحکم جلد۱۱ نمبر۱ صفحہ۱۔ پرچہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء)

"... اس وقت عالم کشف میں میں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک روپیہ اترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ اس پر لکھا تھا

مُعَمَّرُ اللّٰہِ　　(بدر جلد۶ صفحہ۳ پرچہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء)

" (۲) رؤیاء۔ شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے۔ اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ

وہ بادشاہ آیا

دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فقط

فرمایا قاضی کو حکم بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے فرمایا چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ

اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں

اور جب یہ پیدا ہوا تھا تو اس وقت عالم کشف میں میں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک روپیہ اترا ہے اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا اس پر لکھا تھا

مُعَمَّرُ اللّٰہِ　　(بدر جلد۶ نمبر۱، ۲ صفحہ ۳۔ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء الحکم جلد۱۱ نمبر۱)

" شریف احمد کی نسبت اس کی بیماری کی حالت میں الہامات ہوئے

(۱) عَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ　(۲) اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ　(۳) اَءَنْتِ لَا تَعْرِفِیْنَ الْقَدِیْرَ　(۴) مُرَادُکَ حَاصِلٌ　(۵) اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

(بدر جلد۶ نمبر۲۲ و الحکم جلد۱۱ نمبر۱۹ صفحہ ۳)

- شریف احمد

نوٹ: ادارہ مکرم حبیب الرحمن صاحب زیروی انچارج خلافت لائبریری، عملہ لائبریری اور بعض دیگر احباب کا ممنون ہے جنہوں نے اس خصوصی اشاعت کے لئے تصاویر عنایت کیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

بدنامی کا باعث ہیں۔ اس لئے آپ ان لوگوں کا محاسبہ کریں۔

جب یہ خط گورنر صاحب کو ملا تو انہوں نے جنرل مینجر کو ربوہ بھجوایا اور حکم دیا کہ اگر اہل ربوہ انہیں معاف کردیں تو یہ ٹرانسپورٹ میں رہ سکتے ہیں ورنہ انہیں ملازمت سے فارغ کردیں۔ اس وقت دونوں نوجوان بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے جنرل مینجر کی روبرو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معافی مانگی۔ اس طرح ان ملازموں کی جان بخشی ہوئی۔ ان میں ایک نوجوان کا نام ابھی تک مجھے یاد ہے جو محمد صادق تھا۔

۷۱ء میں خاکسار دس پندرہ دن سے جہلم ڈیوٹی پر تھا ان دنوں میرے والد صاحب شدید بیمار ہوگئے۔ گھر سے دفتر کو اس سلسلہ میں اطلاع دی گئی۔ جب حضرت میاں صاحب کو علم ہوا تو مجھے واپس بلوانے کے لئے تار دلوایا میری واپسی کے چند دن بعد والد صاحب وفات پا گئے اس صدمہ کے موقعہ پر محترم میاں صاحب نے مجھے حوصلہ دیا اور ڈھارس بندھائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں نماز جنازہ کے لئے درخواست کی گئی۔ حضور کی طبیعت ان دنوں کچھ علیل تھی اس لئے حضور نے کمال شفقت سے فرمایا کہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ محترم میاں صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جو میرے لئے ڈھارس اور سکینت کا موجب بنی۔ آج صاحبزادہ صاحب اگرچہ ہم میں نہیں مگر ان کی باتیں اور ان کی یادیں تادم آخر ہمارے دل و دماغ میں تازہ اور جاگزیں رہیں گی۔

بقیہ از صفحہ ۷۹ :-

طور پر خدمات بجالانے کی توفیق دی۔ مرکز کی مضبوطی اور جماعت کی حفاظت کے لئے آخر دم تک فرائض سر انجام دینے اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی ہر رنگ میں راہنمائی فرمانے کا موقعہ میسر آیا۔ یہاں تک کہ آپ نے ان کے حقوق اور جان و مال کی حفاظت میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کرنے کی سعادت پائی۔

آپ کے والد ماجد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ...... کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عالم کشف میں فرمایا تھا: "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" (بدر قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء)

چونکہ رؤیا اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے آپ کے فرزند گرامی حضرت مرزا منصور احمد کی وفات پر دیئے گئے خطبہ میں یہ رویاء آپ پر چسپاں فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ میری غیر حاضری میں انہوں نے جماعت کے شیرازہ کو مضبوطی سے قائم رکھا اور ذرہ بھر بھی خامی اور لچک پیدا نہ ہونے دی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو بھی خدمت دین کی خاص توفیق عطا فرمائی ہے۔ آپ کی حسن تربیت کا منہ بولتا ثبوت آپ کے پسر سعید محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ہیں جو آپ کی جانشینی میں اس منصب جلیلہ پر مامور ہیں۔

حضرت صاجزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی

بکھری ہوئی چند یادیں

ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت

حضرت صاجزادہ مرزا منصور احمد صاحب میں بہت سی نمایاں صفات جمیلہ تھیں اس موقعہ پر بعض واقعات کو بیان کیا جا رہا ہے جو ہماری روزمرہ زندگی میں قابل تقلید بھی ہیں اور اہم ہدایات بھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح سے بے پناہ محبت

ہر احمدی اپنے امام سے والہانہ محبت رکھتا ہے اور اپنے اپنے انداز میں اپنے پیار اور محبت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ حضرت میاں صاحب کو بھی اپنے امام سے بے پناہ محبت تھی اور اس محبت اور پیار کی جھلک آپ کی ساری زندگی میں دیکھنے والوں کو نظر آتی رہی ہے۔ اس امر کا اندازہ اس ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی سفر پر جانا ہوتا اور اس کی اطلاع آپ کو ہو جاتی یا حضور خطبہ میں اس کا ذکر کر دیتے تو فوری طور پر آپ کی طرف سے ٹیلیفون موصول ہوتا کہ تین بکرے صدقہ کر دیئے جائیں۔ جب بھی خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سفر کا ذکر کرتے تو مجھے اس بات کا یقین ہوتا کہ ابھی میاں صاحب کی طرف سے صدقہ کرنے کا ارشاد مل جائے گا اور ایسا ہی ہوتا۔ ادھر خطبہ مکمل ہوتا ادھر ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی اور حضرت میاں صاحب فرما رہے ہوتے "ملک صاحب حضور انور کی طرف سے تین بکرے صدقہ کر دیں"

ماتحتوں کی حوصلہ افزائی

آپ کے ساتھ کام کے دوران یہ بات دیکھنے میں آئی کہ اچھی بات اور اچھا کام دیکھ کر ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے۔ بعض اوقات بات چھوٹی سی نظر آتی لیکن اس کا تذکرہ آپ ایسے رنگ میں فرماتے کہ "مبارک ہو آج یہ خوشی کی خبر دارالضیافت کے متعلق مجھے بتائی گئی ہے" دارالضیافت میں اندرون پاکستان سے بھی اور بیرون پاکستان سے بھی مہمان کثرت سے آتے رہتے ہیں جب کوئی مہمان آپ کے سامنے انتظامات کے متعلق خوشی کا اظہار کرتا تو حضرت میاں صاحب مبارک باد دیتے' خوش ہوتے اور مزید اعلیٰ کارکردگی کے لئے دعائیں دیتے۔ ایک دفعہ بیرون پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں نے حضرت میاں صاحب کے سامنے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہمیں دارالضیافت میں جس رنگ میں صفائی کا اعلیٰ انتظام نظر آیا ہے اس کی تو قطعاً ہمیں توقع نہ تھی اور معیار اتنا اعلیٰ ہے کہ ہمارے تصور میں بھی ایسا نہ تھا کہ پاکستان میں ایسے معیار کو قائم رکھا جا سکتا ہے اور مبارک دی۔ حضرت میاں صاحب نے یہ بات سن کر فوری طور پر خوشی سے مجھے مبارک دی۔ بہت خوش ہوئے اور بہت بہت

حوصلہ افزائی فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب میں یہ خوبی نمایاں نظر آتی تھی کہ اپنے ساتھ کام کرنے والوں میں کام کرنے کی ہمت اور جذبہ پیدا کرنے کی خواہش موجزن تھی۔

حضرت میاں صاحب مہمانوں کی کثرت سے بہت خوش ہوتے اور آنے والوں کے متعلق فرماتے کہ یہ آنے والے وہ لوگ ہیں جو انتہائی نازک حالات میں تکالیف اٹھا کر اپنے اپنے علاقہ میں نہایت پامردی سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں۔ جو بہت ہمت اور کوشش سے حاضر ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے ان کا بہت بہت خیال رکھو۔ یہ بہت قیمتی جانیں ہیں۔ اور یہ سب مخالفت کے طوفانوں میں اپنے ایمان کی حفاظت کر رہے ہیں۔

مسکراتے ہوئے ملنا

آپ کی روزمرہ زندگی میں یہ بات نظر آئی کہ جب بھی ملنے کا موقعہ ملا آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔ ہشاش بشاش رہنے والے بزرگ تھے اور آپ سے مل کر دل خوش ہو جاتا۔ آپ دفتر میں تشریف رکھے ہوئے ہوتے یا گھر میں' جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملتا آپ مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ خوش آمدید کہتے اور فرماتے "آؤ جی ملک صاحب کدھر آئے ہیں" آپ کو دیکھ کر دل خوش ہو جاتا۔

حضرت میاں صاحب کے ساتھ نائب ناظر ضیافت کے طور پر مسلسل تیرہ سال کام کرنے کا موقعہ ملا۔ بعض اوقات کسی لغزش کی وجہ سے آپ ناراض ہوتے لیکن آپ کی ناراضگی زیادہ دیر تک قائم نہ رہتی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کسی بات کی وجہ سے بہت ناراض ہوئے اور ٹیلیفون بھی بند کر دیا۔ دو دن بعد کسی کام کے سلسلہ میں حاضر ہوا اور معذرت کی کہ مجھ سے غفلت ہوئی اور آپ کو تکلیف اٹھانا پڑی۔ فرمایا بھول جاؤ اس بات کو۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ معذرت کی تو آپ نے پھر فرمایا کہ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بھول جاؤ اس غصہ کو۔ پھر بڑے پیار سے فرمایا ملک صاحب سرزنش اسی کو کی جاتی ہے جو کام کرتا ہے بھلا کام نہ کرنے والے کو ڈانٹنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب کو فوری فیصلہ کرنے کی بہترین صلاحیت سے نوازا تھا۔ دارالضیافت میں کچن زیر تعمیر تھا اور چونکہ منظوری نصف کام کے لئے تھی اس لئے کام زیر تکمیل رہا۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور جب آپ نے دیکھا کہ کام مکمل ہونے سے پہلے بند ہو گیا ہے تو فرمایا کہ اس کو بھی جلدی مکمل کرو۔ جب خاکسار نے عرض کیا کہ پہلے منظوری لے لی جائے۔ فرمایا وہ ہوتی رہے گی لیکن آپ کام کو جاری رکھیں اور مکمل کریں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام بہت جلد مکمل ہو گیا۔

غرباپروری

ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا کہ اس کے ذمے پندرہ ہزار روپیہ قرض ہے خاکسار نے کوشش کر کے پانچ ہزار روپیہ کا بندوبست کر دیا اور باقی کے لئے سوچا کہ ۵ ہزار کا مزید بندوبست میاں صاحب سے عرض کر کے کر لوں گا۔ مشکل یہ تھی کہ جس کو رقم کی ضرورت تھی وہ نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے خود ہی درخواست لکھ دی اور صورت حال میاں صاحب کے سامنے رکھی۔ آپ نے فرمایا کہ پانچ ہزار کا اگر بندوبست کر دوں۔

تو مزید پانچ ہزار کی پریشانی موجود رہے گی اور معلوم نہیں سب کے لئے کتنی پریشانی کا موجب ہو گی یہ کہہ کر آپ نے ساری ہی رقم کا بندوبست کر دیا۔ غرض اس طرح کی غریب پروری کی تو ہزاروں مثالیں ہونگی کیونکہ آپ کا مزاج ہی غریب پرور تھا۔

علاقوں کے رسم و رواج سے واقفیت

ہر علاقہ اور قبیلہ میں رسم و رواج ہیں جو دوسروں سے مختلف ہیں۔ حضرت میاں صاحب ان کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور بتاتے تھے کہ فلاں علاقہ میں فلاں قسم کا رواج ہے اور روایت ہے۔ مہمانوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں ان کے علاقہ اور قبیلہ کی روایات کو مد نظر رکھتے۔ ان کا انداز گفتگو دوسروں کے لئے خوشی کا باعث ہوتا حقیقت یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کا یہ بات مد نظر رکھنا ایک نیا خوشگوار ماحول پیدا کر دیتا تھا اور مجھے بھی اس امر کی بہت تلقین کرتے۔

حالات سے سمجھوتہ کرنے کی عادت

مہنگائی کا سلسلہ ہر وقت جاری ہے۔ ہر آنے والے وقت کو گذشتہ ایام کے مقابلہ میں ہم مہنگا قرار دیتے ہیں اور گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہیں نیز ہر انسان کو ضرورت کے وقت مدد درکار ہوتی ہے ایک دفعہ دارالضیافت کی کسی مد میں اضافہ کا کیس تھا۔ اس غرض کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے کام دریافت کیا جب میں نے اس کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ مہنگائی کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے اس لئے اضافہ کیس بھی جاری رہیں گے۔ ایک وقت میں جبکہ ایک پیسے کے دو انڈے آتے تھے اور جب ایک پیسہ کا ایک انڈا ہو گیا تو اس وقت بھی یہ کہا گیا کہ مہنگائی ہو گئی ہے۔ آج اس کے مقابل میں بہت مہنگائی ہے۔ مہنگائی کے ساتھ اضافہ کی ضرورت کا ہمیشہ کا ساتھ ہے اس لئے مہنگائی پر شور ڈالنا ٹھیک نہیں ہوتا۔

ماتحتوں کی خواہشوں کا احترام

میری بیٹی کی شادی کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی اور میری خواہش تھی کہ حضرت میاں صاحب اس میں شرکت کریں لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عین شادی کے دن آپ اسلام آباد تشریف لے جا رہے ہیں خاکسار نے حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی بات کی کہ ہماری خواہش ہے کہ آپ شادی میں شرکت کریں فرمایا کوئی فکر نہ کریں۔ اسلام آباد کسی اور وقت چلا جاؤں گا لیکن اپنی بچی کی شادی میں ضرور شرکت کروں گا۔ یہ آپ کی دلجوئی اور پیار تھا جو اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے لئے اپنے دل میں رکھتے تھے۔ آپ نے شادی میں شرکت کی اور بچی کو اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ۔۔۔ بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد ۔۔۔ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی ۔۔۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(از کلام حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

باصفا' باوفا' باتدبیر

ایک عالم کا آفتاب گیا سرخرو اور کامیاب گیا

ہجر والوں کا باوفا ساتھی عزم کا ایک اور باب گیا

صبر و ہمت کا ایک کوہِ گراں وہ شجاعت کی آب و تاب گیا

باصفا ' باوفا و باتدبیر دُرِّ یکتا و لاجواب گیا

عَمَّرَہُ کا وہ نشاں پا کر بادشاہ' تمکنت مآب گیا

آپ بیٹھیں یہاں پہ ہم تو چلے مثلِ ہارون اک شہاب گیا

بن کے اعجاز پا کے عمر طویل مسکراتا ہوا حباب گیا

بن گیا عزم دردِ دل طاؔہر شمس روشن ہے ماہتاب گیا

طاؔہر عارف

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء میں فرمایا :

”حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی روح ایک پاک روح تھی بہت دلیر انسان' خلافت کے حق میں ایک سونتی ہوئی تلوار تھے .... بے حد بہادر انسان تھے کہ کم دنیا میں اتنے بہادر انسان دیکھنے میں آتے ہیں .... ساری زندگی سادہ گزری ہے۔ بالکل بے لوث انسان اور سادہ زندگی گزارنے والے' ناظر اعلیٰ بھی اور اپنے بچے مسرور کو ساتھ لے کر زمینوں کا دورہ بھی کر رہے ہیں۔ وہاں زمینداروں کے ساتھ بیٹھ کر اسی طرح باتیں کر رہے ہیں ذرا بھی ان کے اندر انانیت نہیں پائی جاتی تھی۔ بالکل سادہ لوح....... ہر چیز میں ایک قناعت تھی۔“

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

الٰہی وعدوں پر کامل یقین رکھنے والا وجود

آپ مضبوط عزم و ہمت رکھنے والے' دل کے نرم اور شفقت و محبت کے اوصاف سے مزین تھے

از: مکرم شیخ محبوب عالم خالد صاحب ناظر مال آمد

(نوٹ) سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم اور بزرگ محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب ناظر مال صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو ایک لمبے عرصہ تک حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی رفاقت حاصل رہی ہے۔ حضرت میاں صاحب کے ساتھ اخوت و محبت کے تعلقات رکھنے والے بے تکلف دوست بھی تھے۔ محترم شیخ صاحب موصوف نے اپنے مشاہدات کچھ تو لکھوائے اور کچھ باتیں پروفیسر مکرم منور شمیم خالد صاحب قائد وقف جدید انصار اللہ پاکستان کی معیت میں ریکارڈ کروائیں جو ہدیہ قارئین کی جارہی ہیں۔

"حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ماشاء اللہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے فرض شناسی میں ہم سب کے لئے نمونہ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑے مشکل حالات میں بے حد اہم فرائض آپ کے سپرد کئے۔ آپ ناظر اعلیٰ' صدر صدر انجمن احمدیہ' امیر مقامی' ناظر ضیافت کے عہدوں پر فائز رہے اور تادم آخر یہ فرائض باحسن طریق انجام دیتے رہے۔ دل کے بادشاہ تھے۔ ایک دفعہ مجھ سے فرمایا۔ صبح سے اس وقت تک دس دوستوں کی مدد کر چکا ہوں کسی کی نقدی سے کسی کو ہسپتال بھجوا کر۔ آپ بہت نرم دل انسان تھے۔ قوت ارادی کے مضبوط' انتہائی مشکل حالات میں فوری صحیح فیصلہ فرما دیتے۔ ہماری نظر وہاں تک نہیں پہنچتی تھی لیکن صاحبزادہ صاحب موصوف فوری طور پر تمام پہلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے صحیح راہنمائی فرما دیتے تھے۔ بے حد خوش خلق۔ دوستوں سے بڑی محبت سے ملنے والے تھے۔ آپ نے خلافت کی اطاعت کا ہمیشہ اعلیٰ نمونہ دکھایا۔

صاحبزادہ صاحب خاکسار سے بے حد محبت سے پیش آتے اور اکثر مجھے ہنستے ہوئے بھائی کہہ کر یاد فرماتے اور کبھی بھائی جان کہتے جس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک موقعہ پر جب خاکسار قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا طالب علم تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... نے ایک خاص موقعہ پر حضرت صاحبزادہ کو خاکسار کا انصاری بھائی بنایا تھا۔

خاکسار سے عمر میں دو سال چھوٹے تھے۔ آپ نے ہمیشہ مجھ سے بھائیوں جیسا سلوک کیا۔ آپ نے بعض انتظامی امور میں اختلاف کے باوجود خاکسار کی مشکلات کے پیش نظر امداد فرمائی۔ کبھی آپ اس امر کا ذکر بھی فرما دیتے کہ میری طبیعت میں نرمی ہے مگر تمہاری مشکلات کو دیکھتے ہوئے میں تمہاری رائے کے مطابق فیصلہ کر رہا ہوں اصل میں ایسا فیصلہ بھی حکمت کے مطابق ہوا کرتا تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ فارغ اوقات میں اکثر دعاؤں میں مصروف رہتے۔ دفتر میں بھی اور گھر پر بھی میں جب کسی اہم امر کے بارہ میں مشورہ کے لئے حاضر ہوتا تو آپ کو دعاؤں میں مصروف پاتا۔ آپ نے باوجود بیماری کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جملہ فرائض بڑی عمدگی سے ادا فرمائے۔ باہر کی جماعتوں سے اکثر دوست راہنمائی کے لئے آتے تو ان کے مسائل سن کر حالات کے مطابق ان کی بھی راہنمائی فرماتے۔ آپ کی بڑی گہری نظر تھی اور عزم پختہ تھا خدا تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے تھے۔"

مکرم شیخ صاحب موصوف نے بتایا کہ "حضرت میاں صاحب بڑے دعاگو بزرگ تھے۔ اکثر ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دعائیں کثرت سے پڑھتے۔

آپ طبیعت کے نہایت سادہ اور بے تکلف شخصیت کے مالک تھے اپنے ہاتھ سے کام کو عار نہیں سمجھتے تھے۔ مشقت سے کبھی نہیں گھبراتے تھے اپنے ساتھیوں کو بھی محنت ومشقت سے کام کرنے کی ہدایت فرماتے۔ آپ کی طبیعت میں نرمی تھی مگر ڈسپلن رکھنے کی خاطر کبھی کبھی سخت فیصلہ بھی فرما دیتے تھے۔ عموماً فیصلہ جلدی فرماتے مگر اس کے سارے پہلوؤں کو مدنظر رکھتے آپ میں یہ استعداد غیر معمولی تھی۔ ۱۹۸۴ء کے مشکل ترین حالات میں نہایت مستعدی سے فرائض سرانجام دیتے رہے نہایت زیرک اور صاحب فراست تھے جب بھی امراء صاحبان مشورہ کے لئے آتے تو آپ کی راہنمائی سے ہی استفادہ کرتے۔"

محترم شیخ صاحب موصوف نے بتایا کہ "مجھے حضرت میاں صاحب کو بڑا قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ بڑے سخی تھے فیاض تھے احباب سے حسن سلوک سے پیش آتے۔ پرانے دوستوں اور ساتھیوں کو ہمیشہ یاد رکھتے بڑے ہنس مکھ ایثار کے مجسمے فرشتہ سیرت بزرگ تھے۔ غرض آپ کی خوبیوں کا بیان میرے بس میں نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ایک مثالی شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ آمین۔"

☆ ☆

حضرت صاحبزادہ صاحب -- پیکر محبت و شفقت

چشم دید واقعات

از: مکرم ناصر احمد ظفر صاحب بلوچ

؎ صدقے جاں انہاں اچیاں توں		جنہاں نیویاں نال نبھائی

یہ شعر گجرات کے مشہور و معروف صوفی منش پنجابی شاعر میاں محمد بخش صاحب کا ہے۔ یہ شعر حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے بارہ میں، مجھ جیسے ناچیز خادم کے دل میں جو جذبات محبت و عقیدت ہیں انہی جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ محترم میاں صاحب نے نہ صرف "نیویاں نال نبھائی" بلکہ آپ نے حسب مراتب سب کے ساتھ ہی خوب نبھائی اور ایسی نبھائی کہ حضرت بانی سلسلہؑ کی جسمانی و روحانی اولاد سب کے لئے ایک ہی رنگ اور یکساں سلوک کے ساتھ جو یقیناً قابل رشک ہے۔

مجھے ۱۹۷۰ء سے آپ کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے کی سعادت حاصل رہی ہے جب آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ احمد نگر میں زرعی فارم پر تشریف لاتے تھے۔ حضرت میاں صاحب کے قافلہ میں شامل احباب میں سب سے آخر میں آپ ہوتے جونہی بلائے جاتے تیزی سے حاضر ہوتے بعد از مشورہ انتہائی متانت اور خاموشی کے ساتھ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ جاتے۔ آپ بے کسوں غریبوں ماتحتوں ملازموں کے لئے بلا امتیاز ریشم کی طرح نرم تھے اسی سلسلہ کی چند یادیں جو ذاتی دید و شنید کے زمرہ میں آتی ہیں یہاں ان کے ذکر کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

○ سال ۱۹۸۷ء میں آپ کے خلاف تھانہ ربوہ میں پرچہ چاک ہوا جس سے ربوہ میں عمومی طور پر گھبراہٹ کی کیفیت تھی اور ہر مخلص دوست حضرت میاں صاحب پر مقدمہ بننے پر فکر مند اور پریشان تھا۔ اگرچہ پرچہ سو فیصد جھوٹ پر مبنی تھا لیکن حالات ناموافق اور انصاف عنقا ہو تو ان حالات میں امام وقت کے نمائندہ جن کا فعال اور بابرکت وجود پاکستان کے احباب کے لئے ڈھال سے کم نہ تھا مقدمہ پر پریشانی و تشویش کا ہونا لازمی امر تھا۔

اس وقت کے سلسلہ کے ایک اور ذمہ دار صاحب' حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے (حسن

اتفاق سے خاکسار اس وقت موجود تھا اور خاکسار بھی اس مقدمہ میں یکے از ملزمان تھا) موصوف نے عرض کیا میاں صاحب افسوسناک خبر ہے کہ آپ کے خلاف مقدمہ درج ہو گیا ہے آپ نے فرمایا تو پھر کیا ہوا آپ کیوں پریشان ہیں آپ مطمئن رہیں انشاء اللہ کچھ بھی نہیں ہو گا۔ اس افسوسناک اور تکلیف دہ اطلاع پر آپ کے چہرہ پر رائی برابر بھی تشویش کے آثار دیکھنے میں نہ آئے۔ البتہ قدرے تحمل کے بعد فرمایا کہ اگر میرے خلاف پرچہ کی وجہ سے ایک بھی احمدی کا مورال متاثر ہوا تو آپ جوابدہ ہونگے۔حضرت میاں صاحب کے اس جرأت مندانہ ردعمل پر اطلاع دینے والے محترم کی تشویش سکینت میں بدل گئی۔ حضرت میاں صاحب کو جب بھی عدالت کی طرف سے حاضری کی اطلاع آتی تو عدالت میں حاضر ہونے سے کبھی بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ عدالت کے اندر یا باہر جب بھی کرسی پیش کی جاتی تو آپ قبول نہ فرماتے بلکہ اپنے دیگر ساتھیوں کے شانہ بشانہ کھڑے رہنے کو ترجیح دیتے۔ اللہ اللہ واقعی خدا داری چہ غم داری۔

انجام کار پرچہ خارج ہوا اور محترم میاں صاحب باعزت بری ہوئے آپ نے اس مقدمہ کو رائی برابر اہمیت نہ دی۔ ؎

تھا ہمالہ حوصلہ فولاد کے اعصاب تھے وہ یقیناً جرأت و ہمت کی آب و تاب تھے

○ اپنے خدام سے ہمدردی کا یہ عالم تھا کہ وفات سے چند یوم قبل جب خاکسار گھر آیا تو اطلاع ملی کہ حضرت میاں صاحب نے فوری یاد فرمایا ہے اور ساتھ ہی محترم رشید احمد صاحب نے نظارت امور عامہ سے فون پر بتایا کہ فوراً آئیں محترم میاں صاحب نے ہم دونوں کو یاد فرمایا ہے۔

حاضر ہونے پر فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مجلس مقامی کا ایک خادم پولیس حراست میں ہے فوری پولیس سے رابطہ کریں اگر وہ بے گناہ ہے تو اس کو رہائی دلوا کر مجھے اطلاع کریں حسب ارشاد اس نوجوان کو رہائی دلوا کر رپورٹ عرض کی کہ متعلقہ افسر نے انصاف سے کام لیتے ہوئے تعاون کیا ہے۔ آپ نے اس خادم کے بارہ میں تشویش کا اظہار کر کے فوری رہائی دلوائی اس سے آپ کی خدام سے بے پناہ محبت اور ہمدردی کا پہلو ابھر کر سامنے آتا ہے۔

○ آپ نے ذاتی آرام و سکون کو ہمیشہ جماعت کے اجتماعی و انفرادی مفاد پر قربان کئے رکھا۔ باوجود پیرانہ سالی کے،دن ہو یا رات ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ میرے جیسا ادنیٰ خادم بھی ملنے گیا ہو تو ملاقات سے محروم رہا ہو ملاقات کرنے والا مشکل سے مشکل مسئلہ لے کر حاضر ہوتا تو آپ مختصر الفاظ میں فوری صائب اور جامع مشورہ سے نوازتے۔ واقعی۔ ؎

فیصلہ بروقت کی ہمت و قوت تھی پاس ڈگمگا سکتا نہ تھا ان کو کوئی خوف و ہراس

"حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی روح ایک پاک روح تھی۔
بہت دلیر انسان تھے امامت کے حق میں ایک سونتی ہوئی تلوار تھے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ میں

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا ذکر خیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی وفات پر اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اب میں ..... حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے وصال سے متعلق چند امور بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی سوانح الفضل میں بھی شائع ہو چکی ہے، وہاں بھی مختلف جماعتوں میں غالباً انجمن کے ریزولیوشن کے طور پر بھی پھیلائی گئی ہے، ان تفاصیل میں، میں نہیں جانا چاہتا جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ لیکن آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ الہامات تھے جو حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر چسپاں کئے گئے اور میں وہ فرد واحد ہوں، یا اور بھی شاید ہوں، جو شروع ہی سے یہ یقین رکھتا تھا کہ یہ الہامات اصل میں آپ کے صاحبزادہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب سے متعلق ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ بعض پیش گوئیاں .... ایک شخص کے متعلق کی جاتی ہیں لیکن بیٹا مراد ہوتا ہے۔ وہ الہامات جیسا کہ میں اب آپ کے سامنے کھول کر بیان کروں گا بلاشبہ ایک ذرہ بھی شک نہیں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے بیٹے کی صورت میں پورے ہوئے تھے اور آپ ہی پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

یہ بات میں ہمیشہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے بیان کرتا رہا لیکن یہ ہمارا آپس کا ذاتی معاملہ تھا۔ شروع میں تو جیسا کہ ان کی بے حد انکسار کی عادت تھی انہوں نے قبول کرنے میں تردد کیا یعنی خاموشی اختیار کر جاتے تھے۔ بالآخر جب میں نے مسلسل دلائل دیئے اور میں نے کہا یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ مراد نہ ہوں تو پھر ان کو تسلیم کرنا پڑا اور اس بات کی گہری مسرت تھی کہ الہامات میں میں بھی داخل ہوں وہ الہامات سنئے۔

شریف احمد کی نسبت اس کی بیماری کی حالت میں (یہ ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے) الہامات ہوئے اللہ نے اس کو لمبی

○ فیصلہ ہمیشہ مختصر مگر مدلل ہوتا۔ ایک دفعہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے زرعی فارم سے یکے بعد دیگرے دو ولائتی گائیں چوری ہوئیں تو فرمایا
یہ چوری ہمارے لئے چیلنج ہے اگر ہم اپنے امام کے اموال کی حفاظت نہیں کر سکتے تو اس سے زیادہ ہماری کمزوری اور کیا ہو سکتی ہے۔ فرمایا چور ٹریس کریں اور مال مسروقہ واپس کروائیں چنانچہ کئی ماہ کی مسلسل جدوجہد کے بعد چوروں کا سراغ لگا کر مال مسروقہ برآمد کر لیا گیا۔

○ حضرت میاں صاحب کی غریب پروری ہمدردی اور اصول پرستی کا یہ واقعہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔
آپ کی زرعی اراضی رام والا احمد نگر کے پڑوس میں دو غیر از جماعت انتہائی مفلس افراد کی ڈھاری ہے۔ انہوں نے چوروں کے ڈر سے اپنی دو بھینسیں حضرت میاں صاحب کے ڈیرہ پر رکھی تھیں کہ یہاں محفوظ رہیں گی اتفاق سے محترم میاں صاحب کے ڈیرہ سے دونوں بھینسیں چوری ہو گئیں۔
حضرت میاں صاحب نے فرمایا ان غریب ہمسایوں نے ہمیں مضبوط امین تصور کرتے ہوئے اپنی بھینسیں باندھی تھیں اب ہر حالت میں ان کی اصلی بھینسیں ہی واپس ہونی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو بھی فرمایا کہ آپ بھی اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے بھینسوں کی واپسی کی ہر ممکن کوشش کریں چنانچہ ہم ڈیڑھ ماہ کی مسلسل کوشش اور محترم میاں صاحب کی دعا اور توجہ سے دونوں بھینسیں چوروں کے نرغے سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور یہ امر قابل ذکر ہے بھینسوں کی تلاش سراغ رسانی اور واپسی تک کے تمام اخراجات میاں صاحب نے ادا فرمائے۔
آپ اپنے ذاتی نقصان کی رائی برابر بھی فکر نہ کرتے اور نہ ہی اس کو کوئی اہمیت دیتے جبکہ ایک غریب بے کس کی بھینسوں کے لئے تمام ذرائع استعمال کروائے واقعی آپ نے ہمیشہ خلوص اور ہمدردی سے ”نیویاں نال نبھائی“

○ آپ کے زرعی فارم کے تمام ملازمین تقریباً غیر از جماعت احباب ہیں جو آپ کو بے حد عزیز اور پیارے تھے آپ کو ان کی تکلیف کا بہت احساس تھا آپ کے ملازم مکرم نور محمد صاحب پنجو آنہ اور اس کی برادری کے چند افراد کو مخالفین نے ایک بہت بڑے افسر کی اشیر باد سے ایک جھوٹے مقدمہ میں پکڑوایا حضرت میاں صاحب کی کوشش سے انہیں رہائی نصیب ہوئی جب تک یہ بے گناہ پولیس حراست میں رہے آپ ان کی رہائی کے لئے پریشان رہے۔ دوران حراست و تفتیش انہیں ہر قسم کی سہولت فراہم کرتے رہے۔ حضرت میاں صاحب کا اپنے ملازموں کے ساتھ حسن سلوک کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ آپ کی وفات پر وہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے دیکھے گئے۔
غیر از جماعت میں سے جو کوئی ایک دفعہ آپ سے ملاقات کر جاتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ جماعت کے ایک کٹر مخالف کی زبانی جب میں نے حضرت میاں صاحب کی تعریف سنی تو میں حیران رہ گیا اس نے کہا کہ مخالفت

اپنی جگہ پر، لیکن میری معلومات کے مطابق وہ صحیح معنوں میں عظیم انسان تھے۔

○ انفرادی ہمدردی کے بے شمار واقعات زبان زد عام ہیں جب کبھی بھی کسی مستحق کا معاملہ پیش ہوتا تو آپ فراخ دلی سے اس کی مدد فرماتے ایک دفعہ ایک دوست تشریف لائے جو ۹ بچوں کے واحد کفیل تھے آمدنی انتہائی محدود جبکہ بیٹیاں بڑی اور ۲ بیٹے چھوٹے تھے اور تقریباً سب کے سب زیر تعلیم تھے اس دوست نے بتایا بڑی بیٹی کے رخصتانہ میں دو یوم باقی ہیں۔ حسب توفیق معمولی تیاری تو کر چکا ہوں لیکن بارات کی مہمان نوازی کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ وہ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت میاں صاحب نے ان اخراجات کا انتظام کر کے اس ضرورتمند کی پریشانی دور فرمائی آپ نے چالیس پچاس افراد کی بارات کے اندازے کے برعکس ایک سو افراد کے کھانے کا انتظام کروا دیا۔

○ آپ کی سخاوت دلداری ہمدردی کا یہ رنگ بھی قابل ذکر ہے۔ ایک احمدی خاتون جو انتہائی مخلص لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ہیں وہ جب کراچی گئیں تو ان کی عدم موجودگی میں چور گھر کا صفایا کر گئے حتّٰی کہ روز مرہ کے پارچات دیگر بنیادی ضروریات کی اشیاء بھی چور لے گئے ان کی آمدنی انتہائی قلیل تھی نقصان کی اطلاع جب حضرت میاں صاحب کو ہوئی تو آپ نے اس وقت کے صدر صاحب عمومی حکیم خورشید احمد صاحب مرحوم کو ارشاد فرمایا کہ محترمہ کی چوری کا سراغ لگوائیں جبکہ ساتھ اسقدر نقد امداد فرمائی کہ جس سے وہ گھر کی بنیادی اشیاء خرید سکے۔ حضرت میاں صاحب کی اس دلداری اور ہمدردی سے اس خوددار مخلص خاتون کی پریشانی اور تکلیف کا ازالہ ہوا۔

○ غریب لوگوں کی تکلیف پر آپ تڑپ اٹھتے تھے وفات سے چند ماہ قبل کی بات ہے کہ خاکسار کو بلوایا اور فرمایا کہ میرے علم میں آیا ہے کہ فلاں رکشہ ڈرائیور کو پولیس نے پکڑ لیا ہے فوری رابطہ کر کے تحقیق کریں اگر رکشہ ڈرائیور کا قصور ہوا تو اس کا ہرجانہ یا جو نقصان مدعی کا ہوا ہے اس کی ادائیگی کر دوں گا آپ اس کو رہائی دلوائیں چنانچہ حسب ارشاد تھانہ میں جا کر معاملہ رفع دفع کروا کر ڈرائیور کو رہائی دلوائی گئی۔ اس طرح حضرت میاں صاحب کی ذاتی توجہ اور ہمدردی کے نتیجہ میں اس غریب محنت کش کو رہائی نصیب ہوئی

○ حضرت میاں صاحب بڑے بااصول انسان تھے لین دین کے معاملات میں کبھی کوئی بات اخفا میں نہ رکھتے تھے۔ اسی سلسلہ میں ایک واقعہ مکرم محمد یوسف صاحب پنجو آنہ کا ہے جو حضرت میاں صاحب کے انتہائی قابل اعتماد آدمی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت میاں صاحب نے جب کوئی پرانی مشینری فروخت کرنی ہوتی تو اس کی قیمت کا اندازہ اس طرح لگاتے کہ میں نے فلاں سال خریدی تھی اور اتنے سال میں نے کام لیا قیمت خرید اور اخراجات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا اندازہ کرتے۔ مکرم محمد یوسف صاحب نے بتایا کہ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میں نے ٹریکٹر فروخت کرنا ہے اس کو فروخت کروا دو۔ اس پر میں نے ٹریکٹر ایک لاکھ پچیس ہزار

روپے میں فروخت کر دیا۔ خریدار کاروباری آدمی تھا۔ میں اس کو میاں صاحب کے پاس لایا اور خود اندر جاکر میاں صاحب کے سامنے سوالاکھ روپے رکھے اور عرض کیا کہ اتنے میں ٹریکٹر فروخت کر دیا ہے میاں صاحب نے رقم کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا آپ نے مہنگا فروخت کیا ہے اس وقت اس کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے عرض کیا خریدار نہ صرف مطمئن ہے بلکہ اس سودا پر خوش ہے۔ فرمایا اس کو بلاؤ جب وہ آگیا تو اس سے پوچھا کہ تمہیں اس قیمت پر ٹریکٹر پسند ہے اور تسلی کرلی ہے۔ اس نے کہا کہ میں بالکل مطمئن ہوں میں نے تسلی کرلی ہے پھر حضرت میاں صاحب نے خریدار کے سامنے محمد یوسف صاحب سے دریافت فرمایا کہ اس ٹریکٹر میں فلاں فلاں خرابی ہے تم نے اس کے بارہ میں انہیں آگاہ کیا ہے عرض کیا نہیں اس پر فرمایا یہ دیانت کے خلاف ہے۔ عرض کیا یہ نقص تو بالکل معمولی ہے آپ نے محمد یوسف کی دلیل کو رد کرتے ہوئے میز پر پڑی ہوئی رقم میں سے مبلغ دس ہزار روپے اٹھا کر خریدار کو واپس کر دیئے اس وقت اس کے چہرہ کی کیفیت دیدنی تھی وہ حضرت میاں صاحب کی اس صاف گوئی اور فراخ دلی کے باعث حیران رہ گیا۔ حضرت میاں صاحب کے محتاط رویہ اور بے نیازی کا اس پر گہرا اثر ہوا۔ پھر اس نے حضرت میاں صاحب کو نہایت ادب واحترام سے دعوت دی۔ کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں حضرت میاں صاحب نے اس کی دعوت کا شکریہ ادا کیا خریدار نے جاتے ہوئے محمد یوسف صاحب کو کہا کہ میں نے زندگی بھر ایسا عظیم المرتبت انسان نہیں دیکھا۔ محمد یوسف نے بتایا کہ میں اس کو الوداع کر کے واپس آیا تو حضرت میاں صاحب وہیں تشریف فرما تھے اور رقم جوں کی توں میز پر پڑی تھی آپ نے اس رقم میں سے مبلغ پندرہ ہزار روپے مجھے دے دیئے۔ اور فرمایا کہ میرے ٹریکٹر کی جو قیمت ہے وہ میں نے لے لی ہے۔ آپ کی اس بے نیازی اور فراخ دلی کی ایسی مثال بہت کم نظر آتی ہے۔

حضرت میاں صاحب کا محمد یوسف صاحب سے یہ سلوک تھا کہ اسے تنخواہ باقاعدگی سے ادا فرماتے اور پھر کئی دفعہ دریافت کرتے کہ تم نے تنخواہ لے لی ہے حضرت میاں صاحب کی شفقت کے ایسے بہت واقعات ہیں جو ہمیشہ ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔

○ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوا تو آپ کے بلانے پر حاضر ہوا۔ فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ریٹائر ہو گئے ہیں آپ نے کہیں نوکری وغیرہ نہیں کرنی میرے ساتھ رابطہ رکھیں چند ماہ تسلسل سے رابطہ رکھا حسب ارشاد جماعتی امور کی تکمیل کی سعادت ملتی رہی۔ اس دوران حضرت میاں صاحب جس محبت شفقت سے دلجوئی اور دلداری فرماتے رہے چند ماہ بعد خاکسار کو نظارت امور عامہ میں خدمت کا موقعہ ملا تو فرمایا کہ میری خواہش یہی تھی کہ آپ لوکل انجمن میں یا امور عامہ میں کام کریں۔ آپ کے احسانات کی ایک طویل داستان ہے۔ یہ چند واقعات ہدیہ قارئین کئے گئے ہیں۔

☆ ☆

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر

غیبت میں ان کی تو رہا نائب امام کا　　مرجع رہا تو شہر میں ہر خاص و عام کا

فقر و غنی ترے ہمیں رو کے رہے ہمیش　　حق ہو سکا ادا نہ ترے احترام کا

تھی زندگی بزرگی و زندہ دلی کے ساتھ　　باتیں تیری نمونہ تھیں حسن کلام کا

ہر گام پر مظفر و منصور تو رہا　　ہاں خوب حق ادا کیا منصور نام کا

ہر معرکے میں شیر کی مانند بے خطر　　جرنیل تھا تو اپنے امامِ ہمام کا

تو انتظارِ یار میں دن بھر کھڑا رہا　　دن چھپ گیا اور آگیا یہ وقت شام کا

مل کر بھی تجھ سے ملنے کی حسرت نہیں گئی　　پہنچے تجھے سلام اس احقر غلام کا

دیدار کرنے آئی ہے مخلوق کس قدر　　محبوب ہے تو کتنے بڑے اژدہام کا

اک منتظم پہاڑ سا گو اٹھ گیا ظفرؔ!　　ضامن خدائے پاک ہے اس انتظام کا

پردیس میں یہ صدمہ عظمیٰ امامِ من!　　تھامے تجھے پیار خدائے انام کا

ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفرؔ مرحوم

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے

اوصافِ حمیدہ

متفرق یادوں کے انمٹ نقوش

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نہایت ہمدرد، منکسر المزاج اور فانی فی اللہ وجود تھے۔ آپ ایک مدبر اور منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ شفقت و رأفت کے اوصاف سے متصف تھے۔ آپ کے ملنے والوں کے دل ان خوشگوار یادوں سے معمور ہیں جن کے انمٹ نقوش نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ یہاں انہی یادوں کے تعلق میں بعض احباب کے تاثرات دئے جا رہے ہیں ان تاثرات سے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی شخصیت نکھر کر سامنے آتی ہے۔

(نوٹ: مندرجہ بعض تاثرات روزنامہ الفضل ۳ جنوری ۲۰ جنوری اور ۱۶ فروری ۱۹۹۸ء کے مطبوعہ مضامین سے لئے گئے ہیں)

○

بزرگ استاد مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب (مرحوم) سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ و مربی سلسلہ احمدیہ امریکہ حضرت میاں صاحب سے گہرا تعلق رکھنے والی شخصیت تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں:-

میں جب ۱۹۳۹ء میں قادیان آیا۔ (تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور سینئر انگلش ٹیچر) محترم میاں منصور احمد صاحب میٹرک پاس کر کے کالج میں جا چکے تھے۔ لیکن چونکہ سپورٹس مین تھے۔ اور میں مارننگ کلب کا پریذیڈنٹ تھا۔ باہمی دلچسپی اور اپنائیت روز افزوں رہی۔ آپ کو فٹ بال کا کھیل بہت پسند تھا۔ آپ یونین کلب کے کپتان تھے لیکن کھیل کی مشترک اقدار اور مشاغل کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے۔ پھر حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی خواہش پر جب میں نے موسمی رخصتوں کے دوران میاں منصور احمد صاحب کو کچھ وقت انگریزی پڑھائی تو ہم ایک دوسرے کے اور زیادہ قریب ہو گئے۔ ان دنوں کسی وجہ سے ...... میں چند روز کھیل کے میدان میں نہ گیا۔ تو محترم میاں منصور احمد صاحب اپنے چند کھلاڑی ساتھیوں کے ہمراہ بعد از دوپہر خاکسار کے مکان پر دارالرحمت میں تشریف لائے۔ موسم سرما جوبن پر تھا۔ میں مکان کی چھت پر دھوپ سینک رہا تھا۔ دیوار کے قریب سے بلند آواز سے مجھے کہا کہ فوراً نیچے آجائیں اور کھیل کی حسب معمول نگرانی

کرنا شروع کر دیں۔ ورنہ میں ..... آپ کو اٹھا کر لے جاؤں گا۔ اس باہمی الفت کے اظہار نے میرے لئے سوائے حسب سابق کھیل میں شامل رہنے کے اور کوئی راستہ نہ چھوڑا اور ہمارے تعلقات محبت و عقیدت کی تجدید ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد محترم میاں منصور احمد صاحب ناظر امور عامہ لگ گئے۔ اسی دوران سکول کا ایک جھگڑا آپ کے سامنے پیش ہوا۔ آپ اس سلسلہ میں سکول میں تشریف لائے۔ اور خداداد ذہانت سے فوراً اس کی تہ تک پہنچ گئے اور یکجہتی اور یگانگت میں جو لوگ رخنہ ڈال رہے تھے ان کو طبعی جوش اور جلال سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ فوراً اپنی اصلاح کر لیں اور اپنی قابل اعتراض روش کو ترک کر دیں اور سلسلہ کی روایات کو برقرار رکھیں ورنہ میں اس طرز کو جو سلسلہ کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس پر آپ کے خلاف سخت ایکشن لوں گا جب رخنہ ڈالنے والوں نے دیکھا کہ ان کی دال نہیں گلے گی۔ تو مخاصمت کا انداز بدل کر حقیقت پسندی اور مصالحت کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور سٹاف میں سلسلہ کی تعلیم کے مطابق محبت اور یگانگت کا رنگ عود کر آیا۔

حضرت میاں صاحب کو معاملے کی تہہ تک پہنچنے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قوت فیصلہ کا ملکہ بھی ودیعت کر رکھا تھا۔ سلسلہ کے درد سے سرشار تھے اور خاندانی وجاہت اور جرأت ایمانی نے آپ کو خاص بلند مقام پر کھڑا کر رکھا تھا۔ اپنے اساتذہ اور سلسلہ کے خدمت گزاروں کا خاص لحاظ کرتے تھے۔ اور میرے ساتھ تو آپ کا سلوک بہت ہی محبت اور پاسداری کا تھا۔ میں نے ان سے جب بھی کوئی فرمائش کی آپ نے نہایت محبت اور پیار سے اسے پورا کیا۔ میں امریکہ سے واپس آیا تو مجھے اپنی ایک بیٹی 'عزیزہ امتہ الرشید اہلیہ عزیزم میجر شاہد احمد سعدی سے ملنے مردان جانا تھا۔ میں نے اس کا حضرت میاں صاحب موصوف سے ذکر کیا تو آپ نے شام کو اپنے طور پر گاڑی کے ڈرائیور عبدالرزاق صاحب کو بلا کر انہیں حکم دیا کہ وہ صبح صبح دارالسلام (خاکسار کے مکان پر) پہنچ کر مجھے گاڑی میں بٹھا کر مردان لے جائے۔ گاڑی میں آنے جانے کا پٹرول موجود ہو اور ایک دو دن کے بعد میں جب چاہوں مجھے واپس ربوہ لے آئے۔ اور اسی طرح ہوا"

ایسی ہی قابل ذکر بات میرے لئے میری ضرورت پر ایک بہت بڑی رقم کا انتظام کرنا تھا۔ حضرت میاں صاحب کا میرے ساتھ خاص محبت اور نوازش کا سلوک تھا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے ایک خیر خواہ دوست سے کیا انہوں نے میری خواہش حضرت میاں صاحب تک پہنچا دی۔ لیکن اپنے ذاتی تعلقات کی وجہ سے حضرت میاں صاحب نے ان سے کہا کہ آپ میرے اور میرے ماسٹر صاحب کے درمیان کیوں آتے ہیں۔ میرے اور ان کے تعلقات کسی تیسرے شخص کے محتاج نہیں تو یہ تھے ہمارے میاں صاحب......"

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پروفیسر مکرم ملک محمد عبد اللہ صاحب کو حضرت صاحبزادہ صاحب کے کلاس فیلو ہونے کی سعادت حاصل تھی۔ آپ حضرت میاں صاحب کی بے تکلف طبیعت کے بارہ میں اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:۔

صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب خاکسار کے ہم عمر بھی تھے اور ہم مکتب بھی۔ میں نے اپنے آبائی وطن سمبڑیال ضلع سیالکوٹ سے قادیان آکر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی پانچویں جماعت میں داخلہ لیا تھا۔ محترم صاحبزادہ صاحب بھی اسی کلاس میں زیر تعلیم تھے۔ آپ کا ڈیسک میرے قریب ہی تھا۔ چند دن تو اجنبیت میں گزرے۔ ازاں بعد آہستہ آہستہ واقفیت پیدا ہوئی۔ اور پھر یہ واقفیت دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ ہماری دوستی روز بروز بڑھتی گئی ان دنوں ہمارے انگریزی کے استاد حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب تھے جو قادیان سے ملحقہ گاؤں کھارا کے رہنے والے تھے۔ ہماری کلاس کے ناظم بھی تھے۔ ہم نے ان سے درخواست کر کے اپنی سیٹیں ایک ہی ڈیسک پر کرلیں۔

ایک دفعہ بٹالہ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر قادیان جانے والی ریل گاڑی کا انتظار کر رہے تھے ان انتظار کرنے والوں میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی تھے۔ میں بھی ایک جانب کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ صاحبزادہ آہستہ آہستہ چل کر میری جانب تشریف لائے اور قریب آکر فرمایا ملک عبد اللہ آپ کو یاد ہے بچپن میں ہم ایک دوسرے کے کتنے گہرے دوست تھے۔ اب آپ کبھی ملتے ہی نہیں میں نے بے تکلفی سے عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب بچپن کا زمانہ اور طرح کا ہوتا ہے اس میں مساوات پائی جاتی ہے اور حفظ مراتب کا خیال کم ہوتا ہے لیکن بڑے ہو کر حفظ مراتب کا احساس اجاگر ہوتا ہے ...... میرے اس جواب پر آپ بہت مسکرائے اور فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں بہرحال آپ بڑے بااخلاق ہمدرد اور خاموش دوست تھے۔

○

سلسلہ احمدیہ کے معروف عالم اور نامور صحافی مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب (مرحوم) سابق ایڈیٹر الفضل حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

مجھے اس بات نے خاص طور پر متاثر کیا کہ مجلس شوریٰ کے ایک سیشن کے دوران کسی نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے حضور کا لفظ استعمال کیا۔ عام حالات میں تو یہ بات معمولی سی ہے۔ لوگ ایک دوسرے کو حضرت کہہ ہی دیتے ہیں۔ لیکن جس کرسی پر آپ بیٹھے تھے اس کا احترام کرتے ہوئے آپ نے فوراً اس شخص کو ٹوکا اور کہا کہ یہ لفظ صرف اور صرف حضرت صاحب کے لئے استعمال کیا جائے۔ میرے لئے یہ لفظ نہ استعمال کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں ایسی بات صرف ایک بڑی شخصیت کے منہ سے ہی نکل سکتی ہے۔

بے تکلفی کے واقعہ کی ایک یاد ہے میں کیمرہ لئے آپ کے دفتر میں چلا گیا اور میں نے گذارش کی کہ میری خواہش ہے کہ میں آپ کی تصویر لوں۔ حضرت میاں صاحب فرمانے لگے۔ لے لیں۔ میں نے کہا یہاں نہیں باہر تشریف لائیں میں درختوں میں آپ کی تصویر لوں گا۔ چنانچہ آپ اٹھ کر باہر تشریف لے آئے۔ اور درختوں کے نیچے کھڑا کر کے جس طرح کا پوز بنانا چاہا تھا بنا کر آپ کی تصویر لے لی۔ جب یہ واقعہ مجھے یاد آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ کتنے ہیں جن کی وہ پوزیشن ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی تھی اور وہ آپ کی طرح بے تکلف ہوں گے۔

اگرچہ کام کے سلسلے میں میرا اور ان کا زیادہ قرب تو نہیں رہا لیکن "جب میں تحریک جدید میں تھا تو صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید انجمن احمدیہ کے مشترکہ اجلاسوں میں ان کو صدارت کرتے دیکھتا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ میں نے بہت سے بزرگوں کو اجلاسوں کی صدارت کرتے دیکھا ہے اس لئے میں اپنے دل میں مقابلہ کر کے یہ سمجھتا تھا کہ جس طرح حضرت مرزا منصور احمد صاحب اجلاس کو کنڈکٹ کرتے رہے ہیں بہت کم ہیں جو ایسا کر سکتے ہیں۔ عام طور پر اپنے مزاج کے مطابق آپ ایک خاص سسٹم کو چلاتے ہوئے ہر شخص کو اپنے اپنے وقت پر بولنے کی اجازت دیتے تھے اور یہ ہر شخص کو محسوس کرواتے تھے کہ وہ اس مجلس میں اہم ہے۔

○

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب ابن حضرت میر سید داؤد احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے بچپن کے تعلق میں حضرت میاں صاحب کی بچوں سے بے تکلفی اور شفقت کا ذکر یوں کیا ہے:۔

۱۹۶۵ء کے لگ بھگ ۱۰۔۱۱ سال کی عمر میں مجھے ائیر گن حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ اس زمانہ میں ربوہ میں یہ نظارہ اکثر نظر آتا تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہاتھوں میں ائیر گن لئے دبے پاؤں چڑیاں، مولے اور کوے مارتے پھرتے۔ ان دنوں فیکٹری ایریا میں حضرت میاں صاحب کا ایک کارخانہ ہوتا تھا جس میں آپ کبھی بیٹری سیل، کبھی پنکھے اور کبھی اپنے شوق کے مطابق کوئی اور چیز تیار کروایا کرتے تھے۔ انہی دنوں حضرت میاں صاحب نے ائیر گنز تیار کرنے کا منصوبہ بنایا اور مجھ سے وعدہ کر لیا کہ اس کارخانے کی سب سے پہلی ائیر گن وہ مجھے تحفہ کے طور پر دیں گے۔ چنانچہ مجھے آپ کے اس کارخانہ کی پہلی ائیر گن حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔

حضرت میاں صاحب ایک ایسے انسان تھے جو تصنع سے بالکل پاک تھے۔ چھوٹی چھوٹی شفقتیں بس یونہی بکھیرتے رہتے۔ مجھے یاد ہے بچپن میں ایک دفعہ مجھے ٹائیفائیڈ ہوا اور حضرت صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے ایک، ڈیڑھ ماہ کے لئے بستر سے اٹھنے پر پابندی لگا دی تو حضرت میاں منصور احمد صاحب تقریباً روزانہ صبح کے وقت ہمارے یہاں تشریف لے آتے اور مجھ سے جبکہ عمر تقریباً ۹ سال تھی گفتگو فرماتے رہتے۔ ان دنوں آپ

نے مجھے چیس Chess کھیلنا سکھلایا آپ بہت سا وقت چیس کھیل کر گزار دیتے۔ ایک بیمار بچے کے دل بہلاوے کے لئے میں نے اتنا وقت کسی اور کو دیتے نہیں دیکھا۔

اسی طرح ایک زمانہ میں آپ نے ایک واکس ویگن کی مائیکرو بس خریدی۔ لوگ اپنی کاروں کو بہت سنبھال کر رکھتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ اپنے بچوں کو کار چلانا سکھا دیتے ہیں لیکن حضرت میاں صاحب نے اپنی فطری محبت کے زیر اثر جو انہیں بچوں سے تھی مجھے کار چلانا سکھانی شروع کر دی۔ سیکھنا تو خیر کیا تھا۔ میرے تو پاؤں بھی کلچ۔ بریک وغیرہ تک نہیں پہنچتے تھے۔ بس سٹیئرنگ پکڑ کر اور اسے ادھر ادھر گھما کر خوش ہو جاتا تھا۔ آپ کا کار سکھانا تو بس ایک بچے کو خوش کرنے کا بہانہ تھا اور وہ مقصد بخوبی پورا ہوتا رہا۔

O

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید رقمطراز ہیں:۔

۱۹۵۱ء میں جب خاکسار کو وقف زندگی کی منظوری نصیب ہوئی تو ربوہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو قریب سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جب کبھی آپ کے دولت خانہ پر جانے کا موقع ملا آپ کی مہمان نوازی اور احترام آدمیت نے بہت متاثر کیا۔ طبیعت میں لطیف مزاح تھا۔ ایک مرتبہ بندہ اپنی گاڑی پر آپ کے دولت خانہ پر پہنچا تو گیٹ کھولتے ہوئے فرمانے لگے گاڑی بے شک اندر لے آئیں مگر دیکھنا میرا گیٹ نہ توڑ دینا۔

ایک مرتبہ آپ کی قیادت میں سیالکوٹ کا سفر اختیار کیا گیا۔ ایک ویگن میں قریباً چھ سات افراد ہمسفر تھے۔ سیالکوٹ کے مخلصین نے محترم صاحبزادہ صاحب سے عقیدت کے اظہار میں ہماری واپسی کے پروگرام میں خاصی تاخیر کر دی۔ شام کے وقت واپسی ہوئی۔ حافظ آباد پہنچتے پہنچتے قریباً نو بج گئے۔ ابھی چند میل مزید طے کئے ہوں گے کہ گاڑی خراب ہو گئی اور ایسی خراب ہوئی کہ چلنے کا نام نہ لیتی تھی۔ سردیوں کے ایام اور رات کی تاریکی۔ کوئی مدد میسر نہ آئی۔ ایسے پریشان کن حالات میں انسان گھبرا جاتا ہے اور کچھ چڑ چڑا ہو جاتا ہے۔ مگر صاحبزادہ صاحب تھے کہ خوش مزاجی میں کوئی فرق نہ آیا اور فیصلہ فرمایا کہ واپس حافظ آباد جا کر مطلوبہ مدد حاصل کی جائے۔ سو ہم سب رات کے وقت پیدل واپس حافظ آباد پہنچے۔ رات خاصی گذر چکی تھی۔ متعدد احمدی گھرانوں کا پتہ کرتے کراتے ایک گھرانہ میں پہنچے۔ میزبان نے اپنی خوش قسمتی سمجھی کہ قافلہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی تھے۔ ہرچند کہ میزبان اس خوشی میں کہ حضرت بانی سلسلہؑ کے ایک پوتے تشریف لائے ہیں ان سے ترجیحی سلوک کر رہے تھے اور وہ اس اہتمام میں حق بجانب بھی تھے مگر حضرت صاحبزادہ صاحب سب سے خوب گھل مل کر رہے اور سب کا خیال رکھا اور کسی کو کوئی احساس نہ ہونے دیا۔ آپ کے اس حسن خلق سے پیدل سفر کی کوفت بھی رفع ہو گئی۔ اور جملہ افراد میں بشاشت قائم رہی۔ صبح تک گاڑی بھی ٹھیک ہو گئی اور

ہم بفضل خدا بخیریت ربوہ پہنچ گئے۔

آپ کو امامت کا اتنا احترام تھا کہ حضرت صاحب کے سامنے بڑے مودب اور خاموش ہی رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے عشاء کے وقت خاکسار کو یاد فرمایا کہ ایک پروجیکٹر اصلاح طلب ہے اس کو آکر ٹھیک کر جائیں۔ خاکسار ان دنوں ساکن اور متحرک پروجیکٹروں کے ذریعہ تربیتی پروگرام عمل میں لایا کرتا تھا۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت صاحبزادہ صاحب بھی موجود تھے۔ حسب عادت باادب اور خاموش بیٹھے تھے۔ دوسرے دن آپ سے میں نے پوچھا کہ آپ نے پروجیکٹر کا نقص کیوں نہیں دور کیا۔ فرمانے لگے میں حضرت صاحب کے سامنے از خود نہیں بولتا۔ اگر مجھے حکم ہوتا تو تعمیل ہوتی۔

آپ کو انجمنوں کے مشترکہ اجلاس میں بحیثیت صدر دیکھا۔ ہر معاملہ کو سنجیدگی سے بغور دیکھنا۔ حضور کے منشا کو سمجھنا اور عین اس کے مطابق کاروائی کو ڈھالنا آپ کا خصوصی وصف تھا۔ ہر ایک کی رائے کو تحمل سے سننا اور زیر غور معاملہ کو احسن طریق سے نمٹانا آپ کے حسن انتظام پر دال تھا۔ ذاتی طور پر بندہ ایسی مجلس میں یوں محسوس کرتا تھا گویا میں ایک شفیق بزرگ کے زیر سایہ بیٹھا ہوا ہوں۔

مجلس مشاورت میں بھی آپ کی بابرکت صدارت میں یونہی محسوس ہوتا تھا گویا ایک شفیق بزرگ کے زیر سایہ بیٹھے ہیں۔ حضور کے منشا کو سمجھنا اور اس کے مطابق کاروائی کو نمٹانا اور آخر میں درد بھری دعاؤں سے حاضرین کو رخصت کرنا نہ صرف حضور سے بلکہ جماعت سے بھی دلی لگاؤ اور محبت کا مظہر تھا۔

دعوتوں میں شمولیت کے بارہ میں ایک واقعہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ دوستوں کی دلجوئی کے لئے شامل ہوا کرتے تھے۔ ایک دعوت میں انتظار کے عالم میں بندہ ان کے پاس کھڑا تھا۔ کھانا شروع ہونے میں خاصی تاخیر ہوگئی۔ مجھ سے اظہار کئے بغیر نہ رہا گیا۔ فرمانے لگے میں اکثر گھر سے کھانا کھا کر آتا ہوں۔ مگر دعوتوں میں ضرور آتا ہوں

خاکسار کچھ عرصہ قاضی کے فرائض بھی ادا کرتا رہا ہے۔ ایک مقدمہ میں حضرت میاں صاحب بطور گواہ کے تشریف لائے۔ کسی امتیازی سلوک کے مطالبہ کے بغیر عام فرد کی حیثیت سے آپ نے گواہی دی البتہ ایک امر کی طرف خیر خواہی کے جذبہ سے توجہ دلائی۔ فرمایا جس دفتر میں آپ نے گواہوں کو بلایا ہے اس کا گیٹ کھلا رکھنا چاہئے تھا نیز گواہ کو ہر ممکن سہولت پہنچانا چاہئے۔ اس طرح قضا کے اس پہلو کی طرف آپ نے نہایت احسن طریق سے توجہ دلائی۔

O

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (دعوت الی اللہ) اپنے مشاہدات کا ذکر کرتے

عمر دی خلاف توقع سے مراد یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا ہوتے رہے کہ پہلے مرجانا چاہئے تھا مگر خدا تعالیٰ نے بغیر توقع کے بار بار زندگی عطا فرمائی۔

پھر فرمایا "اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّع" اللہ نے اسے صاحب امر بنایا یعنی امیر اور اس کا یہ امیر بننا خلاف توقع تھا۔ یعنی توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ یہ شخص اتنے لمبے عرصے تک امیر بنایا جائے گا۔ ان الہامات کے جو ترجمے تذکرہ میں درج ہیں مجھے یقین ہے کہ یہ ترجمے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نہیں ہیں کیونکہ وہ ایک ایسا ترجمہ کر رہے ہیں جو خلاف واقعہ ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ترجمہ کیا جائے۔ چنانچہ وہ ترجمہ یہ تھا جس کو میں خلاف واقعہ ترجمہ سمجھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ علماء نے اس خواہش میں کہ اس پیشگوئی کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر لگا دیا جائے یہ ترجمہ کیا ہے اس کو یعنی شریف احمد کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر امیر کرے گا، یعنی مال و دولت دے گا اَمَّرَہُ اللّٰہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امیر کرے اَمَّرَہُ اللّٰہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے امیر بنایا جائے گا۔ یعنی صاحب امر بنائے گا اور ایک دوسرے الہام سے بعینہٖ یہی بات ثابت ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ وہ بادشاہ آیا اور اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ قاضی کے متعلق یہ خدائی خبر ملی ہوئی ہے وہ قاضی یعنی صاحب امر بنایا جائے گا۔ تو چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تشریحات دوسرے الہامات کی روشنی میں اس ترجمے کو جو تذکرے کے نیچے چھپا ہوا ہے غلط قرار دے رہی ہیں اس لئے میں نے جب علماء سے فوری طور پر تحقیق کر کے رپورٹ کرنے کا کہا۔ مولوی دوست محمد صاحب جو ماشاء اللہ اس مضمون کے ماہر ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ یہ ترجمے یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ترجمے نہیں ہیں۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ۱۹۳۵ء میں جب تذکرے کی اشاعت پر ایک نوٹ لکھا اس میں یہ وضاحت کی کہ ہم نے تمام ترجمے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائے تھے وہ عبارت کے اندر داخل کر لئے ہیں اور حاشیے میں نہیں اتارے گئے۔ حاشیے میں اتارے جانے والے ترجمے بعد میں علماء نے کئے ہیں۔ تو یہ جو میری Suspicion تھی یا مجھے شک تھا بلکہ میرا یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ترجمہ ہو نہیں سکتا یہ میں نے ربوہ سے معلوم کروالیا ہے۔

واقعۃً یہی بات درست ہے۔ دراصل اگر ان تراجم کو مانا جائے اور جو خیال گزرتا تھا علماء کا اس کو مانا جائے تو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی عمر تو لمبی نہیں تھی۔ اپنے بھائیوں سے چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے اور خلاف توقع لمبی عمر کہنا یہ ایک قسم کا خواہش کا اظہار تو ہے لیکن واقعات کا اظہار نہیں۔ اور آپ کے سپرد امارت کبھی نہیں کی گئی۔ مجھے نہیں یاد شاید ہی کبھی آپ کو امیر بنایا گیا ہو .... یہ وجہ تھی کہ میں ہمیشہ ان دونوں الہامات کو حضرت مرزا منصور احمد صاحب کے متعلق سمجھتا تھا اور آپ کی زندگی اس کی گواہ ہے۔ اس کثرت سے آپ کو شدید دل کے حملے ہوئے ہیں کہ ہر حملے پر ڈاکٹر کہتے تھے کہ اب یہ ہاتھ سے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ خلاف توقع آپ

ہوئے لکھتے ہیں:-

ہر چند کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے شرف نیاز حاصل کرنے والوں کی صف میں ہم بہت بعد میں شامل ہوئے مگر پھر بھی حضرت میاں صاحب کے جلو میں موجود دیگر خدام کی طرح آپ کی شفقتوں اور احسانات کے مورد ضرور رہے۔ بلاشبہ آپ اللہ کے نشانوں میں سے ایک نشان تھے۔..... آپ ایک مرد باوفا تھے آپ کے ساتھ محبت و وفا کا تقاضا بھی ہے کہ آپ کی خوبصورت یادیں زندہ رکھی جائیں......

آپ کے حسن وفا کا اندازہ اس چھوٹے سے واقعہ سے خوب ہوتا ہے جو آپ نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ قادیان میں بچپن کے زمانہ میں سب سے پہلے جس بزرگ نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ پہلے دایاں جوتا پہننا چاہیے اور بایاں جوتا پہلے اتارنا چاہیے آج بھی جوتا پہنتے ہوئے اس بزرگ کے لئے دعا کرتا ہوں ۸۵ سال بعد بھی ایک چھوٹی سی نیکی کو یاد رکھ کر اپنے محسن کے لئے دعا کرنا جہاں آپ کی گہری وفا کو ظاہر کرتا ہے وہاں آپ کے حافظہ کی بھی داد دینی پڑتی ہے۔ حافظے کی یہ غیر معمولی استعداد آخر عمر تک رہی خاص طور پر اعداد و شمار اور حسابی چیزیں آپ خوب یاد رکھتے تھے۔ اس لحاظ سے انجمن کے بجٹ آمد و خرچ خزانہ اور دیگر اہم مدات کے اعداد و شمار اکثر یاد ہوتے تھے فرماتے تھے کہ جو اعداد و شمار ایک دفعہ میرے سامنے سے گزر جائیں پھر بھولتے نہیں اسی طرح لوگوں کی شکلیں خوب یاد رہتی ہیں آپ کی خدا ترسی اور مخلوق خدا سے محبت کا وہ بے ساختہ اظہار مجھے کبھی نہیں بھولتا جو مخالفین احمدیت کے حق میں ایک موقع پر ظاہر ہوا۔ جب ربوہ کے نواح میں منعقد ہونے والی مخالفین کی ایک کانفرنس کے بارہ میں اچانک یہ غیر مصدقہ اطلاع ملی کہ ایک سازش کے تحت جلسہ گاہ میں کوئی بم دھماکہ کر کے ہمارے سر ڈالنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے تو طبعاً فکر دامن گیر ہوئی۔ خاکسار نے بطور صدر خدام الاحمدیہ یہ اطلاع مکرم ناظر صاحب امور عامہ مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ ہم دونوں کو یہ فکر لاحق تھی کہ اگر یہ سازش کامیاب ہو گئی تو اس کا رد عمل جماعت کے حق میں بہت مضر ہوگا مکرم ناظر صاحب امور عامہ فرمانے لگے کہ معاملہ نازک ہے امیر صاحب مقامی سے مشورہ کرتے ہیں' چنانچہ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے اپنی فکر مندی کا تفصیلاً اظہار کیا آپ نے کمال تحمل اور حوصلہ سے فرمایا آئندہ ظاہر ہونے والے رد عمل کو چھوڑو پہلے یہ سوچو کہ اگر خدانخواستہ یہ حادثہ ہو گیا تو بے گناہ انسانی جانوں کا کیا بنے گا اور ہم اس صورت میں ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟

ایک دفعہ یہ اظہار فرمایا کہ میں ملاقات کے لئے پہلے وقت طے کرنے کے تکلف میں نہیں پڑتا ہر وقت دروازے کھلے ہیں جو چاہے آئے اور یہ صرف دفتر کا ہی معاملہ نہ تھا گھر میں بھی یہی حال تھا۔

○

مکرم محمد بشیر خالد صاحب (ابن مکرم ولی محمد صاحب مرحوم آف گنج مغلپورہ لاہور) حال خلافت لائبریری ربوہ بیان کرتے ہیں۔

۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ حضرت میاں صاحب اس وقت ناظر امور عامہ تھے میرے والد صاحب مرحوم نے مالک ٹرانسپورٹ کے خلاف شکایت کی کہ اس نے تین ماہ کی تنخواہ نہیں دی۔ حضرت میاں صاحبؓ نے مالک سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مجھے تین ماہ سے ٹرانسپورٹ سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ میں ان کو کیسے تنخواہ دوں حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ ولی محمد صاحب آپ کے پاس کتنے عرصہ سے ہیں۔ ٹرانسپورٹر نے بتایا کہ عرصہ اڑھائی تین سال سے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ اڑھائی تین سال سے آپ کو یہ فائدہ پہنچا رہے تھے آپ نے انہیں رکھا ہوا تھا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ انہوں نے آپ کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اگر نقصان ہوتا تو آپ نہ رکھتے۔ اس لئے اب اگر چند ماہ کا نفع نہیں ہوا تو خود فیصلہ کریں کہ ان کو تنخواہ کیوں نہ دی جائے۔ اس طرح حضرت میاں صاحب کی اعلیٰ بصیرت تھی کہ آپ کی دلیل سے ٹرانسپورٹر قائل ہو گیا اور والد صاحب کا حق دے دیا۔

ایک مرتبہ مجھے اپنے مکان کی تعمیر کے سلسلہ میں ایک بڑی رقم تیس ہزار کی ضرورت تھی۔ اس کی فوری ادائیگی کے بغیر مجھے کافی نقصان کا خدشہ تھا۔ خاکسار قرضہ کے لئے ناظر صاحب مال خرچ کے پاس گیا۔ انہوں نے بتایا کہ اب تو قرضہ ملنا ناممکن ہے کیونکہ سال کا آخر ہے اور بجٹ ختم ہو چکا ہے۔ ہاں ایک صورت ہے کہ ناظر صاحب اعلیٰ کے پاس چلے جائیں چنانچہ خاکسار نے میاں صاحب کے سامنے اپنی درخواست پیش کی تو حضرت میاں صاحب نے بھی بجٹ کے ختم ہونے کا ذکر فرمایا۔ مگر میں ضرورت مند تھا تفصیل سے اپنی ضرورت پیش کی کہ رقم کا انتظام نہ ہو سکنے کی صورت میں بہت بڑا نقصان ہو گا۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے میری درخواست لے کر اس پر گول دائرہ میں فوری لکھا۔ اور اپنے ذاتی حساب سے مطلوبہ رقم دئے جانے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ آج ہی یہ رقم ادا کی جائے۔ جب تک رقم ادا نہ ہو خزانہ کھلا رہے۔ چنانچہ خاکسار کو اسی روز مطلوبہ رقم مل گئی۔

واپسی قرضہ کے لئے پندرہ صد روپے ماہانہ قسط کی ادائیگی کرنا تھی جو میری آمد کے لحاظ سے زیادہ تھی۔ خاکسار کی درخواست پر مکرم ناظر صاحب مال نے حضرت میاں صاحب کو بتایا کہ یہ پندرہ صد روپے ماہانہ قسط ادا نہیں کر سکیں گے ایک ہزار روپے قسط ادا کرنے پر آمادہ ہیں تو حضرت میاں صاحب نے از راہ نوازش فرمایا کہ جس طرح وہ ادا کر سکتے ہیں ادا کر دیں۔

خاکسار حضرت میاں صاحب کی ہمدردی اور ضرورت کے وقت حاجت روائی کا یہ واقعہ کبھی نہیں بھول پاتا۔ واقعی آپ دل کے بادشاہ تھے۔

○

مکرم بشیر احمد شاہد دارالصدر غربی ربوہ لکھتے ہیں:۔ حضرت میاں صاحب کا مشفقانہ انداز تربیت بڑا موثر تھا میں اس وقت بالکل صغیر سنی کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ یہ ۱۹۴۳ء کی بات ہے ہم کچھ بچے مغرب کی نماز کے لئے قادیان میں اپنے محلہ دارالعلوم کی بیت نور میں گئے۔ نماز شروع ہوئی تو میرے ساتھ کھڑے دو بچے شرارتوں میں لگ گئے۔ اسی اثناء میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تشریف لائے اور ان بچوں کو شرارتیں کرتے دیکھ کر ایک بچے کو پیچھے کر کے اپنے ساتھ کھڑا کر لیا۔ جب نماز ختم ہوئی تو ہم سب بچوں کو خاموشی سے اپنے پاس بلایا۔ اور وہ دو بچے جو آپس میں شرارتیں کر رہے تھے ان کو بڑے پیار سے سمجھایا کہ دیکھیں آپ تو احمدی بچے ہیں۔ مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر انتہائی دکھ ہوا ہے۔ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی اور ساتھ ہی تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں گاہے گاہے یہاں آیا کروں گا جو بچہ اس طرح نماز میں شرارت کرے گا میں اسے پکڑوں گا۔ اس پیار بھرے ارشاد کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔ بچوں کو جستجو ہوئی کہ معلوم کریں کہ یہ کون صاحب تھے۔ مجھے آپ کے اس انداز تربیت اور شفقت کی یاد آج تک تازہ ہے۔

○

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب انجینئر سابق امیر ضلع مظفر گڑھ لکھتے ہیں: حضرت میاں صاحب جماعتی روایات اور بالخصوص قواعد و ضوابط کی بہت پابندی کرواتے تھے۔ مجھے تقریباً دو مواقع پر امیر ضلع مظفر گڑھ کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ اس دوران مختلف جماعتوں میں بعض امور کو جب آپ تک پہنچایا جاتا تو یہی احساس ہوتا تھا کہ آپ جماعتی روایات اور قواعد و ضوابط کی مکمل پابندی کروانا چاہتے ہیں اور اس کے نتیجے میں عمدہ نتائج برآمد ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک جماعت میں صدر کا انتخاب تھا۔ انتخاب کی رپورٹ آپ کو بھجوادی گئی بعد میں اس جماعت کی طرف سے بعض لوگوں کی انفرادی تحریری شکایات موصول ہوئیں جو میں نے اپنی رائے کے ساتھ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں بھجوادیں۔ لیکن آپ نے شکایات کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ کی اور جو انتخاب قواعد و ضوابط کے مطابق ہوا تھا اسی کی منظوری بھجوائی اور حالات نے بھی یہی ثابت کیا کہ جو کاروائی قواعد کے مطابق ہوئی وہی بابرکت ثابت ہوئی۔

○

مکرم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب ربوہ تحریر کرتے ہیں:۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی شخصیت بڑی دل آویز تھی آپ بڑے دلیر اور جرأت مند انسان تھے آپ پر بھی اللہ اور رسولؐ کا نام استعمال کرنے کے "جرم" میں کئی ایک مقدمات قائم کر دیئے گئے تھے ان میں سے ایک شوریٰ کا کیس بھی تھا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ محترم حضرت مرزا عبدالحق

صاحب، محترم میر محمود احمد صاحب ناصر اور خاکسار بھی عدالت میں حاضر ہوئے اس دوران ان بزرگ ساتھیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانات کا مشاہدہ کرنے کے بے شمار مواقع نصیب ہوئے۔ اس دوران ہم کبھی کبھی گھبراہٹ کا اظہار ضرور کر بیٹھتے لیکن محترم صاحبزادہ صاحب کو کبھی ہلکی سی پریشانی بھی محسوس نہ ہوئی آپ کا طریق، طرز عمل بالکل نارمل اور پر سکون اور قلبی اطمینان کا حامل نظر آتا تھا۔ اور دوران سفر یا انتظار کی گھڑیوں میں آپ ہنسی اور نفیس مذاق کے ساتھ ماحول کو ہمارے لئے خوشگوار بنا دیتے۔ بہرحال آپ کی شخصیت کی شفقتوں، دعاؤں اور ان کے ثمرات سے آپ کے ساتھ کام کرنے والوں ماتحتوں ماحول میں رہنے والوں، جاننے والوں اور نہ جاننے والوں سب کو فیض پہنچانے کا ذریعہ بنتے رہے پھر شیروں کے اس شیر اور بہادر صاحبزادہ صاحب نے قدرت ثانیہ کے تقدس اور مقام خلافت کے وقار کے تحفظ کے لئے "واقعی" حضور انور کے تاریخی الفاظ میں ایک سونتی ہوئی تلوار کا کردار ادا کیا۔ الحمدللہ۔

صاحبزادہ صاحب کی پر شفقت توجہ اور دعاؤں کے طفیل شوریٰ کیس کے ضمن میں حوالات کے عام معمولات سے محترم میر صاحب اور اس احقر کو خدا تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور جس شہر چنیوٹ کی حوالات میں دو دن مقیم رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے چند سال بعد الٰہی تصرف سے اس شہر کے ڈگری کالج کا پرنسپل نامزد ہونے کا اعزاز بھی ملا۔ الحمدللہ

○

مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب پبلشر اور سابق مینجر ماہنامہ انصار اللہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

خاکسار کی ایک کیس ۲۹۸ سی کے سلسلہ میں ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ کی عدالت میں پیشی تھی۔ اسی عدالت میں حضرت صاحبزادہ میاں منصور احمد صاحب اور دیگر چند احباب بھی عدالت میں پیش ہوئے یہ سب احباب ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے عدالت میں حاضر ہوئے۔ جب احباب احاطہ عدالت کے باہر گاڑیوں سے اترے کوئی دوست ایک ہوٹل سے کرسی اٹھا لائے اور حضرت میاں صاحب سے درخواست کی کہ آپ تشریف رکھیں حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ باقی دوست کھڑے ہیں میں کیوں بیٹھ جاؤں کیا میں کمزور ہوں۔

اس پیشی کے موقع پر سب احباب کی ضمانت ہو گئی اور سب احباب بخریت واپس آ گئے۔ یہ واقعہ جہاں ہمارے لئے نہایت ہی ایمان افروز ہے وہاں حضرت میاں صاحب کی سیرت کا حسن بھی نکھارتا ہے کہ کس طرح آپ نے دیگر احباب کے ساتھ مساوات کو برقرار رکھا اور اپنی صحت اور پیرانہ سالی کے باوجود اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا رہنے کو ترجیح دی۔

○

مکرم صالح محمد صاحب سابق باڈی گارڈ حضرت خلیفۃ المسیح لکھتے ہیں:۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا میرے ساتھ گہرا تعلق تھا خاکسار عملہ حفاظت میں ڈیوٹی دیتا تھا میں جب بھی

حضرت میاں صاحب کے پاس گیا اور ضروریات کا ذکر کیا تو آپ نے بڑی دلداری کے ساتھ وہ دیا جو میں نے حضور انور کے عملہ حفاظت کے لئے مانگا۔ اگر تھوڑا مانگا تو توقع سے کہیں زیادہ عطا کیا۔ اگر کبھی یہ کہا کہ میاں صاحب اس قدر خرچ ہو جائیگا تو فرمایا کہ جس کے لئے ہم خرچ کر رہے ہیں اور جو تم مانگ رہے ہو وہ کم ہے۔ ان کے لئے خرچ کرنا ضروری ہے ان کی برکت سے تو اللہ ہمیں دیتا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس قسم کے فکر نہ کریں۔ بلاشبہ آپ بڑے دور اندیش انسان تھے۔

O

مکرم سید **طارق محمود احمد** صاحب کارکن نظارت علیا نے بتایا کہ میرے والد مکرم سید نیاز محمد شاہ صاحب ۱۹۸۳ء میں ایک کیس میں گرفتار ہوئے تو پندرہ یوم حوالات میں گزارنے کے بعد ضمانت پر رہا ہو کر آئے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ سید نیاز احمد شاہ صاحب حوالات سے آتے ہی سب سے پہلے مجھے ملیں۔ میرے والد صاحب حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نہایت شفقت سے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ کی جو خواہش ہے بتائیں۔ میرے والد نے عرض کی کہ میرا بیٹا فارغ بیٹھا ہے اس کو ملازم رکھ لیں۔ حضرت میاں صاحب نے وعدہ فرمایا کہ کہیں بھی جگہ خالی ہو تو بتائیں میرے والد صاحب نے عرض کی کہ میرا بیٹا پڑھا ہوا نہیں۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ چنانچہ خاکسار کو مددگار کارکن کے طور پر پہلے دارالافتا میں رکھا اور پھر اپنے پاس دفتر میں رکھ لیا۔

حضرت میاں صاحب جب لندن جلسہ سالانہ سے واپس آئے تو سب کارکنوں کے لئے تحفے لائے۔ جب میں ملا تو بڑی بے تکلفی سے پنجابی میں دریافت کیا کہ تم کو بھی کچھ ملا ہے یا نہیں میں نے عرض کی کہ مجھے جراب کا ایک جوڑا ملا ہے۔ اس پر آپ نے ایک بڑی رقم اپنی جیب سے مجھے عنایت فرمائی۔

O

مکرم **برکت اللہ علی** صاحب کارکن نظارت علیا بیان کیا کہ ۱۹۸۷ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ شیخوپورہ کے کسی گاؤں سے بعض دوست ایک شخص کو زنجیروں میں باندھے ہوئے لائے اس کی بہت بری حالت تھی کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ اسے لانے والے احباب نے بتایا کہ یہ شخص پاگل ہے اور ہمیں اس سے سخت خطرہ ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کھول دو چنانچہ جب اسے آزاد کر دیا گیا تو حضرت میاں صاحب نے اس بدحال شخص کو اپنے قریب بٹھایا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور دعا کرتے رہے۔ اس پر وہ شخص بالکل ٹھیک ہو گیا۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ اسے دوبارہ مجھے ملائیں میں اس کے لئے دعا کروں گا۔

حضرت میاں صاحب بڑے باہمت تھے اور بڑی عمر کے باوجود مضبوط جسم کے تھے۔ ایک مرتبہ جب چند دن بیمار رہنے کے بعد دفتر تشریف لائے تو دفتر کے کارکن مکرم محمد صدیق خاں صاحب دستخط کروانے کے لئے آپ کے پاس گئے اور کہا کہ میاں صاحب آپ کیسے ہیں کچھ کمزور لگ رہے ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے انہیں کہا کہ کرسی میرے قریب کر کے بیٹھو اپنی کہنی میز پر رکھ کر اپنا ہاتھ کھڑا کیا اور فرمایا زور آزمائی کرو اور میرا ہاتھ میز پر لگاؤ مکرم محمد صدیق خاں صاحب پہلے تو جھجکے پھر پوری کوشش کی مگر آپ کا ہاتھ نیچے نہ لگا سکے اس کے بعد مکرم محمد صدیق خاں صاحب نے اسی طرح ہاتھ کھڑا کیا تو میاں صاحب نے ایک ہی جھٹکے سے اس کا ہاتھ نیچے لگا دیا۔ اس واقعہ سے آپ کا ایک نوجوان سے زور آزمائی کرنا آپ کے باہمت اور بے تکلف ہونا ظاہر کرتا ہے

ایک دفعہ حلقہ بیوت الحمد ربوہ کے صدر کی منظوری کا کیس آیا تو دریافت کیا کہ بطور صدر انتخاب میں آنے والے کون دوست ہیں جب کارکن نے بتایا کہ یہ دوست کچھ ٹانگ سے معذور ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ان سے کوئی کبڈی کا کھیل تو نہیں کروانا۔ انہوں نے صدر کے طور پر کام ہی کرنا ہے۔

○

مکرم خواجہ **عبدالشکور** صاحب (ڈرائیور) نظارت علیا جنہیں سفر و حضر میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے قریب رہنے کا موقع ملا بیان کرتے ہیں۔

حضرت میاں منصور احمد صاحب کے دل میں ملازمین اور کارکنان کے لئے بڑا احساس تھا مجھے ڈرائیور کے طور خدمت کی توفیق ملی اور اکثر یہی بات سامنے آئی کہ جب تک سفر سے واپس نہیں آئے حضرت میاں صاحب فکر مند رہے اور جونہی پہنچتے تو پہلا سوال یہ ہوتا کہ ٹھیک پہنچ گئے ہو خیریت رہی جب آپ پوری رپورٹ لے لیتے تو بڑے اطمینان سے فرماتے کہ اچھا اب جاؤ۔

ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی آنکھ کا اپریشن ہوا۔ اور خاکسار راولپنڈی سے دیگر اہل خانہ کو لے کر واپس آ رہا تھا ڈنگہ کے قریب گاڑی خراب ہو گئی حضرت میاں صاحب کی ہدایت پر گاڑی جہلم لے گیا تاکہ مرمت کروائی جائے رات ۱۱۔ ۱۲ بج گئے۔ جب گاڑی مرمت ہونے پر چپ بورڈ فیکٹری میں مکرم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب کے ہاں پہنچا تو آپ بڑے فکر مند برآمدہ میں ٹہل رہے تھے۔ گاڑی کی مرمت کا بتایا تو مطمئن ہوئے اور ہمارے لئے ہدایت کی کہ کھانا گرم کر کے انہیں دو۔

ایک واقعہ آپ کی ہمدردانہ سوچ کا ہے۔ میری سروس کا آغاز تھا۔ نظارت کی نئی گاڑی میرے پاس تھی۔ بنگلہ دیش (مشرقی پاکستان) سے دورہ کے بعد مکرم مرزا عبدالحق صاحب مکرم مولانا عبدالمالک خاں صاحب اور مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب دورہ کے بعد واپس آ رہے تھے۔ مجھے ہدایت ہوئی کہ انہیں لاہور سے لے کر آنا

باقی صفحہ ۱۱۲ پر

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے خلق کریمانہ

آپ کی عنایات و احسانات کا وسیع دائرہ

ایڈیٹر

محبت و رأفت اور ہمدردی و شفقت وہ اوصاف ہیں جو شخصی کردار کا حسن ظاہر کرتے ہیں اور جہاں یہ خوبیاں ماحول میں بے تکلفی اور دوستانہ رنگ پیدا کرتی ہیں وہاں یہی صفات دوسروں کے لئے احسان پر منتج ہوتی ہیں۔ اس عاجز کا حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کم و بیش ۳۵ سال تک کسی نہ کسی رنگ میں رابطہ رہا جب آپ نظارت امور عامہ کے فرائض کے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقع پر افسر لنگر خانہ نمبرا فرائض ادا کرتے تھے تو بہت قریب سے دیکھا۔ مزدوروں اور پکوائی والوں سے کام لینے کا عجیب رنگ تھا قدم قدم پر محبت و شفقت نظر آتی تھی۔ جب روٹی کا سٹاک کم ہونے کی اطلاع ملتی تو نانبائیوں کا مقابلہ کروا دیتے اور اول آنے والے نانبائی کو انعام دیتے۔ پچاس پچاس روپے کا انعام۔ جب کہ اس رقم کی بڑی حیثیت تھی۔ ایک گھنٹہ کے مقابلہ میں تندور پر ایک آٹا کی روٹی نکلتی اس طرح کمی پوری ہو جاتی۔ اپنے خدام کے ساتھ بھی ایسی ہی عنایات ہوتیں اور بے تکلفی کا تو رنگ ہی کچھ اور تھا۔ یہی وجہ تھی کہ نوجوان آپ کے اشارے پر چلتے اور وقت' شفٹ یا چھٹی کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ لنگر خانہ میں ڈیوٹی کے دوران ایسی ہی بے تکلفی کا ایک واقعہ اس خادم کے ساتھ بھی گزرا جب۔ آپ مٹی کا ایک پیالہ پکڑے ہوئے تشریف لائے میری ڈیوٹی دیگوں کی پکوائی پر تھی ارشاد ہوا کہ اس پیالے میں سالن ڈلوا لاؤ۔ سالن کا پیالہ لایا تو فرمایا یہ مجھے دو اور گرم روٹیاں لے آؤ۔ جب روٹیاں لایا تو وہیں بیٹھ گئے اور فرمایا آؤ دونوں مل کر کھاتے ہیں۔ جب بھی یہ ۳۸ سالہ پرانا واقعہ یاد آتا ہے تو آپ کی عظمت اور کریمانہ خلق سامنے آتا ہے یہی وہ خلق مسیحا تھا جو رفقائے بانی سلسلہؑ نے دیکھا تھا۔

آپ کی عنایت و احسانات کا دائرہ بڑا وسیع تھا جو بھی حاجت مند آپ کے پاس پہنچا اس نے یہی سمجھا کہ یہ کریمانہ سلوک خاص اسی کے لئے ہے۔ میرے ساتھ جو ذاتی نوازشات تھیں طبعاً ایک حجاب سا لگتا ہے لیکن میں ان احسانات کا تذکرہ کرنے سے رک بھی نہیں سکتا۔ تین چار بار تو ایسے احسان اس عاجز پر بھی کئے کہ رپورٹ دینے والے دوست نے کہا کہ قواعد تو یہ ہیں کہ ان کا کوئی حق نہیں مگر آپ نے فرمایا کہ کن قواعد کی بات کرتے ہو یہ ضرورت مند ہیں اور جائز ضرورت کی وجہ سے ان کا حق ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مجھ جیسے ادنیٰ خادم پر جو نوازشات کیں انہیں زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب سے میری آخری یادگار ملاقات ۱۹۹۷ء کی عید الفطر پر ہوئی جب خاکسار اپنی اہلیہ

صاحبہ محترمہ کے ساتھ عید مبارک کے لئے گیا۔ حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ علیل تھیں خواتین اپنی باتوں میں مصروف اور خاکسار حضرت میاں صاحب کے ساتھ محو گفتگو۔ پاکستان کے ہر علاقے میں اصلاح وارشاد "دعوت الی اللہ" پر باتیں ہوتی رہیں۔ آپ کا تجزیہ نہایت بصیرت افروز تھا یہ آپ کی بالغ نظری اور دوراندیشی میرے لئے راہنمائی کا موجب تھی۔

اس ملاقات پر ایک گھنٹہ سے زیادہ وقت گزر گیا مجھے فکر تھی تو اس بات پر کہ حضرت میاں صاحب کی طبیعت پر بوجھ نہ ہو۔ میں نے اجازت کی درخواست کی تو فرمایا نہیں وہ خواتین میں مصروف ہیں جب خود باتیں ختم کر کے آئیں گی تو پھر جانا۔ یہ جملہ سن کر میرے دل پر آپ کی عظمت کس قدر بڑھی اسے بیان نہیں کر سکتا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بلند سے بلند تر درجات عطا فرمائے اور اعلیٰ علیّین میں مقام خاص سے نوازے۔ آمین۔

بقیہ از صفحہ ۱۱۰ :-

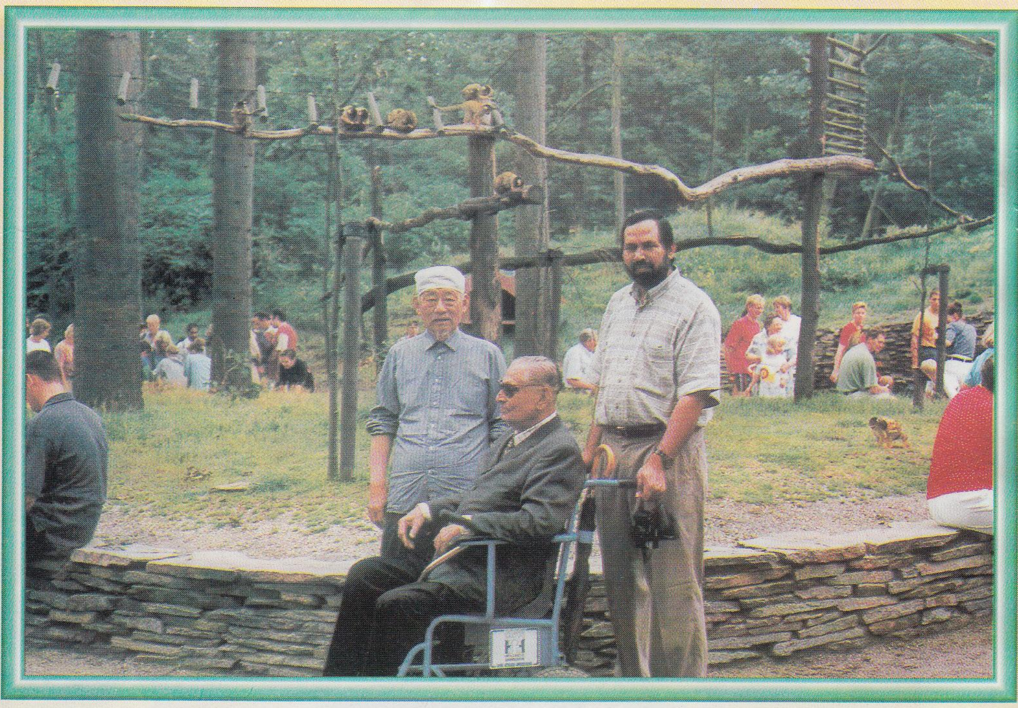
ہے۔ میں لاہور جا رہا تھا کہ شیخوپورہ سے گزرتے ہوئے ایک سائیکل سوار سے جو سامنے کھڑی بس کے آگے سے کراس کر رہا تھا ہماری گاڑی کے ساتھ ٹکرا گیا۔ سائیکل سوار ایک طرف گرا۔ وہ خود تو محفوظ رہا مگر گاڑی کو کچھ نقصان پہنچا۔ میں جب مہمان احباب کو لے کر واپس آیا تو حضرت میاں صاحب کو بتایا کہ بڑا افسوس ہے کہ گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا گاڑی کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ سائیکل والا بچ گیا۔ اسے نقصان تو نہیں پہنچا۔ میں نے بتایا کہ اس کو تو کچھ نہیں ہوا مگر نئی گاڑی تھی آپ نے فرمایا کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ نئی گاڑی کا ایکسیڈنٹ نہیں ہو سکتا۔ کوئی بات نہیں شکر کرو آدمی بچ گیا۔

مکرم خواجہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت میاں صاحب کی آخری بیماری کے وقت کا نقشہ مجھے نہیں بھولتا نے بیان کیا۔ جب مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب لندن چلے گئے اور جاتے ہوئے دوسرے ڈاکٹر مکرم منور احمد بٹ صاحب کی ڈیوٹی لگا گئے۔ میں نے اس علالت میں حضرت صاحب بڑا ہمت والا مضبوط ارادہ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا انسان پایا۔ جب حضرت میاں صاحب کی تکلیف بڑھ گئی اور روزانہ رات کو آکسیجن لگائی جاتی تھی تو ایک روز میں نے راولپنڈی سے ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب سے مشورہ کا ذکر کیا تو فرمایا ڈاکٹر دوائیاں دے رہے ہیں اللہ پر توکل کرنا چاہیئے کسی اور ڈاکٹر کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں جو علاج ہو رہا ہے وہ ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں جب محترمہ بیگم کرنل صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب کو لے کر راولپنڈی گیا تو واپسی پر مکرم ڈاکٹر نوری صاحب کو لے آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت میاں صاحب کا معائنہ کیا تو سخت فکر مند ہوئے۔ آپ اسی وقت فضل عمر ہسپتال میں داخل کر دئے گئے اس موقعہ پر بھی حضرت میاں صاحب بڑے بلند حوصلہ تھے اور فرما رہے تھے کہ ہسپتال لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ علاج تو وہی ہے جو یہاں ہو رہا ہے۔

☆　☆



قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب منارۃ المسیح کے دروازہ پر تشریف فرما ہیں۔
(بر موقع جلسہ سالانہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان **1991**ء)



حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ہالینڈ میں **1997**ء
(مکرم محمد عثمان چینی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ اور مکرم صدیق احمد صاحب ہالینڈ)

Monthly **Ansarullah** Rabwah

EDITOR : NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No . CPL - 92

February, 2000



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تشریف فرما ہیں۔

(بموقع جلسہ سالانہ قادیان دارالامان 1991ء)

کو ٹھیک کر دیتا تھا اور سب ڈاکٹر حیرت سے دیکھتے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ دل کی ایسی بیماریاں لاحق ہوئیں کہ جن سے بچنا محال تھا اور دوسرے دن اٹھ کر نہ صرف یہ کہ کھانا پینا شروع کر دیا بلکہ ڈاکٹر جو بعض چیزوں کو ان کے لئے حرام سمجھتے تھے یعنی مکھن اور گھی کی غذا۔ رات کو حملہ ہوا ہے صبح اٹھ کر کہا کہ مجھے مکھن کے پراٹھے پکا کر کھلاؤ اور واقعۃً پراٹھے کھایا کرتے تھے اس لئے ان کے متعلق یہ الہامات لازماً پورے اترتے ہیں۔ بغیر توقع کے لمبی عمر اور بغیر توقع کے بار ہا عمر پانا یہ آپ کی ذات میں دونوں باتیں بعینہٖ صادق آتی ہیں۔

پھر یعنی ان کو امارت بھی ایسی دی جائے گی کہ اس کے متعلق توقع نہیں کی جاسکتی۔ میں نے حساب لگایا ان کی امارت کا "اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّع" تو آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے زمانے میں ان کو امیر بنانا شروع کیا گیا ہے اور اس سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے باون سالہ (دور) میں اتنا عرصہ کبھی کسی کو امیر نہیں بنایا گیا۔ جتنا ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور میرے دور میں امیر بنایا گیا۔ پینتالیس بار آپ امیر مقامی مقرر ہوئے ہیں اور اس ہجرت کے دور میں تقریباً چودہ سال مسلسل امیر مقامی بنے رہے ہیں۔ یہ ہے خلاف توقع۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ خلیفہ کی موجودگی میں کوئی شخص اتنا لمبا عرصہ امیر مقامی بنا رہے۔ وہ امارت مقامی جو خود امام وقت کے اپنے قبضے میں ہوا کرتی ہے اور اس کی وہاں موجودگی میں صدر عمومی ہے جو عمومی انتظام چلاتا ہے۔ مگر خلیفہ کی موجودگی میں امیر مقامی وہی ہوتا ہے۔ پس آپ عملاً میری جگہ بیٹھ گئے یعنی جس کرسی پر میں بیٹھا کرتا تھا اس پر میرے کہنے کے مطابق آپ براجمان ہوئے اور آپ نے تمام امور کو نہایت بہادری سے سرانجام دیا۔

"وہ بادشاہ آیا" کے الہام کے متعلق فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے یعنی اس الہام کے ساتھ یہ آواز بھی آئی۔ قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کر دے۔ یہ خوبی بھی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب میں غیر معمولی طور پر پائی جاتی تھی۔ باطل کو رد کرنے کے معاملے میں اتنا بہادر انسان میں نے اور شاذ ہی دیکھا ہو۔ ہوں گے مگر جو میں نے دیکھے ہیں ان میں سے ان سے زیادہ جرأت کے ساتھ باطل کو رد کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

خلافت کے عاشق اور فدائی اور میں جو ان کے سامنے ایک چھوٹا بچہ تھا اور بچپن میں ان کے۔ نظام میں ماریں بھی کھائی ہوئی ہیں اس طرح سامنے وفا کے ساتھ ایستادہ ہوئے ہیں جیسے اپنی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ اور بھائیوں میں سے یا اپنے دور کے عزیزوں میں سے اگر کسی نے ذرا بھی زبان کھولی ہے۔ میرے متعلق تو اتنی سختی سے اس کا جواب دیا ہے کہ جیسے رد کرنے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ رد کرنے کے عمل کو اتنی سختی سے استعمال کیا ہے کہ میں حیران رہ گیا سن کر۔ بارہا میں نے سنا اور میں حیران رہ جاتا تھا۔ نہ بھائی دیکھا' نہ عزیز دیکھا اگر وہم گزرا کہ خلافت کے متعلق یہ غلط اشارہ کر رہا ہے تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی سختی سے

اس کو رد کر دیا۔

یہ صورت حال ایک اور الہام کو بھی یاد کرا رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا شریف احمد صاحب کو خطاب کر کے کشف میں دیکھتے ہیں کہ "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں"۔ اب ظاہر بات ہے کہ یہ الہام حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق پورا نہیں ہوا یعنی ان لوگوں کی نظر میں پورا نہیں ہوا جو یہ بات ماننے پر تیار نہیں کہ بعض دفعہ باپ کے متعلق الہامات بیٹے کے لئے پورے ہوا کرتے ہیں اب یہ بات بعینہٖ آپ کی ذات پر پوری ہوئی ہے۔ وہ امارت مقامی جس پر میں بیٹھا کرتا تھا اب ظاہر ہے کہ میں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمائندہ ہوں۔ اس وقت میاں شریف احمد صاحب موجود نہیں ہیں، اگر کوئی شخص موجود ہے تو یہ آپ کا بیٹا ہے۔ جس کے متعلق بعینہٖ یہ الفاظ پورے ہوتے ہیں۔ "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں"

پس یہ سارے الہامات اور ان کی واضح تشریحات جو واقعات نے بیان کر دی ہیں ان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ یقیناً آپ کا ایک مقام تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے وہ مقام بنا ہے اور ابھرا ہے اور آئندہ آنے والی تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا وجود ایک مبارک وجود تھا جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روحانی بیٹا ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ جو کچھ بھی اپنے بیٹے کے متعلق دیکھا وہ ان کے بیٹے کے متعلق پورا ہوا۔ اب جبکہ میں نے ان کی جگہ ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی ان کے صاحبزادے مرزا مسرور احمد صاحب کو بنایا ہے تو میرا اس الہام کی طرف بھی دھیان پھرا کہ گویا کہ آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ میری جگہ بیٹھ۔ یہ ساری باتیں ہمیں یقین دلاتی ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی روح ایک پاک روح تھی، بہت دلیر انسان خلافت کے حق میں ایک سونتی ہوئی تلوار تھے۔

یہاں پچھلے دنوں جب آپ نے سفر کیا ہے تو اس سفر کے دوران اس دفعہ اتنے خوش گئے ہیں کہ مجھے وہم آیا کرتا تھا کہ کوئی بات ہے۔ پہلے کبھی بھی کسی سفر کے دوران نہ اتنا لمبا سفر کیا، نہ اتنی خوشی کا اظہار کیا۔ انگلستان دیکھتے ہوئے کہا مجھے تو اب یوں لگ رہا ہے میں نے پہلی دفعہ انگلستان دیکھا ہے۔ اب جو خوشی اس دفعہ دیکھنے میں ہوئی ہے کبھی ساری عمر نہیں ہوئی۔ جرمنی گئے وہاں بھی اس بات کا اظہار کیا، ہالینڈ گئے وہاں بھی اس بات کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت خوش گئے ہیں اس دفعہ یہاں سے کہ جس کی نظیر پہلے ان کے آنے میں کبھی نہیں ملتی۔ اس وقت مجھے شبہ پڑتا تھا جسے میں دوسرا رنگ دے دیا کرتا تھا۔ مجھے لگتا تھا کہ یہ تو شاید جانے کی تیاریاں ہیں۔ پس وہ شبہ درست نکلا اس طرح گئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آئے۔ واپس آ ہی نہیں سکتے کیونکہ اس ملک کو چلے گئے ہیں جو ملک عدم تو نہیں ہے مگر ہمارے لئے عدم ہی کی طرح ہے یعنی جو ایک دفعہ چلا جائے پھر اس کا کوئی نشان واپس نہیں آیا کرتا۔ مگر وہ شخص جس کے متعلق الہامات دنیا میں باقی رہے ہوں اس کا جانا بھی ایک فرضی جانا ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ باقی رہتے ہیں اسی دنیا میں باقی رہتے ہیں۔ پس

اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔

میری بیٹی فائزہ نے مجھے بتایا کہ اتنا خوش تھے اس دفعہ کہ باربار مجھ سے بھی بے حد محبت کا اظہار کرتے تھے اور ایک بات پر میں نے کہا کہ آپ بہت خوش ہیں تو کہتے تھے خوش کیوں نہ ہوں میرا خلیفہ مجھ سے راضی ہے۔ میں اسے بار بار دیکھتا ہوں، میں خوش کیوں نہ ہوں، وہ بچے نہیں تم نے دیکھے۔ فائزہ سے کہا۔ جو امام کے ساتھ پھرتے ہیں۔ ادھر ادھر دوڑے پھرتے ہیں۔ ان کی خوشیاں نہیں دیکھیں وہ کیوں خوش ہیں اسی لئے کہ وقت کا خلیفہ ان سے راضی ہے۔ میں بھی اسی لئے خوش ہوں۔ یہاں بھی بہت خطرناک حملے ہوئے بیماری کے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان بیماریوں سے نجات ملی۔ واپس جا کر بھی حملہ ہوا اس سے بھی پھر نجات ملی۔

بے حد بہادر انسان تھے کہ کم دنیا میں اتنے بہادر انسان دیکھنے میں آتے ہیں۔ وہم ہوتا تھا تو دوسروں کے متعلق، اپنے متعلق نہیں۔ میری بیماری کا خطرہ، خوف اور بچوں کو کہنا خیال رکھیں۔ اگر کوئی تاخیر ہو جائے کہیں سے آنے میں مثلاً ایک دفعہ یہ پہلے پہنچ گئے اور مجھے آنا چاہئے تھا مگر دیر میں آیا تو بے انتہا گھبراہٹ تھی، ٹہلتے پھرتے تھے کہ کیوں نہیں ابھی تک پہنچے۔ تو اپنے متعلق بالکل بے خوف اور دوسروں کے متعلق بے حد خوف رکھنے والے کہ کہیں کسی خطرناک واقعہ میں مبتلا نہ ہو گیا ہو، کسی مہلک حادثے کا شکار نہ ہو گیا ہو۔

ساری زندگی سادہ گزری ہے۔ بالکل بے لوث انسان اور سادہ زندگی گزارنے والے، ناظر اعلیٰ بھی اور اپنے بچے مسرور کو ساتھ لے کر زمینوں کا دورہ بھی کر رہے ہیں۔ وہاں زمینداروں کے ساتھ بیٹھ کر اسی طرح باتیں کر رہے ہیں۔ ذرا بھی ان کے اندر کوئی انانیت نہیں پائی جاتی تھی۔ بالکل سادہ لوح، غذا اگر مزے کی ہے تو اچھی لگے گی پر اگر نہیں بھی ہے تو خوشی سے کھاتے تھے اور ہر چیز میں ایک قناعت پائی جاتی تھی۔ پس اس ذکر خیر میں اگرچہ طول ہو گیا ہے لیکن یہ ذکر خیر ہے ہی بہت پیارا۔

اب میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے لئے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے "تو ہماری جگہ بیٹھ جا" کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی اعانت فرمائے۔

اس سفر کے دوران یہاں بعض لوگوں نے آپ کی ایسی خدمت کی ہے کہ اگر ان کا ذکر نہ کروں تو یہ ناشکری ہوگی۔ سب سے پہلے تو فضل احمد صاحب ڈوگر ہمارے شکریہ اور دعاؤں کے محتاج ہیں۔ اصل بات کچھ اور تھی اور میں کچھ اور سمجھا کرتا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ فضل احمد صاحب ڈوگر میاں غلام احمد صاحب جو ان کے داماد ہیں ان کے ساتھ تعلق کی وجہ سے یہ خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن جب میری علیحدہ ملاقات ہوئی تو اس وقت انہوں نے ایک راز کی بات بتائی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے باپ پر ان کا ایک احسان ہے جو میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ صرف یہ احسان تھا جس کی یاد مجھے مجبور کرتی تھی چنانچہ میں نے اپنے بھائیوں کو کہا کہ دیکھو یہ تمہارے باپ کی

باقی صفحہ ۱۷ پر

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب

رقم فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

> "چاروں الہام ...... عزیزم میاں شریف احمد صاحب کی ذاتی زندگی اور ذاتی سیرت کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نازل ہوئے تھے۔ مگر تعجب نہیں کہ آگے چل کران کی نسل میں ان مکاشفات کے بعض ظاہری پہلو بھی رونما ہوں۔"

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب .... کا ایک نہایت اہم مضمون حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب .... کی وفات پر روزنامہ الفضل ۶ جنوری ۱۹۶۲ء کو شائع ہوا۔ جو ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔)

"عزیز میاں شریف احمد صاحب کے متعلق مرحوم کا لفظ لکھتے ہوئے (حالانکہ ایک حقیقت بھی ہے اور دعائیہ کلمہ بھی دل کو ایک بجلی کا سا دھکا لگتا ہے طبیعت اس حقیقت کو فوری طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ مگر حقیقت پھر بھی حقیقت ہے اور یہ ایک جگر پاش واقعہ ہے کہ ہم پانچ بھائی بہنوں کی زنجیر میں سے وسطی کڑی جس کے ایک طرف دو بھائی رہ گئے ہیں اور دوسری طرف دو بہنیں ہیں اس زنجیر سے کٹ کر عالم ارواح میں پہنچ چکی ہے۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ كُلٌّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

عزیز میاں شریف احمد صاحب نے بڑی لمبی بیماری کاٹی اور اسے غیر معمولی صبر شکر اور ہمت کے ساتھ برداشت کیا۔ گزشتہ بیس اکیس سال کے طویل عرصہ میں ان پر کئی ایسے موقعے آئے جبکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ بس اب زندگی کا خاتمہ ہے لیکن ہر دفعہ خدائی رحمت کا ہاتھ انہیں گویا بازو سے پکڑ کر موت کے منہ میں سے باہر کھینچ لیتا رہا اور ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام بار بار پورا ہوا کہ:۔

عَمَّرَهُ اللّٰهُ عَلٰى خِلَافِ التَّوَقُّعِ

"یعنی خدا تعالیٰ اسے توقع (یعنی ظاہری حالات) کے خلاف عمر دے گا۔"

یہ ایک حقیقت ہے کہ میاں شریف احمد صاحب پر گذشتہ بیس بائیس سال میں بار بار بیماری نے ایسے حملے کئے کہ کئی دفعہ بظاہر مایوسی کی حالت نظر آنے لگتی تھی مگر خدا تعالیٰ انہیں توقع کے خلاف بچاتا اور عمر دیتا گیا حتّٰی کی مقدور وقت آگیا جس سے کوئی ابن آدم بچ نہیں سکتا:۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اس الہام میں جو اوپر درج کیا گیا ہے "لمبی عمر" کا کوئی ذکر نہیں (گو بہر حال چھیاسٹھ سال کی عمر بھی کوئی چھوٹی عمر نہیں) بلکہ صرف توقع کے خلاف عمر پانے کا ذکر ہے اور یہ عمر عزیز میاں شریف احمد صاحب نے پائی بلکہ بار بار پائی۔ خدا کے کلام میں اکثر کچھ نہ کچھ اخفا کا پردہ ہوا کرتا ہے۔ اس پردے کے ماتحت بے شک بعض لوگ بظاہر یہی سمجھتے رہے کہ میاں شریف احمد صاحب کو لمبی عمر ملے گی مگر اصل خدائی وحی میں لمبی عمر پانے کا کوئی ذکر نہیں تھا بلکہ صرف "توقع کے خلاف" عمر پانے کا ذکر تھا اور یہ خدائی پیش خبری ایسے عجیب و غریب رنگ میں پوری ہوئی ہے کہ اب جب حقیقت کھل چکی ہے ان الفاظ پر غور کرنے سے ایک خاص قسم کا روحانی سرور حاصل ہوتا ہے اور دل اس ایمان سے بھر جاتا ہے کہ خدا حق ہے اور خدا کا کلام حق ہے اور حضرت مسیح موعودؑ خدا کے سچے مامور و مرسل ہیں اللّٰھم صلّ علٰی و علٰی مطاعہٖ محمّدٍ و بارک وسلّم۔

عزیز میاں شریف احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بعض لحاظ سے خاص مشابہت تھی۔ یہ مشابہت جسمانی نوعیت کے لحاظ سے بھی تھی اور اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بھی تھی۔ جسمانی لحاظ سے تو ان کا نقشہ اور خدوخال اور رنگ ڈھنگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دوسرے بھائیوں کی نسبت زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور اس مشابہت کو ہر غور کی نظر سے دیکھنے والا انسان محسوس کرتا اور پہچانتا تھا چنانچہ ان کے جنازے کے وقت مجھ سے بعض دوستوں نے از خود بیان کیا کہ ان کا حلیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت ملتا ہے اور یہ مشابہت وفات میں اور بھی زیادہ نمایاں ہوگئی تھی۔ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بھی ہمارے مرحوم بھائی کو بعض لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خاص مشابہت حاصل تھی۔ مثلاً اہم امور میں فیصلہ کرتے ہوئے یا مشورہ دیتے ہوئے ان کی رائے بہت متوازن اور صائب ہوتی تھی۔ وہ نہ تو اپنے ایک بھائی کی طرح زبردست جلالی شان رکھتے تھے (گو یہ جلال بھی ایک خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے) اور نہ ان میں دوسرے بھائی کی طرح نرمی اور فروتنی کا ایک ایسا غلبہ تھا جو بعض لوگوں کی نظر میں کمزوری کا موجب سمجھا جا سکتا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کے مزاج میں ایک لطیف قسم کا توازن پایا جاتا تھا۔ عفو و شفقت کے موقعہ پر وہ پانی کی طرح نرم ہوتے تھے جو ہر چیز کو رستہ دیتا چلا جاتا ہے مگر سزا اور عقوبت کے جائز مواقع میں وہ ایک چٹان کی طرح مستحکم تھے جسے کوئی جذبہ یا کوئی خیال اپنی جگہ سے متزلزل نہیں کر سکتا تھا۔ اور طبیعت میں انتہائی سادگی اور غریب نوازی تھی۔ کیا عجب کہ ان کی اسی جسمانی اور اخلاقی مشابہت کی طرف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں اشارہ ہو کہ:۔

"اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں"

انہوں نے بہرحال ظاہری اور انتظامی رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ کی فوری جانشینی حاصل نہیں کی تو پھر لامحالہ استعارے کے رنگ میں اس الہام کی یہی تشریح سمجھی جا سکتی ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔

عزیز میاں شریف احمد صاحب ایک دفعہ جماعت احمدیہ کے نظام میں قاضی بھی مقرر ہوئے تھے اور محترم شیخ بشیر احمد صاحب حال جج ہائی کورٹ ان کے ساتھ کے قاضی تھے۔ شیخ صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے اس دوران میں میاں شریف احمد صاحب کو بہت پختہ اور صائب الرائے پایا جو بہت جلد حقیقت کو پا کر بڑی مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم ہو جاتے تھے اور ناواجب نرمی اور ناواجب سختی سے کلی طور پر بچ کر رہتے تھے اور انصاف کے ترازو کو پوری طرح قائم رکھتے تھے۔ اس طرح ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مکاشفہ بھی پورا ہوا کہ:۔

"اس نے قاضی بننا ہے"

میاں شریف احمد صاحب کی زندگی میں عُسر و یُسر کے متعدد دور آئے اور ہر دور میں انہوں نے اپنا شاہانہ مزاج قائم رکھا۔ وہ دل کے درویش تھے مگر مزاج کے بادشاہ تھے۔ یُسر کی حالت کا تو کیا کہنا ہے عُسر میں بھی وہ اپنے شاہانہ مزاج کو قائم رکھتے تھے اور اپنے ہاتھ کو تنگی کے ایام میں بھی روکتے نہیں تھے۔ اور غربا کی مدد میں بھی بڑی فیاضی سے حصہ لیتے تھے۔ بعض دفعہ تو ایسا ہوا کہ انہوں نے رستہ چلتے ہوئے کسی غریب کو پاس سے گزرتے دیکھا تو جھٹ جیب میں سے سو روپے کا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ لینے والا حیرانی میں مبتلا ہو کر اپنی آنکھیں ملتا رہا۔ اور یہ درویش بادشاہ خاموشی سے آگے نکل گیا۔ اپنے خرچ پر کنٹرول نہ کرنے کی وجہ سے وہ بسا اوقات قرض میں بھی مبتلا ہو جاتے تھے مگر ان کی شاہ خرچی کے انداز میں کبھی فرق نہیں آیا۔ ساری عمر اسی شاہانہ ڈگر پر قائم رہے۔ غالباً ان کی ولادت کے موقعہ پر خدائی فرشتوں نے آسمان پر ان کی آئندہ زندگی کا نظارہ دیکھ کر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کانوں میں یہ خدائی الفاظ پہنچائے ہونگے کہ:۔

"وہ بادشاہ آتا ہے"

دراصل یہ چاروں الہام جو اوپر درج کئے گئے ہیں عزیزم میاں شریف احمد صاحب کی ذاتی زندگی اور ذاتی سیرت کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نازل ہوئے تھے مگر تعجب نہیں کہ آگے چل کر ان کی نسل میں ان مکاشفات کے بعض ظاہری پہلو بھی رونما ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ جس



حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب



حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں قائد صحت جسمانی کی حیثیت سے
حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ
(خلیفة المسیح الثالث) درمیان میں تشریف فرماہیں۔



حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب حضرت خلیفة المسیح الثالث
حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفة المسیح الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ
حضرت السید منیر الحصنی صاحب آف دمشق، دیگر علماء سلسلہ احمدیہ کے ساتھ تشریف فرماہیں۔



حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب قادیان کی فٹ بال ٹیم کے پریذیڈینٹ (1939ء - 1940ء)
آپ کے ساتھ والی نشست پر مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب ہیں۔



حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ خلیفۃ المسیح الثالث
کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب قائد صحت جسمانی و دیگر اراکین مجلس عاملہ



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے ساتھ۔
(بر موقع تدفین حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔1982ء)

شخص کے متعلق کوئی بات خدا کی طرف سے ظاہر کی جاتی ہے وہ بعض اوقات اس کی بجائے اس کی اولاد یا نسل میں پوری ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دیکھیں مگر آپ ان کنجیوں کے ملنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے اور یہ کنجیاں آپؐ کے خلفاء اور روحانی فرزندوں کے ہاتھ میں آئیں۔ .... یا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مکہ فتح ہوا ہے اور حضور نے مکہ کا انتظام اسیر کے سپرد کیا ہے مگر اسیر آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا اور آپ نے مکہ فتح ہونے پر اس کے بیٹے عتاب بن اسیر کو مکہ کا حاکم مقرر کیا۔ یہ قدرت خداوندی کے عجائبات ہیں جن سے روحانی دنیا معمور نظر آتی ہے اور خدا اپنے مصالح کو بہتر سمجھتا ہے۔ ...."

بقیہ از صفحہ ۱۳ :-

بجائے ' ان سے بڑھ کر ہیں ہماری نسلیں بھی اس احسان کو پورا نہیں کر سکتیں اس وجہ سے تم یہی سمجھو کہ تمہارا باپ تمہارے اندر دوبارہ آگیا ہے۔ بلکہ اس باپ سے بڑھ کر ایک وجود تمہارے اندر آگیا ہے۔ چنانچہ یہ راز اب کھلا ہے مجھ پر کہ کیوں فضل ڈوگر کے بھائی صدیق ' بشیر اور غلام احمد اور سارے خاندان نے ان کی ایسی خدمت کی ہے کہ واقعۃً کوئی اپنے باپ کی بھی اس سے بڑھ کر خدمت نہیں کر سکتا۔ سارے سفر میں ساتھ لئے پھرے ہیں۔ ہر جگہ رہائش کا انتظام کیا ہے اور جب بھی خدمت کا موقعہ ملا اسے اپنی عزت افزائی سمجھا اور ظاہر یہی کیا جیسا کہ حق تھا کہ یہ ہمارا احسان نہیں ' آپ کے احسان کا پورا بدلہ نہیں ' ایک معمولی سا اظہار ہے جو ہم آپ کی خدمت کر رہے ہیں۔ پس اللہ کے فضل کے ساتھ ان سب بھائیوں نے بھی آپ کی بہت خدمت کی ہے اور میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ هَلْ جَزَآءُ الاِحْسَانِ اِلَّا الاِحْسَان۔ انہوں نے تو احسان کا بدلہ اتارا ہے مگر ہمارے ایک محبوب قائد جو سارے پاکستان کے ناظر اعلیٰ بھی تھے ' امیر مقامی بھی تھے ' صدر انجمن احمدیہ کے صدر بھی تھے ان کے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(منقول از الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جولائی تا ۵ فروری ۱۹۹۸ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحبؒ کی ولادت باسعادت

اخبار الحکم و بدر کے روح پرور تہنیتی نوٹ

تحریر:۔ مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کی عظیم شخصیت۔ آپ کی ۸۶ سالہ مبارک زندگی میں پوری شان سے ظاہر ہو چکی ہے۔ آپ ان الہامی بشارتوں کے مصداق تھے جو امام عصر حاضر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب .... کی نسبت جناب الٰہی سے منکشف ہوئیں اس اعتبار سے آپ بلاشبہ آیت اللہ اور خدا کے نشانوں میں سے ایک چمکتا ہوا نشان تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت بروز دو شنبہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء کو ہوئی جبکہ قمری تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ تھی۔ یہ وہی مبارک مہینہ ہے جس میں شہنشاہ رسالت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ظہور قدسی ہوا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی دینی و جماعتی خدمات اور کارناموں سے لبریز زندگی کا تفصیلی نقشہ خدا کی ازلی تقدیر میں موجود تھا مگر ۱۹۱۱ء میں کسی انسانی دماغ کے لئے اس کا تصور کرنا قطعی طور پر ناممکن تھا لیکن خدائی تصرف ملاحظہ ہو کہ آپ کی پیدائش پر سلسلہ احمدیہ کے مرکزی اخبارات الحکم و بدر نے (جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا دست و بازو قرار دیا ہے) جو روح پرور تہنیت کے نوٹ لکھے اور جو دعائیں کیں وہ مستقبل میں ایک ناقابل تردید حقیقت بن کر چشم فلک کے سامنے آگئیں مثلاً

۱۔ "دعا ہے کہ ابن شریف ابن شریف نہ صرف اپنے خاندان و قوم بلکہ کل عالم کے لئے قرۃ العین اور نافع الناس ہونے کے واسطے تربیت پائے بڑھے، پھلے اور پھولے دنیا کے لئے نور اور نشان ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے فرشتے اس کی حفاظت کریں"

۲۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ادارہ البدر کی طرف سے یہ منظوم دعا کی۔

کان احمد سے چمکتا ہوا ہیرا نکلا　　یہ در افشانی انوار مبارک ہووے
روشنی بخش جہاں اس کا وجود باجود　　احمدی قوم کو صد بار مبارک ہووے

۳۔ نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب نے یہ دعائیہ اشعار کہے

دادا اور نانا کا ہووے نیک نام　　ہو ترقی ان کے گھر میں صبح و شام
عمر طبعی پائے با اقبال ہو　　ایک بھی اس کا نہ بیکا بال ہو

اس پس منظر میں اخبار الحکم (۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۹) اور اخبار البدر ۱۶ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۲) کے تاریخی اور ایمان افروز تہنیتی نوٹ ذیل میں سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں:۔

مبارک باد

ا۔ اخبار ''الحکم'' کا نوٹ

۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء کی صبح ساکنین الدّار اور مہاجرین دارالامان کے لئے عموماً اور خاندان (حضرت مسیح موعودؑ) کے لئے خصوصاً ایک خاص فضل اور بشارت کو لیکر آئی۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے مشکوئے معلّی میں پہلا بیٹا پیدا ہوا۔ جو خاندان احمدؑ میں دوسرا نافلہ (پوتا) اور چراغ ہے۔ والحمد للہ علٰی ذالك۔

حضرت احمدؑ مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے وعدے برکات کے فرمائے۔ جن میں سے اکثر ان کی زندگی میں پورے ہوئے۔ اور بعض کا ظہور آپؑ کے بعد ہو رہا ہے ان وعدہ ہائے برکات میں سے آپ کی ذریت طیبہ کے متعلق بھی بہت سے وعدے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی۔''

ان بشارتوں کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے خاندان احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصاً اور احمدی جماعت کو عموماً اس نافلہ کی مبارک ولادت سے مسرت سے مالا مال کیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ شریف احمد سلمہ اللہ الاحد اللہ جلشانہ کے نشانات میں سے ایک عظیم الشان نشان ہیں۔ اور آپ کی ذات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خاص انعامات کے وعدے فرمائے ہیں (خدا کرے ہم انہیں اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں) اس لئے آپ کی تمام تقریبیں بھی ایک نشان ہی ہیں۔ اس لئے ہم ان آیات اللہ کی تلاوت کے لئے اس مبارک تقریب پر اظہار مبارکباد کا موقعہ پاتے ہیں۔ اور صدق دل سے اولاً حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ پھر حضرت اماں جان اور آپ کے نور نظر اور خاندان احمد مغفور کے لیڈر احمدی قوم کی خوش آئند امید اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اولوالعزم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کے حضور مبارک باد عرض کرتے ہیں۔

پھر حضرت قافلہ سالار ضعفاء میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور حضرت نانی اماں صاحبہ کی خدمت میں یہی مبارکباد دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ اپنی اولاد کی تیسری پشت دیکھیں (خدا کرے) وہ اپنے بچوں کی طرف سے بھی ایسی خوشیاں دیکھیں۔ آمین) اللھم زد فزد۔

پھر حضرت نواب صاحب قبلہ اور ان کے خاندان کے حضور یہی مبارکباد عرض کی جاتی ہے جن کے سلسلہ

اولاد کے ساتھ آل اطہار کی زنجیر کو ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت کرے۔

بالآخر دعا ہے کہ ابن شریف ابن شریف اپنے بزرگوں کے سایہ فضل رحمت میں مدظلہ العالی کی نیم شبی دعاؤں کے ساتھ نہ صرف اپنے ماں باپ نہ صرف اپنے خاندان و قوم بلکہ کل دنیا کے لئے قرۃ العین اور نافع الناس ہونے کے واسطے تربیت پائے بڑھے پھلے اور پھولے' دنیا کے لئے نور اور نشان ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے فرشتے اس کی حفاظت کریں۔ اور اس کی آمدٌ اے آمدنت باعث آبادی ماؐ کا موجب ہو۔

ہاں! وہ اللہ تعالیٰ کے کلام مجید اور اس کے حقیقی دین ...... کا درخشاں خادم ہو روح الحق کا سایہ اس کے سر پر ہو اور وہ رکن رکین ہو' ان افراد و ارکان کا جو حضرت مغفور کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے والے ہوں گے آمین! ثم آمین! بالآخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا پر اس کو ختم کر دیتا ہوں

شعر

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت	کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت	یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو	جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں	حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں	یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

آمین!

ہاں! اے حریم قدس کے رہنے والو اس وقت تمہارے دلوں میں دعاؤں کے لئے خاص جوش ہے۔ اس حالت میں میں بھی ایک بات کہہ جاتا ہوں۔ کہ ان گھڑیوں میں جبکہ آپؑ کی جبین نیاز حضرت عزت کے آستانہ پر ہو۔ اس عاجز اور اس کی ذریت کو بھی یاد رکھیے اور لڑکے کی لاج نہ بھولئے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

طالب دعا احقر العباد یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

۲۔ اخبار "البدر" کا نوٹ

مبارک مولود مسعود

بڑی خوشی بڑی مسرت کے ساتھ اللہ جلّ شانہٗ کی حمد کرتے ہوئے یہ مبارک بادی شائع کی جاتی ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت امام الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ

الاحد کے مشکوے معلّی میں آج بروز پیر ۱۳۔ مارچ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۱۔ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ دنیا میں ہزاروں بچے آئے دن پیدا ہوتے ہیں مگر ہمارے لئے جو خصوصیت کے ساتھ شادمانی کا موقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسی ولادتیں ان پیشگوئیوں کے ماتحت ہوتی ہیں جو کئی سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان قلم سے ملک میں بچے بچے کو سنائی جا چکی ہیں اس قادر مطلق خدا نے "اریحك ولا اجیحك واخرج منك قوماً" فرمایا۔ سو اس کے مطابق ضرور تھا کہ جہاں آپ کو صالح اولاد دی پھر اس اولاد کی اولاد بھی ہو۔ ہم اس تقریب پر حضرت (اماں جان) صاحبزادہ محمود احمد صاحب اور ان کے بھائی مرزا بشیر احمد صاحب۔ پھر مکرم نواب محمد علی خان صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور پھر حضرت (خلیفۃ المسیح الاول) کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ الٰہی تو اپنے فضل وکرم سے اس بچے کو منعم علیہم گروہ سے بنائیو۔ اور وہ تمام نعمتیں اور سب کمالات عطا کیجیو جو جناب رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات قدسی صفات کی طفیل ان کے بروز سیدنا الموعود علیہ السلام اللہ الودود کی ذُرّیۃ طیبہ کے لئے مقدر و معہود ہیں:۔

۲۹ ھ ۱۳ ۲۹ ھ ۱۳ ۲۹ ھ ۱۳

ولادت باسعادت نبیرہَ۔ خواجہ عالی تبار۔ امام الانام غلام احمدؑ

۲۹ ھ ۱۳

برخورداری شوی

آپ کو مری سرکار مبارک ہووے ایسا فرزند طرحدار مبارک ہووے
غنچہ شاخ تمنا نے چٹک کر یہ کہا پھول سے چہرے کا اظہار مبارک ہووے
باہیں کھولے ہیں نہالان چمن ہو کے نہال ایسے گلرو کا انہیں پیار مبارک ہووے
کان احمد سے چمکتا ہوا ہیرا نکلا یہ در افشانی انوار مبارک ہووے
آنکھیں تاروں سی جبیں چاند سی ابروہیں ہلال غیرت مہر یہ رخسار مبارک ہووے

روشنی بخش جہاں اس کا وجود باجود
احمدی قوم کو صد بار مبارک ہووے

ملازمان دربار احمدی۔ کارپردازان بدر۔ قادیان

اس قدر لکھنے پر دو مبارک بادیاں اور ہمارے پاس آگئیں جو درج ذیل ہیں۔ عربی اشعار مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل مدرس دینیات کے ہیں اور اردو ہمارے میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے۔ یہ سب فی البدیہہ کہے گئے ہیں۔

بشریٰ لکم یا اٰل احمد ابشروا ھٰذا غلام للشریف استبشروا
استبشروا ببشارةٍ مرضیةٍ میلاد بخل شریف احمد ابشروا

آج کا دن کیا مبارک روز ہے — بلکہ شب بھی آج دل افروز ہے
تہنیت ہے چار جانب ہو رہی — غم کی ماں کونے میں ہے بس رو رہی
ہو رہا ہے دل خوشی سے باغ باغ — جل رہے ہیں گھی کے ہر جانب چراغ
کہہ رہا ہر اک مبارک باد ہے — جس کو دیکھو اس کا چہرہ شاد ہے
سنتے ہیں الحمدللہ کی صدا — کس سبب سے ہے یہ ناصر تو بتا
بے خبر تم ہو بتاؤں میں تمہیں — ایک خوشخبری سناؤں میں تمہیں
اک نیا مہمان گھر میں آیا ہے — خیر و برکت ساتھ اپنے لایا ہے
ہے شریف احمد کے بیٹا ہوا — دل کا بر آیا ہمارے مدعا
ہے مسیحا کا پوتا نیا زاد — دن بدن ہو گھر میں ان کے ازدیاد
دادا اور نانا کا ہووے نیک نام — ہو ترقی ان کے گھر میں صبح و شام
یہ مبارک نسل جلدی سے بڑھے — آسمان عزت و شاں پر چڑھے
دوست ہوں آباد دشمن پائمال — کل حوادث سے بچے یہ نونہال
عمر طبعی پائے با اقبال ہو — ایک بھی اس کا نہ بیکا بال ہو
باپ ماں کے زیر سایہ یہ جئے — دودھ اپنی ماں کا راحت سے پئے
دادی اور دادی کی اماں شاد ہوں — رنج و بیماری سے بس آزاد ہوں
شاد و خرم اس کے ہوں دونو چچا — دکھ نہ پائیں کوئی بچہ اور زچا
آج خوش خوش پھرتے ہیں میرے ضعیف — شاد اور بشاش ہے ہر اک نحیف
ان کو ہے امید کچھ مل جائے گا — غنچہ دل ان کا بھی کھل جائیگا
کچھ گھروں میں ان کے چندہ آئیگا — جس سے ہر خستہ جگر سکھ پائیگا
میر صاحب کچھ نہ کچھ لے لیں گے مال — ہے ضعیفوں کا انہیں ہر دم خیال
ہے ضعیفوں کو یہی بس دل نشین — کچھ تو ہم کو دیں گی امّ ......
نانا صاحب کچھ عطا فرمائیں گے — ہم گھروں میں الغرض بس جائیں گے
چھوڑ ناصر تو یہ پیسوں کی ہوس — دے خلیفہ کو مبارک باد بس
جس کو ہے ہم سب سے یہ بڑھ کر خوشی — ہر خوشی سے ہے یہ بڑھ چڑھ کر خوشی

اس خوشی میں کچھ نہ کچھ دیں گے وہ مال
کیوں کہ پیارا ان کو ہے یہ نونہال

حرفِ صداقت

جگر کے خون سے ہیں سینچتے، اہل نظر اس کو
درختِ عشق میں ہوتا ہے تب جا کر ثمر پیدا
نہیں بے کار جاتی عاشقوں کی رسم بربادی
فنا ہو کر نگاہِ یار میں کرتے ہیں گھر پیدا
محبت چیز کیا ! رازِ تمنا در تمنا ہے
مقامِ عشق کیا شے ہے ! نظر میں ہے نظر پیدا
نظر سورج کی خیرہ جس سے وہ تاب جبیں ان کی
میرے مہدی کے جلووں سے ہوئی تازہ سحر پیدا
مسیح پاک کی شادی ہوئی سید گھرانے میں
ز فضل ایزدی کیا کیا ہوئے شیریں ثمر پیدا
اٹھے ہیں باغبانِ دیں عجب اس نسل "حارث" سے
زمانے میں کریں گے جو ثمرآور شجر پیدا
بڑھے جاتے ہیں دیوانے سرور و شوق و مستی سے
کہ پھر مہدی کے نغموں سے ہوا ذوقِ سفر پیدا
چلیں کیونکر نہ اسماعیل کے نقش قدم پر ہم!
براہیمی دعاؤں سے ہوا تھا یہ نگر پیدا
کسی کے حسن کے جلووں کی ہے ہر آن پیدائی
دگر شے ہے نہ ہو گر آنکھ میں تابِ نظر پیدا

عبدالسلام اسلام

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

امان ۱۳۷۹ ہش

مارچ ۲۰۰۰ء

خصوصی اشاعت

ایڈیٹر
نصر اللہ خان ناصر

جلد نمبر ـــ ۴۱
شمارہ نمبر ـــ ۳

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:- قاضی منیر احمد
مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

قیمت شمارہ خاص - تیس روپے

ذرّیت مبارکہ۔ الہامات اور پیشگوئیوں کے پس منظر میں

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے مصداق وجود

تحریر: مکرم انتصار احمد نذر صاحب استاذ الجامعہ

۱۸۸۴ء کا سال تاریخ عالم میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس سال ہندوستان کے ایک مشہور شہر دلی میں شادی کی ایک سادہ اور باوقار تقریب ہوئی یہ شادی دو انتہائی معزز خاندانوں کا ملاپ ہی نہیں تھا بلکہ اس سے ایک مبارک نسل کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ اور حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کی شادی کی تقریب خدا کے خاص ارادہ اور منشا سے ظہور میں آ رہی تھی۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دین حق کے بطل جلیل کے طور پر برصغیر میں متعارف تھے۔ آپ کی کتاب "براہین احمدیہ" کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اس کتاب میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حق کی سچائی کے ناقابل تردید دلائل پیش فرمائے۔ آپ نے یہ اعلان کیا کہ آج یہی ایک سچا مذہب ہے اور میں خدا کی تائید و نصرت کا ایک زندہ گواہ ہوں اور خدا کی صفات ہمیشہ کی طرح آج بھی جلوہ گر ہیں اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور مجھے مستقبل کی بشارتیں دیتا ہے

مبارک شادی ۔۔ اور ذریت طیبہ

حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے جس عالمگیر انقلاب کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں اسے آپ کے علاوہ آپ کی اولاد سے بھی تقویت ملنا تھی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آن پہنچا تھا کہ

"یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُلَہٗ"

(مشکوۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ)

یعنی عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی

اور حضرت مسیح موعود کو بھی اس شادی کی ان الفاظ میں خوشخبری مل رہی تھی کہ

"اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَاَیْتَ خَدِیْجَتِیْ"

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۶۶)

یعنی تم خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کرو جو تمہیں ملنے والی ہے یعنی حضرت خدیجہ ؓ کی طرح ایک پاک اور وفاشعار بیوی آپ کو ملنے والی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری شادی اور اولاد کی پیشگوئی کے اندر یہ پیغام تھا کہ آپ کی شادی خدا کے خاص اذن اور ارادہ سے ہوگی ورنہ بظاہر تو شادی اور اولاد ہونا ایک عام سی بات ہے لیکن حضرت مسیح موعود کی یہ شادی عظیم الشان پیشگوئیوں کے ظہور کا موجب بننے والی تھی۔

اس سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی شادی ۱۸۵۱ء میں آپ کی ماموں زاد حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ ان کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے تعلقات عملاً منقطع ہو چکے تھے کیونکہ حضور کی ساری توجہ دین کی سربلندی اور احیا کے لئے وقف ہو چکی تھی۔

اس دوسری شادی کے حالات کیسے پیدا ہوئے یہ بھی ایک دلچسپ روداد ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"......... ایک مرتبہ بوقت عصر یہ الہام ہوا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود ہی کرونگا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی۔ اس میں یہ ایک فارسی فقرہ بھی ہے "ہرچہ باید نوعروسے راہماں سامان کنم۔ وآنچہ مطلوب شما باشد عطائے آں کنم" اور الہامات میں یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ قوم کے شریف اور عالی خاندان ہونگے چنانچہ ایک الہام میں تھا کہ خدا نے تمہیں اچھے خاندان میں پیدا کیا اور پھر اچھے خاندان سے دامادی تعلق بخشا سو قبل از ظہور یہ تمام الہام لالہ شرمپت کو سنا دیا گیا پھر بخوبی اسے معلوم ہے کہ بغیر ظاہری تلاش اور محنت کے محض خدا تعالیٰ کی طرف سے تقریب نکل آئی یعنی نہایت نجیب اور شریف اور عالی نسب سید سندی جو خواجہ میر درد صاحب مرحوم دہلوی کے روشن خاندان کے یادگار ہیں جن کے علو خاندان کو دیکھ کر بعض نوابوں نے انہیں لڑکیاں دی تھیں جیسے نواب امین الدین خان والد بزرگوار نواب علاؤالدین خان والئی ریاست لوہارو کی لڑکی میر ناصر نواب صاحب خسر اس عاجز کے بڑے بھائی کو بیاہی گئی۔ ایسے بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیاری مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے بہم پہنچائے کہ ایک ذرہ بھی فکر کرنا نہ پڑا۔ اور اب تک اسی اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔"

(شحنۂ حق۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۸۳۔ ۳۸۴)

حضرت مسیح موعود کی یہ شادی بڑی سادگی سے انجام پائی چنانچہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو آپ مختصر بارات لے کر جس میں صرف حضرت حافظ حامد علی صاحب اور دوسرے ملاوامل صاحب آپ کے ساتھ تھے لدھیانہ اور پھر

وہاں سے دلی پہنچے خواجہ میر درد صاحب کی مسجد میں عصر اور مغرب کے درمیان مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کو اپنے ساتھ لے کر قادیان آ گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۵-۶)

مبشر اولاد

اس شادی کے ذریعے چونکہ ایک عظیم الشان نسل کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اس لئے خدا کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو مسلسل خبریں مل رہی تھیں چنانچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کا اعلان فرمایا یہ پیشگوئی اپنی ذات میں بڑی اہمیت رکھنے والی تھی اور بعد میں حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئی اسی کے ساتھ ہی مزید اولاد کے بارے میں خدا نے ان الفاظ میں آپ کو خبریں دیں کہ

"....... خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی...... تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔" (ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۴۸)

اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کو دس بچے عطا کئے لیکن پیشگوئی کے مطابق کہ "بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے" آپ کے پانچ بچے کم عمری میں فوت ہوئے لیکن تین بیٹے اور دو بیٹیاں باعمر ہوئیں یہ پانچوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی پیش خبریوں کے مظہر تھے چنانچہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے پہلے ہی خبر دے رکھی تھی۔ ان بچوں میں سے سب سے بڑے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی اور سب سے چھوٹی حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ تھیں۔

اولاد کے حق میں آپ کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعودؑ کی ساری اولاد خدا کی طرف سے دی گئی بشارات کے نتیجے میں پیدا ہوئی اور آپ نے اس بات کو نشان کے طور پر پیش فرمایا اور ایک ایک بیٹے اور بیٹی کے بارے میں قبل از وقت شائع شدہ پیشگوئیوں کے حوالے سے بتایا کہ اس کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش کی خبر دے رکھی تھی کیا یہی بات صداقت کے ایک زندہ نشان کے طور پر کافی نہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

"پیشگوئی کے حصہ "یُولَدُلَہٗ" کے سب سے پہلے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے۔ چنانچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے عظیم پیشگوئی مصلح موعود کا اعلان

فرمایا اس پیشگوئی میں ان الفاظ میں آپ کے بارے میں پیدائش سے بہت پہلے خبر دی گئی تھی کہ

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے......."

(ضمیمہ اخبار ریاض ہند مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۴۵)

یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان نشان تھا جو پورا بھی ہو چکا۔ حضرت مصلح موعود اس پیشگوئی کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور اپنے مسیحی نفس سے دنیا کو برکت بخش کر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو وفات پا گئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی پیدائش کو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک عظیم الشان نشان قرار دیا اور حقیقۃ الوحی میں اپنے نشانات میں اس کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"۳۴۔ چونتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ ان کی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دے کر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہو گا جس کا نام محمود ہو گا اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گذرنے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔" (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۷)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو خدا نے خلعت امامت سے بھی سرفراز فرمایا اور آپ پر پیشگوئی مصلح موعود کا لفظ لفظ پورا ہوا چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کو یہ اعلان فرمایا کہ میں ہی اس پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے ہوشیار پور' لاہور' لدھیانہ اور دہلی میں اس کے حق میں جلسے بھی کئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے جس مبشر اولاد سے نوازا آپ اس کے دوسرے مظہر تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کی پیدائش کی پہلے ہی سے خبر دی گئی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"۳۵۔ پینتیسواں نشان یہ ہے کہ پہلا لڑکا محمود احمد پیدا ہونے کے بعد میرے گھر میں ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی اور اس کا اشتہار بھی لوگوں میں شائع کیا گیا چنانچہ دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔" (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۷)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی پیدائش ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو ہوئی آپ کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو اور بھی الہامات ہوئے تھے۔ ایک الہام میں آپ کو "قمر" کہہ کر پکارا گیا تھا
ان پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کا وجود بھی ایک مبارک وجود تھا اور آپ نے خاص طور پر علمی اور تربیتی میدان میں جماعت کی خدمت کی اور آپ ساری زندگی اپنے بڑے بھائی حضرت مصلح موعود....... کے دست و بازو بن کر کام کرتے رہے۔ آپ نے ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کو وفات پائی

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی پیدائش بھی پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی آپ کی پیدائش کو ایک نشان قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"۳۶۔ چھتیسواں نشان یہ ہے کہ بشیر احمد کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی۔ چنانچہ وہ بشارت بھی بذریعہ اشتہار لوگوں میں شائع کی گئی۔ بعد اس کے تیسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام شریف احمد رکھا گیا۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۷)

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی ولادت کی خبر پہلے ہی خوب شائع کی گئی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"چھٹی پیشگوئی شریف کے بارے میں جو میرا تیسرا لڑکا ہے کی گئی تھی اور رسالہ نور الحق میں پیش از وقت خوب شائع کی گئی تھی چنانچہ اس کے موافق لڑکا پیدا ہوا جو اب خدا کے فضل سے چند روز تک دوسرے سال کو ختم کرنے والا ہے" (سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۷)

اس پیشگوئی کے مطابق ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف صاحب بھی ایک باخدا انسان تھے آپ کی زندگی خدا کے ساتھ آپ کے تعلق کی گواہ تھی اور اس بات کی بھی گواہ تھی کہ آپ مبشر اولاد تھے۔
حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے بچپن میں حضرت مسیح موعودؑ کو اور بھی الہامات ہوئے جن کا ذکر آگے آرہا ہے جو آپ کی اولاد پر بھی چسپاں ہوئے۔ اور گویا آپ نے اپنے مبارک وجود سے اپنی اولاد کو بھی برکت بخشی۔ آپ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کو وفات پائی

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

آپ کی پیدائش بھی ایک نشان تھا کہ جس کو پورا کرتے ہوئے آپ ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئیں آپ کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو خبر دے رکھی تھی چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ

فرماتے ہیں:۔

"۳۷۔ سینتیسواں نشان یہ ہے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اس کی نسبت فرمایا۔ تُنَشَّأُ فِی الْحِلْیَةِ۔ یعنی زیور میں نشوونما پائے گی۔ یعنی نہ خورد سالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا۔" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۷)

یہ پیشگوئی ہر رنگ میں پوری ہوئی اور آپ باعمر ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فراخ رزق عطا کیا تھا۔ آپ کی شادی حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو صاحب اولاد بنایا

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ۳ مئی ۱۹۷۷ء کو ۸۰ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔

حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ

حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ حضرت مسیح موعودؑ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں آپ کی پیدائش بھی یقیناً ایک نشان تھا کہ اس سے پہلے ہی اخبارات میں آپ کی پیدائش کی خبر شائع کی گئی تھی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق آپ ۲۵ جنوری ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئیں اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"۴۰۔ چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ دخت کرام چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امتہ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸)

حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ نے بھی لمبی عمر پائی اور ۶ مئی ۱۹۸۷ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

میری اولاد سب تیری عطا ہے

حضرت مسیح موعودؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میری اولاد سب تیری عطا ہے　　ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

اپنی اولاد کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے جو پیشگوئیاں فرمائیں وہ خدا کے فضل سے پوری ہوئیں اور خدا نے آپ کو نیک اور صالح اولاد عطا فرمائی حضور کی ساری اولاد دینی غیرت اور حمیت سے معمور تھی اور دین حق کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھی اور خدا کی طرف سے اس اولاد کی قبل از وقت بشارات کے اندر یہ پیغام مخفی تھا کہ حضور کی اولاد نیک اور صالح ہوگی چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یُبَشِّرُ الْاَنْبِیَاءَ وَالْاَوْلِیَاءَ بِذُرِّیَّةٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِیْدَ الصَّالِحِیْنَ"

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷۸)

کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو اولاد کی بشارت صرف اس صورت میں دیتا ہے کہ جب اولاد کا صالح ہونا اس نے مقدر کر دیا ہو حضرت مسیح موعودؑ کی ساری اولاد اس بات کی زندہ گواہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارات پوری ہوئیں آپ کی اولاد اپنی نیکی تقوی اور زہد و اتقاء سے ان بشارات پر مہر تصدیق ثبت کر کے خدا کے حضور حاضر ہو گئی لیکن حضرت مسیح موعود کے الہامات اور پیشگوئیوں کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ بشارات صرف ایک نسل کے بارے میں نہیں تھیں خدا کے فضلوں اور برکات کا سلسلہ نسل در نسل چلنا تھا۔ "اک سے ہزار ہوویں" کی دعا سے حضرت مسیح موعودؑ کی مبارک نسل دن بدن بڑھ رہی ہے اور ان میں سے بعض تو اب بھی حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں اور الہامات کے بھی مورد بن رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اگرچہ اپنی ساری اولاد کے حوالے سے مختلف پیشگوئیاں کی تھیں تاہم اس مضمون میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں آپ کے الہامات اور ان کے آپ کی اولاد میں بھی حیرت انگیز طور پر پورا ہونے کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات

۲۸ مئی ۱۹۰۷ء شریف احمد کی نسبت اس کی بیماری کی حالت میں الہامات ہوئے

۱۔ عَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ ۲۔ اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ ۳۔ اَءَنْتِ لَاتَعْرِفِیْنَ الْقَدِیْرَ ۴۔ مُرَادُکَ حَاصِلٌ ۵۔ اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

(البدر ۳۰ مئی ۱۹۰۷ء بحوالہ تذکرۃ صفحہ ۷۲۰ طبع سوم)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں ایک خواب دیکھی فرمایا:۔

"شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہ بادشاہ آیا دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے فرمایا قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔" (بدر جلد ۶ نمبر ۱، ۲ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ تذکرۃ صفحہ ۶۸۷ طبع سوم)

اس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کے بارے میں ایک کشف دیکھا فرمایا چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا

"اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" (تذکرہ صفحہ ۶۸۶-۶۸۷)

اس طرح آپ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے ایک کشف دیکھا:۔

فرمایا:

"جب یہ پیدا ہوا تھا تو اس وقت عالم کشف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا جس پر لکھا تھا

"مُعَمَّرُ اللّٰہُ" (یعنی خدا کی طرف سے عمر پانے والا)

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء تذکرۃ صفحہ ۸۰۰ طبع سوم)

حضرت مرزا منصور احمد صاحب الہامات کے مصداق

یہ محض اتفاق نہیں بلکہ خدا کی تقدیر اس بات میں کارفرما تھی کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات اور کشوف آپ کے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے حق میں بھی پورے ہوئے۔

حضرت مرزا منصور احمد صاحب حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے سب سے بڑے بیٹے اور حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے آپ ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کو بھی طویل جماعتی خدمات کا موقعہ ملا بلکہ بعض خدمات ایسی ہیں جن میں آپ کو انفرادیت حاصل ہوئی جماعت احمدیہ کی تاریخ میں آپ کو سب سے لمبا عرصہ بطور ناظر اعلیٰ، بطور امیر مقامی اور صدر مجلس مشاورت جیسی نہایت اہم اور تاریخی خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی آپ ۱۹۷۱ء میں ناظر اعلیٰ کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے اور تادم وفات قریباً ۲۶ برس اس عہدہ پر فائز رہے اسی طرح آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دور خلافت میں ۴۵ مرتبہ امیر مقامی بننے کی سعادت حاصل ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ۱۹۸۴ء میں لندن تشریف لے جانے کے بعد آپ مستقل طور پر قریباً ۱۳ سال امیر مقامی کے عہدہ پر فائز رہے مجلس مشاورت کی صدارت کا اعزاز بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے لندن تشریف لے جانے کے بعد ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۷ء تک (سوائے ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۷ء کے جب آپ بیمار تھے) آپ کے پاس رہا۔

پیشگوئیوں سے بننے والا اعلیٰ مقام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء کو آپ کی وفات پر بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے آپ کے بارہ میں نہایت شاندار الفاظ میں اظہار خیال فرمایا اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کو آپ پر بھی چسپاں کرتے ہوئے آپ کے عالی مقام کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ چونکہ آپ پر حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات چسپاں ہوتے ہیں اس لئے آپ ایک مبارک وجود تھے فرمایا:۔

"یقیناً آپ کا ایک مقام تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں سے وہ مقام بنا ہے اور ابھرا ہے اور آئندہ آنے والی تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا وجود ایک مبارک وجود تھا جسے حضرت مسیح موعودؑ کا روحانی بیٹا ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ جو کچھ بھی اپنے بیٹے کے متعلق دیکھا وہ ان کے بیٹے کے متعلق پورا ہوا۔

پھر فرمایا:۔

"وہ شخص جس کے متعلق الہامات دنیا میں باقی رہے ہوں اس کا جانا بھی ایک فرضی جانا ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ باقی رہتے ہیں اسی دنیا میں باقی رہتے ہیں۔ پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔

(خطبہ جمعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری تا ۵ فروری ۹۸ء)

حضرت مرزا منصور احمد صاحب پر حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات چسپاں کر کے حضور انور نے فرمایا کہ پہلے بھی ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں کہ باپ کے حق میں کی گئی پیشگوئی بیٹے کے حق میں پوری ہو اس لئے یقینی طور پر مندرجہ بالا الہامات حضرت مرزا منصور احمد صاحب کے متعلق ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے کچھ الہامات تھے جو حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر چسپاں کئے گئے اور میں وہ فرد واحد ہوں' یا اور بھی شاید ہوں' جو شروع ہی سے یہ یقین رکھتا تھا کہ یہ الہامات اصل میں آپ کے صاحبزادہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب سے متعلق ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ بعض پیشگوئیاں' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے' ایک شخص کے متعلق کی جاتی ہیں لیکن بیٹا مراد ہوتا ہے۔ وہ الہامات جیسا کہ میں اب آپ کے سامنے کھول کر بیان کروں گا بلاشبہ ایک ذرہ بھی شک نہیں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے بیٹے کی صورت میں پورے ہونے تھے اور آپ پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

یہ بات میں ہمیشہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے بیان کرتا رہا لیکن یہ ہمارا آپس کا ذاتی معاملہ تھا۔ شروع میں تو جیسا کہ ان کی بیحد انکسار کی عادت تھی انہوں نے قبول کرنے میں تردد کیا یعنی خاموشی اختیار کر جاتے تھے۔ بالآخر جب میں نے مسلسل دلائل دیئے اور میں نے کہا کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ مراد نہ ہوں تو پھر ان کو تسلیم کرنا پڑا اور اس بات کی گہری مسرت تھی کہ الہامات میں' میں بھی داخل ہوں۔

(خطبہ جمعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری تا ۵ فروری ۱۹۹۸ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے صرف اس رنگ میں ان الہامات کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر چسپاں کیا کہ یہ آپ کی ذاتی سیرت اور ذاتی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ظاہری طور پر یہ آپ کی اولاد کے حق میں پورے ہوں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا یہ تجزیہ درست نکلا اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں سمجھے جانے والے الہام حضرت مرزا منصور احمد صاحب کے حق میں بھی پورے ہوئے۔ اس بارہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا تفصیلی نوٹ اسی شمارہ میں شامل اشاعت ہے۔ (ایڈیٹر)

اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ یہ الہام حضرت مرزا منصور احمد صاحب پر اس طرح چسپاں ہوتا ہے کہ آپ کو زندگی میں بڑی کثرت کے ساتھ امیر بنایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

"پھر "اَمَّرَہُ اللّٰہ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّع" یعنی ان کو امارت بھی ایسی دی جائے گی کہ اس کے متعلق توقع نہیں کی جا سکتی میں نے حساب لگایا ان کی امارت کا تو آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانے میں ان کو امیر بنانا شروع کیا گیا ہے اور اس سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... کی باون سالہ خلافت میں اتنا عرصہ کبھی کسی کو امیر نہیں بنایا گیا جتنا ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور میرے دور میں امیر بنایا گیا۔ پینتالیس بار آپ امیر مقامی مقرر ہوئے ہیں اور اس ہجرت کے دور میں تقریباً چودہ سال مسلسل امیر مقامی بنے رہے ہیں۔ یہ ہے خلاف توقع۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ خلیفہ کی موجودگی میں کوئی شخص اتنا لمبا عرصہ امیر مقامی بنا رہے۔ وہ امارت مقامی جو خود خلیفہ کے اپنے قبضے میں ہوا کرتی ہے اور اس کی وہاں موجودگی میں صدر عمومی ہے جو عمومی انتظام چلاتا ہے۔ مگر خلیفہ کی موجودگی میں امیر مقامی وہی ہوتا ہے۔ پس آپ عملاً میری جگہ بیٹھ گئے یعنی جس کرسی پر میں بیٹھا کرتا تھا اس پر میرے کہنے کے مطابق آپ براجمان ہوئے اور آپ نے تمام امور کو نہایت بہادری سے سرانجام دیا۔"

(خطبہ جمعہ ۱۲۔ دسمبر ۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری تا ۵ فروری ۹۸ء)

یُعَمِّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام بھی ہوا تھا یُعَمِّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ یعنی اللہ تعالیٰ اسے خلاف توقع لمبی عمر دے گا۔ یہ الہام حضرت مرزا منصور احمد صاحب پر حیرت انگیز طور پر پورا ہوا کیونکہ آپ کو خلاف توقع بار بار عمر ملتی رہی۔ آپ کو لمبا عرصہ دل کی تکلیف رہی لیکن خلاف توقع صحت یابی ہوتی رہی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

"اس کثرت سے آپ کو شدید دل کے حملے ہوئے کہ ہر حملے پر ڈاکٹر کہتے تھے کہ اب یہ ہاتھ سے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ خلاف توقع آپ کو ٹھیک کر دیتا تھا اور سب ڈاکٹر حیرت سے دیکھتے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ دل کی ایسی بیماریاں لاحق ہوئیں کہ جن سے بچنا محال تھا اور دوسرے دن اٹھ کر نہ صرف یہ کہ کھانا پینا شروع کر دیا بلکہ ڈاکٹر جو بعض چیزوں کو ان کے لئے حرام سمجھتے تھے یعنی مکھن اور گھی کی غذا، رات کو حملہ ہوا ہے، صبح اٹھ کر کہا

اداریہ

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ؑ کی مبارک نسل

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام دین حق کی نشاۃ ثانیہ کے لئے مبعوث کئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم مقصد کے لئے آپ کو صالح اور دینی غیرت و حمیت رکھنے والی اولاد عطا کئے جانے کی بھی خبر دی۔ اور جیسا کہ یہ امرواقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے مامورین و مقربین کو قبل از وقت اولاد کی خبر دیتا ہے تو وہ خاص شان کی حامل ہوتی ہے نیز اس سے مراد ایسی اولاد ہوتی ہے جو مامورین و مقربین کے ان مقاصد عالیہ کی تکمیل کرتی ہے جس کے لئے انہیں مامور کیا جاتا ہے۔ اور اس میں ایک سرّیہ بھی پایا جاتا ہے کہ ایسی اولاد صلحاء و اتقیاء اور ابرار و اخیار کے مثل ہوتی جیسا کہ حضرت اقدس ؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُبَشِّرُ الْاَنْبِیَآءَ وَالْاَوْلِیَآءَ بِذُرِّیَّۃٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِیْدَ الصَّالِحِیْنَ۔

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷۸ حاشیہ)

یعنی اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء کو جب اولاد کی بشارت دیتا ہے تو اس سے مراد صالح اولاد مقدر ہوتی ہے۔

چنانچہ اس الٰہی تقدیر کے مطابق حضرت اقدس علیہ السلام کو اولاد عطا ہوئی اور پھر اس مبارک اولاد کے ذریعہ یہ صداقت سامنے آئی کہ یہ "رجل فارس" کے معین و مددگار ہیں جن پر لفظ "رجال" کا اطلاق ہوتا ہے۔

۱۸۸۶ء کی بشارت "مبشر اولاد" کے ساتھ ہی حضرت اقدس ؑ کو مبارک" ذریت و نسل" کی بھی خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ آپ نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں فرمایا:

"...... خدائے کریم جلّ شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا۔ کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا..... اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی .... خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا، پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا......... خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔"

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۸-۶۲)

کہ مجھے مکھن کے پراٹھے پکا کر کھلاؤ اور واقعتاً پراٹھے کھایا کرتے تھے۔ اس لئے ان کے متعلق یہ الہامات لازماً پورے اترتے ہیں کہ "عَمَّرَهُ اللّٰهُ عَلٰى خِلَافِ التَّوَقُّعِ" بغیر توقع کے لمبی عمر اور بغیر توقع کے بارہا عمر پانا یہ آپ کی ذات میں دونوں باتیں بعینہٖ صادق آتی ہیں۔"　(خطبہ جمعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری تا ۵ فروری ۱۹۹۸ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی نرینہ نسل میں سے سب سے زیادہ لمبی عمر پائی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ۱۲۔ دسمبر ۹۷ء کے خطبہ جمعہ میں "عمرہ اللہ علی خلاف التوقع" کو آپ پر چسپاں کیا۔ اور پھر بعد میں مزید تحقیق کروائی اور ۱۹ دسمبر ۱۹۹۷ء کے خطبہ جمعہ میں اپنی تحقیق پیش کی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نرینہ نسل میں سے آپ نے سب سے لمبی عمر پائی ہے فرمایا:۔

"اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے لئے ضمناً میں نے جو تحقیق اور کی ہے اس پر میں حیران ہوا ہوں ایک بات پر کہ خدا تعالیٰ نے جو غیر معمولی عمر کی خبر دی تھی حضرت مسیح موعودؑ کی تمام مردانہ اولاد میں ان کے برابر کسی نے عمر نہیں پائی۔ "خلاف توقع" کا لفظ حیرت انگیز طور پر پورا ہو رہا ہے۔ اس خلاف توقع لفظ نے ہی مجھے اس تحقیق پر مجبور کیا۔ میں پہلے سمجھتا تھا حضرت بھائی جان مرزا عزیز احمد صاحب کی عمران سے زیادہ لمبی تھی اور بھی کئیوں کی طرف خیال گیا' حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق خیال گزرا کہ ان کی عمر لمبی تھی۔ ہر ایک کو ان کی پیدائش اور وفات کے لحاظ سے دیکھ لیا گیا اور حضرت مسیح موعود کی نرینہ اولاد در اولاد یعنی وہ جو آپ کی ذریت میں سے ہیں اور مرد ہیں ان میں سے کسی کو سوائے ان کے اتنی لمبی عمر نصیب نہیں ہوئی۔ پس یہ جو الہامات کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ خود بولتے ہیں کہ ہاں ہم اطلاق پا رہے ہیں تو یہ الہام بھی اس طرح بول رہا ہے کہ لازماً آپ کا ذکر تھا کیونکہ "خلاف توقع" بات کی جا رہی تھی اور "خلاف توقع" ایک ہی شخص کے متعلق پورا ہونا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آپ کے متعلق جو الہامات کا سلسلہ تھا وہ بہت پختہ اور ایسا یقینی تھا کہ کسی شخص کی خیال آرائی کا اس سے کوئی تعلق نہیں وہ لازماً پورا ہوا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۱۹۔ دسمبر ۱۹۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۶ تا ۱۲ فروری ۱۹۹۸ء)

خلاف توقع لمبی عمر پانے کی طبی شہادت

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے خدا کے فضل سے ۸۶ سال کی عمر پائی لیکن آپ کا اس پہلو سے عمر پانا خلاف توقع تھا کہ آپ کو بار بار ہسپتال داخل کروانا پڑا اور گھر پر بھی ڈاکٹر مسلسل چیک کرتے رہے اور اللہ

تعالیٰ ہر دفعہ معجزانہ طور پر آپ کو شفا عطا کر دیتا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی بیماری کے حوالے سے خاکسار نے .... میڈیکل سپیشلسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ سے گفتگو کی آپ نے بتایا کہ حضرت میاں صاحب HEART FAILURE کا شکار تھے۔ یعنی آپ کا دل صحیح طریق پر اپنا کام سرانجام نہیں دے رہا تھا اور اس کی وجہ سے پھیپھڑوں میں پانی بھر جاتا تھا نتیجتاً آپ کو سانس کی تنگی کی شکایت ہوتی تھی۔ اس تکلیف کو طبی اصطلاح میں PULMONARY EDEMA کہتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ حضرت میاں صاحب ذیابیطس کے بھی مریض تھے اور اس کی پیچیدگیاں بھی اثر دکھا رہی تھیں اور CHRONIC RENAL FAILURE کی وجہ سے آپ کے گردے آہستہ آہستہ فیل ہو رہے تھے۔

حضرت میاں منصور احمد صاحب کی بیماری ۱۹۹۲ء میں تشویشناک صورت اختیار کر گئی مکرم ڈاکٹر صاحب کا خیال تھا کہ ۱۹۹۲ء میں ہمیں حضرت میاں صاحب کی صحت یابی کی کم ہی امید تھی لیکن میاں صاحب خدا کے فضل سے خلاف توقع صحت یاب ہو گئے۔ اس کے بعد ڈاکٹرز کی طرف سے حضرت میاں صاحب کو سختی سے یہ ہدایت تھی کہ وہ ذہنی یا جسمانی مشقت نہ کریں لیکن حضرت میاں صاحب باقاعدہ اس کے بعد دفتر تشریف لے جاتے اور اپنے مفوضہ کام سرانجام دیتے رہے۔

"وہ بادشاہ آیا" کے مصداق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کو بھی آپ پر چسپاں کیا کہ "وہ بادشاہ آیا" حضرت مسیح موعودؑ نے خواب میں دیکھا کہ شریف احمد نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ بادشاہ آیا دوسرے نے کہا اس نے تو ابھی قاضی بننا ہے (تذکرہ ۶۸۷)

اس کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

" "وہ بادشاہ آیا" کے الہام کے متعلق فرماتے ہیں۔ فرمایا دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ یعنی اس الہام کے ساتھ یہ آواز بھی آئی۔ قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کردے۔ یہ خوبی بھی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب میں غیر معمولی طور پر پائی جاتی تھی۔

(خطبہ جمعہ ۱۲ دسمبر ۹۷ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری تا ۵ فروری ۹۸ء)

اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام بھی بڑی شان کے ساتھ حضرت مرزا منصور احمد صاحب کے متعلق پورا ہوا کہ آپ کو لمبا عرصہ امارت مقامی حاصل ہوئی یعنی خلیفہ وقت کی نیابت حاصل ہوئی۔ اس الہام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعودؑ مرزا شریف احمد صاحب کو مخاطب کر کے کشف میں کہتے ہیں کہ "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں"۔ اب ظاہر بات ہے کہ یہ الہام حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق پورا نہیں ہوا۔ یعنی ان لوگوں کی نظر میں پورا نہیں ہوا جو یہ بات ماننے پر تیار نہیں کہ بعض دفعہ باپ کے متعلق الہامات بیٹے کے لئے پورے ہوا کرتے ہیں۔ اب یہ بات بعینہ آپ کی ذات پر پوری ہوئی ہے۔ وہ امارت مقامی جس پر میں بیٹھا کرتا تھا اب ظاہر ہے کہ میں اس وقت حضرت مسیح موعود کا نمائندہ ہوں، اس وقت میاں شریف احمد صاحب موجود نہیں ہیں، اگر کوئی شخص موجود ہے تو یہ آپ کا بیٹا ہے۔ جس کے متعلق بعینہ یہ الفاظ پورے ہوتے ہیں "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری تا ۵ فروری ۱۹۹۸ء)

حضرت مرزا منصور احمد صاحب ایک مبارک وجود تھے کہ آپ پر حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات چسپاں ہوئے اور آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی اور جسمانی فرزندی کا شرف حاصل ہوا۔

بقیہ از صفحہ ۲۲ :-

ش۔ شکر للہ کہ مراد آج مری بر آئی
ر۔ رونق بزم طرب ایک ولادت ہوئی
ی۔ یعنی پیدا ہوا لڑکا جو شریف احمد کے
ف۔ فضل مولیٰ سے ہوئی ہے یہ طرب افزائی
ا۔ ایسے مولود کو اللہ سلامت رکھے
ح۔ حسن میں جس نے ہے یوسف کی وراثت پائی
م۔ میں کہ مرزا کی غلامی پہ بڑا فخر کروں
د۔ دل مشتاق سے دیتا ہوں مبارک بھائی

دعا

بالآخر جناب الٰہی کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ آل منصور خدا کے فضلوں کے سایہ میں قیامت تک ایک سدا بہار درخت کی طرح خوشنما، دلربا اور حسین پھولوں اور پھلوں سے لدی رہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... کی دعا ہے۔

بڑھیں اور ساتھ دنیا کو بڑھائیں　　پڑھیں اور ایک عالم کو پڑھائیں
الٰہی تیز ہوں ان کی نگاہیں　　نظر آئیں سبھی تقویٰ کی راہیں
یہ قصر احمدی کے پاسباں ہوں　　یہ ہر میداں کے یا رب پہلواں ہوں

(کلام محمود)

بیادِ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

بادِ وفا جو گلشن منصور تک گئی
خوشبو اطاعتوں کی بڑی دور تک گئی

خوشنودئ امام کی اس کو ملی سند
رائے جو ان کی وقت کے مامور تک گئی

جو بات آنسوؤں سے چھڑی ان کی بزم میں
وہ جرأتوں کی مانگ کے سندور تک گئی

دریائے التفات، سمندر میں مل گیا
خوشبو تھی جو کہ چشمۂ کافور تک گئی

عبدالکریم قدسی

☆ ☆ ☆

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا

مختصر سوانحی خاکہ

مرتبہ: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

ولادت باسعادت

حضرت مرزا منصور احمد صاحب ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء بروز سوموار قادیان میں پیدا ہوئے اخبار "بدر" قادیان ۱۶ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۲ پر "مبارک مولود مسعود" کے عنوان سے آپ کی ولادت باسعادت کی خبر شائع ہوئی۔ اس خبر کے ساتھ منظوم مبارکبادیں بھی شائع ہوئیں۔ ایک عربی میں جو حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حلالپوری مولوی فاضل کی تھی اور اردو میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی تھی۔ (جن کا ذکر آچکا ہے)

یہ دعاؤں کا ثمر تھا کہ آپ کا وجود جماعت کے لئے بہت خیر و برکت کا باعث بنا اور نہایت کٹھن اور مشکل حالات میں بھی کسی بدخواہ کو آپ کا بال بیکا کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور آپ طبعی عمر پا کر فوت ہوئے۔

مختصر ذاتی کوائف

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت بوزینب بیگم صاحبہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف ملیر کوٹلہ کی پہلی بیگم سے بیٹی تھیں۔ آپ چھ بہن بھائی تھے۔ دیگر بہن بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب (ولادت ۱۰۔ جولائی ۱۹۱۳ء)، صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب (ولادت ۱۶۔ اگست ۱۹۱۴ء)، صاحبزادی امتہ الودود صاحبہ (ولادت ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء وفات ۲۰ جون ۱۹۴۰ء)، صاحبزادی امتہ الباری بیگم صاحبہ (ولادت ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء) اہلیہ مکرم میاں عباس احمد خاں صاحب، صاحبزادی امتہ الوحید بیگم صاحبہ (ولادت ۲۱۔ اگست ۱۹۳۵ء) اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ و صدر مجلس انصار اللہ پاکستان (برائے سال ۲۰۰۰ء-۲۰۰۱ء)

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان کے سکول سے حاصل کی۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام دینیات کے لئے آپ کے ٹیوٹر مقرر ہوئے۔ آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس دوران احمدیہ ہوسٹل میں رہائش پذیر رہے۔ (الفضل ۱۵۔ دسمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۱)

خدمات سلسلہ احمدیہ کا آغاز

نومبر ۱۹۲۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ......نے احمدی بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کے لئے "انصار اللہ" کے نام سے ایک نئی انجمن قائم فرمائی۔ اس انجمن میں زیادہ تر مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طالب علم شامل تھے۔ حضور کے ارشاد پر دونوں درسگاہوں کے طلباء نے اپنے اپنے نمائندوں کا انتخاب کیا۔ مدرسہ احمدیہ کے بچوں نے پہلے سال کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو اور تعلیم الاسلام ہائی سکول والوں نے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو اپنا نمائندہ تجویز کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۵۵۱'۵۵۲)

آپ کو ورزش اور کھیلوں کا بہت شوق تھا۔ فٹ بال' والی بال اور باکسنگ کے کھیل میں حصہ لیتے رہے۔ قادیان سپورٹس یونین کلب کے صدر رہے۔ رتن باغ لاہور میں کارکنان صدر انجمن احمدیہ کے ورزشی پروگرام کے بھی آپ نگران رہے۔ (الفضل ۱۵۔ دسمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۱ و تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۲۰)

بیت فضل لائل پور (حال فیصل آباد) کا افتتاح ۷۔ اپریل ۱۹۳۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ....نے فرمایا۔ تو آپ بھی حضور کے ساتھ قادیان سے قافلہ میں شامل ہو کر اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے لائل پور تشریف لائے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۷ صفحہ ۱۷۲)

آپ کی شادی

۲ جولائی ۱۹۳۴ء کو قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... نے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور آپ کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ یہ نکاح محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ سے ہوا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... کی حرم اول حضرت سیدہ محمودہ خاتون صاحبہ (ام ناصر) کے بطن مبارک سے تھیں۔ تقریب رخصتانہ ۲۶۔ اگست ۱۹۳۴ء کو عمل میں آئی۔

اہم خدمات

قادیان میں ۱۹۳۹ء میں جلسہ خلافت جوبلی ہوا۔ اس موقعہ پر آپ نے لوائے احمدیت کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کرنے کی سعادت پائی نیز منارۃ المسیح کو بجلی کے خوش رنگ قمقموں سے سجانے میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۴۶۴'۵۰۴)

۱۹۴۴ء میں جب حضرت مصلح موعود....... ہوشیار پور تشریف لے گئے اور چلہ کشی والے مبارک کمرہ میں اجتماعی دعا کرائی تو اس مبارک تقریب میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی شریک تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۵۹۰)

۱۹۴۴ء میں ہی آپ کشمیر کے دورہ پر تشریف لے گئے اور کشمیر کی جماعتوں کے سالانہ جلسے کا آپ نے افتتاح فرمایا۔

۱۹۔ اپریل ۱۹۴۶ء کو آپ ٹیکنیکل ٹریننگ اور انگلستان کی فیکٹریوں میں صنعتی تجربہ حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد انگلستان سے واپس قادیان تشریف لائے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸'۶۲۰)

تقسیم ملک کے دوران آپ کو بہت حساس، ہنگامی اور اہم خدمات بجالانے کی توفیق ملی، قادیان سے جو پہلا قافلہ لاہور آیا جن میں حضرت اماں جان کے علاوہ خاندان حضرت اقدس علیہ السلام کی دیگر خواتین مبارکہ بھی شامل تھیں۔ آپ کو اس قافلہ کی ہمراہی کا موقعہ بھی ملا۔ نیز تعمیر بیت مبارک ربوہ میں اور نخلہ (جابہ) میں تعمیرات کے کام کی نگرانی بھی فرماتے رہے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۴ صفحہ ۲۲ و تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

خدمات سلسلہ کا تاریخی دور

آپ کی زندگی کا اہم تاریخی دور ۴۱-۱۹۴۰ء سے باقاعدہ خدمات سلسلہ سے شروع ہوتا ہے جب آپ نائب صدر خدام الاحمدیہ اور مہتمم صحت جسمانی ..... کے عہدوں پر فائز رہے۔ یہ سلسلہ دو سال تک جاری رہا۔ ۴۳-۱۹۴۲ء میں نائب صدارت کے ساتھ آپ کو مہتمم عمومی کا عہدہ بھی دیا گیا۔ یہ عہدہ بھی دو سال تک آپ کے سپرد رہا۔ ۴۵-۱۹۴۴ء میں بھی مہتمم صحت جسمانی کی ذمہ داری آپ کے پاس رہی۔ اگلے دو سال مہتمم کار خاص کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

مجلس انصاراللہ کے تحت ۵۷-۱۹۵۶ء میں قائد تربیت اور ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۹ء قائد صحت جسمانی رہے۔

۶۰-۱۹۵۹ء میں آپ نائب افسر جلسہ سالانہ بنے۔

صدر انجمن احمدیہ میں آپ کی پہلی تقرری ۱۶۔ جون ۱۹۶۲ء کو بطور نائب ناظر امور عامہ ہوئی۔ ۸ جولائی ۱۹۶۲ء کو آپ قائم مقام ناظر امور عامہ بنے۔ جبکہ یکم مئی ۱۹۶۴ء سے آپ کو ناظر امور عامہ کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔ ۱۹۶۹ء سے ناظر امور خارجہ کا عہدہ بھی آپ کے پاس رہا۔ ۱۹۶۷ء میں ۳ تا ۶ جون پہلی بار چار دن کے لئے امیر مقامی بنے۔ امام جماعت احمدیہ کے بیرون ملک دوروں کے دوران اس اہم ذمہ داری پر آپ فائز ہوتے رہے۔ ۱۹۷۰ء کے آخر تک کل نو مرتبہ آپ امیر مقامی بنے۔ ۱۹۷۱ء میں آپ کی غیر معمولی استعداوں کے پیش نظر آپ کو ناظر اعلیٰ کے عہدہ جلیلہ پر فائز کیا گیا۔ یہ عہدہ آپ کے پاس آپ کی وفات تک رہا۔ اس دوران ناظر زراعت اور ناظر ضیافت کے فرائض آخر تک سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۸۴ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خدائی تقدیر کے ماتحت ہجرت کر جانے کے بعد امیر مقامی مقرر کئے گئے۔ یہ اہم فریضہ بھی تا وفات آپ نے سرانجام دیا۔ ۱۹۸۴ء سے تا وفات ایک اور اہم ذمہ داری صدر، صدر انجمن احمدیہ بھی آپ کے پاس رہی۔ ان ذمہ داریوں کے علاوہ مجلس مشاورت پاکستان کی صدارت کے فرائض بھی ادا کرتے رہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۷ء کو اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اور مورخہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۷ء کو بیت اقصیٰ ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر صوبہ پنجاب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ خاص میں قبر تیار ہونے پر آپ ہی نے دعا کرائی۔ (الفضل ۱۵۔ دسمبر ۹۷ صفحہ ۱ و ۷۔ خالد جنوری ۹۸ء ٹائیٹل پیج)



حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب و رفقائے بانی سلسلہ احمدیہ
حضرت صوفی غلام محمد صاحب، حضرت مولوی محمد حسین صاحب اور حضرت مولوی عطاء محمد صاحب (ایک تقریب میں)



گروپ فوٹو: ممبران صدر انجمن احمدیہ پاکستان (1989ء۔ صد سالہ جوبلی کے موقع پر)

(کرسیوں پر) مکرم چوہدری عبدالقادر صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب
مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ
مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم سید مسعود مبارک شاہ صاحب،

(کھڑے ہوئے) مکرم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب، مکرم چوہدری حمید احمد کلیم صاحب



حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب
نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے استقبال کے موقع پر



حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، چوہدری حمید اللہ صاحب رفقائے بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ
(ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے اعزاز میں ایک دعوت کے موقع پر)

۱۸۸۶ء کے زمانہ کی یہ بشارت لفظاً لفظاً پوری ہوئی اور حضرت اقدس ؑ کی اپنی اولاد کے حق میں دعائیں شرف قبولیت پا گئیں جبکہ آپ کے مخالفین و معاندین خائب و خاسر ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ کے ان افضال و برکات کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے یہ مجھ کو بارہا دی فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

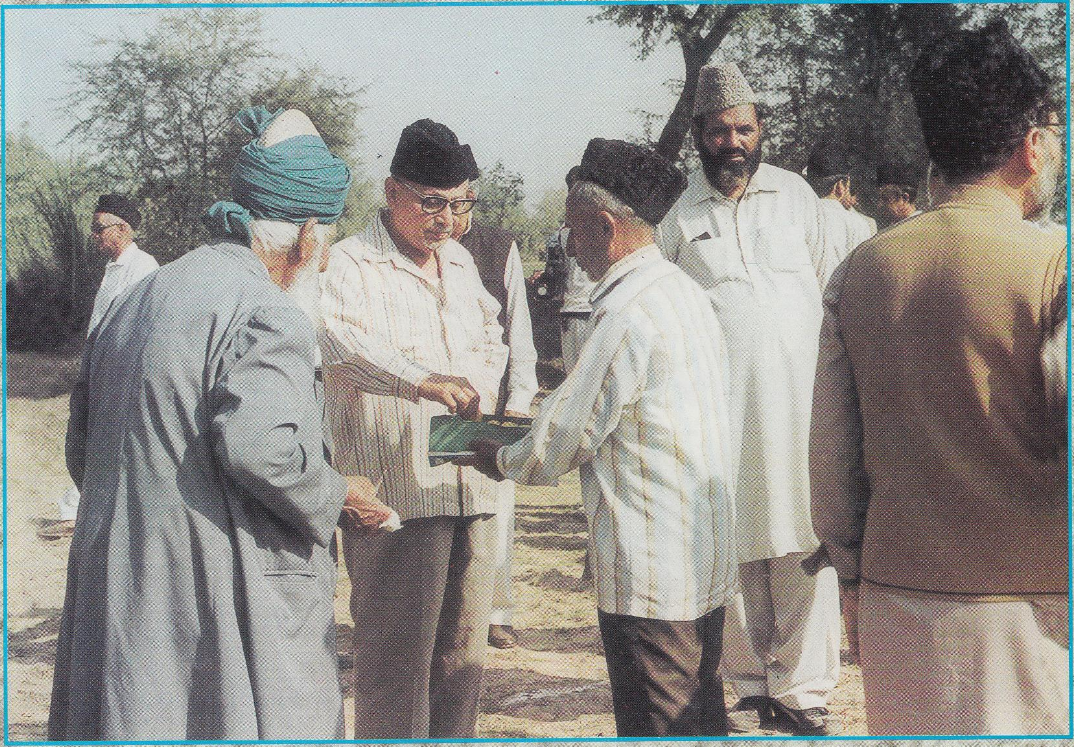
سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سو سالہ تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت اقدس ؑ کی ذریت مبارکہ نے دین حق کی نشأۃ ثانیہ کے لئے غیر معمولی خدمات کی توفیق پائی اور آپ کی چشم بصیرت نے جو "نسلاً بعیداً" دیکھی وہ بھی حضرت اقدس کے اعوان و انصار قرار پائی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب حضرت اقدس ؑ کی مبشر اولاد اور "ذریت و نسل" سے وہ مبارک وجود ہیں جو الٰہی بشارتوں کے مصداق ٹھہرے۔ آپ کو حضور انور کی نیابت میں خدمات دینیہ کی خاص توفیق ملی جس کے نقوش تاریخ احمدیت میں ہمیشہ ثبت رہیں گے۔ اس خصوصی اشاعت میں اسی مبارک اور "پاک روح" کا تذکرہ مقصود ہے۔ وماتوفیقی الا باللّٰہ۔

حضرت ملک محمد سلیم صاحب۔ رفیق بانی سلسلہ احمدیہ ؑ وفات پا گئے

مورخہ ۴ و ۵ مارچ ۲۰۰۰ء کی درمیانی شب کو حضرت ملک محمد سلیم صاحب رفیق بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ؑ بعمر ۱۰۱ سال وفات پا گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت ملک صاحب ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے آپ پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت حافظ محمد امین صاحب ۳۱۳ رفقا میں شامل تھے۔ حضرت ملک صاحب ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس ؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ریٹائر منٹ کے بعد ایک لمبا عرصہ بطور زعیم انصار اللہ محلہ دارالعلوم غربی خدمات سرانجام دیں۔

حضرت ملک صاحب وصیت کے بابرکت نظام میں شامل تھے۔ آپ کا جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔ حضرت ملک صاحب کی اولاد میں ۶ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے محترم مولانا ملک جمیل الرحمٰن رفیق صاحب واقف زندگی ہیں اور مشرقی افریقہ میں لمبا عرصہ خدمت دین کی توفیق پانے کے بعد اب جامعہ احمدیہ میں بطور وائس پرنسپل خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت ملک محمد سلیم صاحب کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ کا اخلاص آپ کی اولاد کے لئے مشعل راہ ہو (آمین)



حضرت صاحبزادہ صاحب۔ دار الیتامی کے سنگ بنیاد کے موقع پر (1987ء)



لجنہ اماء اللہ پاکستان کے دفاتر کی تقریب سنگ بنیاد کے موقع پر۔

یہ مرا باپ ہے

یہ جو تصویر ہے آپ کے سامنے
یہ مرا باپ ہے

ایک دہقاں ہے یہ
کام کر کر کے ظالم کڑی دھوپ میں
رنگ جھلسا ہوا
پاؤں پہ دھول کپڑے بھی ہیں ملگجے
کھیتی باڑی، مشینیں ہیں دو مشغلے
خدمت دین میں بھی یہ مشغول ہے
یہ مرا باپ ہے

دوستوں کے لئے ٹھنڈے اور میٹھے
پانی کی جوئے رواں

پُر غضب میں جو آئے تو آتش فشاں
اس کی فطرت میں شعلہ بھی شبنم بھی ہے
خوش نوائی بھی ہے، لہجہ بر ہم بھی ہے
لیکن اک بات ہے
کوئی شکوہ نہیں ہے
شکایت نہیں دل میں کینہ نہیں
عیب جوئی؟ نہیں
نکتہ چینی؟ نہیں
بد گمانی؟ نہیں
بے یقینی؟ نہیں
اس میں شفقت بھی ہے
سخت گیری بھی ہے

خُوئے سلطانی شان فقیری بھی ہے
کوئی کرتا ہے کیا؟
حوصلہ بھی ہے اس میں شجاعت بھی ہے
یہ نہیں جستجو
کوئی کہتا ہے کیا
بے نیازی بھی، رنگ محبت بھی ہے
دل پہ لیتا نہیں
تمکنت بھی ہے اور انکساری بھی ہے
محوِ ماضی نہیں
وضع داری بھی ہے خاکساری بھی ہے
حال میں مست ہے
خیر خواہی بھی ہے بہرِ خلق خدا
بُود کا غم نہیں
قائل است ہے
بہرِ دین خدا جانثاری بھی ہے
فکرِ فردا نہ فکرِ کم وبیش ہے
عزم اور حوصلے میں تو یہ فرد ہے
مردِ درویش ہے
آہنی مرد ہے
یہ مرا باپ ہے
یہ مرا باپ ہے

محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ

ایک درخشندہ گوہر۔۔ مجسم اخلاص ووفا

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی دلآویز شخصیت

تحریر: مکرم مسعود احمد خاں صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر الفضل)

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب حسب وعدہ الٰہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کبھی نہ منقطع ہونے والی اور آخری دنوں تک سرسبز رہنے والی ذریت کے ایک درخشندہ گوہر تھے۔ خدائے قادر وقدوس نے ترقی کی راہیں ہموار کرنے والے ابتلاؤں میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے لئے امیر مقامی کی حیثیت سے اہم اور عظیم الشان خدمات سرانجام دینا مقدر کر رکھا تھا۔ چنانچہ وقت آنے پر اس گوہر آبدار کے وجود میں خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر بڑی شان سے پوری ہوئی اور اس منتخب و مقبول وجود کی خدا تعالیٰ اور اس کے بنائے ہوئے خلفائے سلسلہ کی نگاہ میں سرخرو کرنے کا موجب بنی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے حضورؑ کے تیسرے فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ...... کے فرزند اکبر تھے۔ اس لحاظ سے آپ کو حضور اقدسؑ کی تیسری نسل کے ان نامور بندگان خدا میں شمولیت کا شرف حاصل تھا جنہوں نے اپنے جلیل القدر اور عظیم المرتبت بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کئے رکھیں اور جماعت کے مختلف اہم عہدوں پر فائز رہ کر اپنے اپنے رنگ میں عظیم الشان خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ اور اس طرح انہوں نے بھی آنے والی نسلوں کے لئے خدمت وفدائیت کی ایک ناقابل تقلید مثال قائم کر دکھائی۔

خدمات جلیلہ کی کسی قدر تفصیل

جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۷ء میں واضح فرمایا حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے الہامی بشارتوں کے عین مطابق خلاف توقع طویل عمر پائی اور آپ خلیفہ وقت کی طرف سے تفویض کردہ اختیار کے نتیجہ میں صاحب امر قرار پا کر امیر مقامی کی حیثیت سے طویل عرصہ تک خدمات جلیلہ سرانجام دیتے چلے گئے۔ حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں اس امر کو کسی قدر تفصیل سے بیان فرمایا کہ مقدرات الٰہیہ کی رو سے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے جو بشارتیں کسی خاص وجود کے متعلق دی جاتی ہیں وہ اس وجود سے کہیں بڑھ کر اس کے اپنے فرزند کے وجود میں پوری ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ...... کے بارہ میں خلاف توقع لمبی عمر پانے اور صاحب امر بنائے جانے پر مشتمل جو الہامی بشارتیں ملی تھیں وہ آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے وجود میں بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ یہ بشارتیں حضور علیہ السلام کو درج ذیل الہامات کی شکل میں ملی تھیں:

۱۔ عَمَّرَهُ اللّٰهُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ

۲۔ اَمَّرَهُ اللّٰهُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ

(تذکرہ طبع سوم صفحہ ۷۲۰)

چنانچہ ان بشارتوں کی رو سے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو خلاف توقع لمبی عمر عطا ہوئی عارضہ قلب لاحق ہونے کے باوجود آپ نے آخری سانس تک عظیم الشان خدمات سرانجام دے کر اور ۸۶ سال عمر پا کر وفات پائی اور آپ طویل ترین عرصہ کے لئے امیر مقامی بھی بنائے گئے۔

یوں تو حضرت مرزا منصور احمد صاحب کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... کے عہد خلافت میں بچپن ہی سے ہر اہم تاریخی موقع پر موجود رہنے اور اپنی عمر کے مطابق خدمات بجالانے کی توفیق ملتی چلی گئی۔ پھر آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے تنظیمی امور میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور اہم عہدوں پر فائز رہ کر نمایاں کام کیا۔ لیکن عظیم تر ذمہ داریوں کا اہل بنانے والی پختہ عمر شروع ہونے پر آپ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے متعدد مرکزی عہدوں مثلاً ناظر امور عامہ، ناظر امور خارجہ، ناظر ضیافت، ناظر زراعت وغیرہ پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ناظر اعلیٰ اور صدر صدر انجمن احمدیہ کے بلند مناصب پر فائز ہوئے۔ ناظر اعلیٰ کے منصب پر تو آپ مسلسل ۲۶ سال تک فائز رہے۔ اس دوران ایک نہیں بیک وقت کئی کئی نظارتیں آپ کے زیر انتظام رہیں اور آپ نے مختلف نوع کی ذمہ داریوں کو ایک ساتھ بہت خوبی اور خوش اسلوبی سے نبھایا اور آخر میں تو ناظر اعلیٰ صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے اور اس طرح ہمہ گیر نوعیت والے معاملات کی نگرانی آپ کے وسیع حیطہ کار میں آشامل ہوئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حسب بشارت اس سے بھی بلند تر منصب پر فائز کیا جانا آپ کے لئے مقدر کر رکھا تھا۔ عظیم تر ذمہ داریوں کا حامل وہ عظیم تر منصب ربوہ میں خلیفہ وقت کی طرف سے بار بار امیر مقامی مقرر کئے جانے سے عبارت تھا۔ سابقہ مناصب کے ساتھ ساتھ آپ نے اس عظیم منصب کی عظیم ذمہ داریوں کو بھی بہت خوبی اور عمدگی سے نبھا کر امام ہمام کی خوشنودی حاصل کی۔

آپ کے امیر مقامی مقرر ہونے کا آغاز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے عہد خلافت میں ہوا۔ حضور رحمہ اللہ جب بھی اندرون ملک یا بیرون ملک تبلیغی اور تربیتی دوروں کے سلسلہ میں مرکز سے باہر تشریف لے جاتے تو مرکز میں امیر مقامی مقرر ہونے کا شرف اکثر و بیشتر آپ ہی کے حصہ میں آتا۔ ناظر اعلیٰ مقرر ہونے

سے پہلے آپ نو مرتبہ امیر مقامی مقرر ہوئے اور ناظر اعلیٰ کے منصب پر مقرر ہونے کے بعد تو ضرورت پڑے پر امارت مقامی کا اعزاز عملاً آپ کے لئے ہی مخصوص ہو گیا۔ خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ کے ادوار میں مجموعی طور پر آپ کو ۴۵ مرتبہ امیر مقامی بنایا گیا۔

۱۹۸۴ء کے پُر آشوب دور سے امیر مقامی:

۱۹۸۴ء میں جب خدائی تقدیر کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو لندن نقل مکانی کرنا پڑی تو اس وقت کے پر آشوب حالات میں امارت مقامی کی نہایت گرانبار و نازک ذمہ داری آپ ہی کو سونپی گئی جسے آپ نے کمال جرأت و حوصلہ مندی، فراست و معاملہ فہمی اور دانائی و دانشمندی سے زندگی کے آخری سانس تک مسلسل چودہ سال نبھایا۔ اس طرح مجموعی طور پر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں طویل ترین عرصہ کے لئے امیر مقامی ہونے کا خصوصی اعزاز آپ کے حصہ میں آیا

مذکورہ بالا مناصب کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے علاوہ شرف و بزرگی کے آئینہ دار ایک اور منصب پر فائز ہونے کا اعزاز بھی بطور خاص آپ کو عطا ہوا اور وہ ہے جماعت احمدیہ کی مرکزی مجلس شوریٰ کی صدارت کا اعزاز۔ اس بزرگ اور بلند پایہ مجلس کے مخصوص دینی ماحول، روحانی فضا اور مشاورت کے آداب کی پاسداری کو پوری طرح ملحوظ رکھتے اور سب نمائندگان سے اس کی کماحقہ پابندی کراتے ہوئے آپ نے اس ذمہ داری کو بھی سالہا سال تک بڑے پر وقار انداز میں ادا کیا۔

آپ کی غیر معمولی ظاہری و باطنی صلاحیتوں کا راز

اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زیر ہدایت و رہنمائی اہم اور عظیم الشان کام لینا تھے اسی لئے اس جلیل الذات قادر و قدوس ہستی نے آپ کو بھی غیر معمولی ظاہری و باطنی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جوں جوں آپ جماعت میں درجہ بدرجہ اہم اور پھر کلیدی عہدوں پر فائز ہوتے چلے گئے اور آپ کی ذمہ داریوں میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا گیا آپ کی یہ صلاحیتیں نمایاں سے نمایاں ہو کر اپنا اثر دکھاتی اور احباب جماعت کو آپ کا گرویدہ بناتی چلی گئیں۔

جس طرح آپ کے بزرگ، عالی مرتبت و صاحب منزلت والد گرامی حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور الہام "مُعَمَّرُ اللّٰہِ" کے عین مطابق آپ .... کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر سے نوازا اور آپ ۸۶ سال کی عمر پا کر اور نہایت اہم و عظیم الشان خدمات سرانجام دے کر مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوئے اسی طرح اس مولیٰ کریم نے آپ کو اپنے وعدہ کے مطابق غیر معمولی صلاحیتوں سے بھی نوازا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "مُعَمَّرُ اللّٰہِ" کا الہام جو فی الاصل آپ کے وجود میں پورا ہوا تین حصوں پر مشتمل تھا اور اس کے اگلے دو حصے منجانب اللہ عطا کی جانے والی اعلیٰ صفات اور غیر معمولی

صلاحیتوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے چنانچہ پورا الہام درج ذیل الفاظ پر مشتمل تھا:۔

"مُعَمَّرُ اللّٰہِ __ نُوْرٌ __ مُنَوَّرُ اللّٰہ

یعنی اللہ کی طرف سے عمر دیا ہوا۔ نور۔ اللہ کا روشن کیا ہوا

یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ "مُعَمَّرُ اللّٰہِ کے رو سے آپ نے طویل عمر پائی نیز الہام کے بقیہ حصہ کے رو سے آپ ایک ایسا نور تھے جسے اللہ نے خود روشن کیا تھا۔ دیکھا جائے تو اس الہام میں بتایا گیا تھا کہ اللہ کی طرف سے عمر پانیوالے اس وجود میں بھی بعض الٰہی صفات کا جلوہ ظاہر ہو گا۔ سو الحمد للہ کہ یہ جلوہ مادی و روحانی اور ظاہری و باطنی اوصاف، بلند اخلاق غیر معمولی صلاحیتوں کی شکل میں آپ کے وجود میں ظاہر ہوا اور اس شان سے ظاہر ہوا کہ آپ کے کندھوں پر خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جو بھی عظیم ذمہ داریاں ڈالی گئیں آپ ان سب ذمہ داریوں کو کمال خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کرنے میں ایک کامیابی کے بعد دوسری کامیابی سے ہمکنار ہوتے چلے گئے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ میں سے یہاں چند نمایاں اوصاف کا تذکرہ بے محل نہ ہو گا

چند اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

۱۔ الہام کے جزو مُنَوَّرُ اللّٰہِ کی رو سے عبادات اور دعاؤں میں شغف اور دیگر روحانی مشاغل سے لگاؤ واضح ہے اسی کے زیر اثر آپ کو خلافت احمدیہ کی عظمت و اہمیت اور اس کے ساتھ گہری وابستگی اور اطاعت کی روح سے مملو خادمانہ تعلق کی اہمیت کا خاص عرفان بخشا گیا تھا۔ اسی لئے آپ نے اپنی طویل زندگی میں خلیفہ وقت کی اطاعت میں محویت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور دربار خلافت سے ملنے والے ہر حکم کو کامل اطاعت سے بجا لائے اور نہایت اہم اور عظیم ذمہ داریاں کمال حسن و خوبی سے انجام دینے کی توفیق پائی۔

۲۔ مزید برآں آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اسی تعلق میں ایک اور الہام "وہ بادشاہ آیا" کے رو سے بحمد اللہ ایک بارعب شخصیت عطا کی گئی تھی۔ آپ کی شخصیت کا یہ خداداد رعب دنیوی اور ظاہری شان و شوکت والا رعب نہ تھا بلکہ روحانیت کے پرتو اور عکس کے نتیجہ میں ہی آپ کو عطا کیا گیا تھا کیوں نہ ایسا ہوتا جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے اور اپنے حقیقی پیروؤں کے متعلق فرمایا:۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا　　مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں　　آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

اسی لئے آپ کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اسی تعلق میں ہونے والے ایک اور الہام اَمَّرَہُ اللّٰہ کی رو سے خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے بار بار امیر مقامی مقرر کیا گیا اور اس طرح طویل ترین عرصہ کے لئے امیر مقامی ہونے کا اعزاز آپ کے حصہ میں آیا۔

۳۔ ''وہ بادشاہ آیا'' کے الہام کی رو سے آپ فطری طور پر بہت بے خوف و نڈر اور شجاع و دلیر ہونے کی وجہ سے مشکل سے مشکل حالات میں کبھی نہ گھبرانے والے اور خدائی تائید و نصرت پر پختہ یقین رکھنے والے تھے اور توکل علی اللہ کے وصف سے بھی پوری طرح متصف تھے۔ پھر آپ کو حل طلب معاملات کی تہ تک پہنچنے کی خاص فراست عطا کی گئی تھی۔ ایسے معاملات کو بطریق احسن سلجھانے اور ان سے متعلق احکامات کو پر حکمت طریق پر نافذ کرنے کی صلاحیت بھی آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

۴۔ حاجت مندوں کی حاجت روائی اور دردمندوں اور غریبوں کے ساتھ حسن و احسان کا سلوک روا رکھنے کا وصف بھی آپ کے امتیازی کردار کا ایک خاص حصہ تھا۔ بعض لوگ جنہیں زندگی میں آپ کے حسن سلوک اور حسن و احسان کے جذبہ بے پناہ سے متمتع ہونے کا موقع ملا۔ وہ اور ان کی نسلیں آپ کی اس درجہ شکرگذار رہی ہیں کہ وہ سب آپ کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دینے کو سعادت عظمیٰ سمجھتی رہی ہیں۔ اس کی ایک مثال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۷ء میں بیان فرمائی تھی

ذاتی مشاہدات کی بعض جھلکیاں

میں اسے اپنی بہت بڑی خوش بختی و خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ مجھے بچپن میں ہی اپنے بزرگ والد (حضرت محمد حسن آسان دہلوی ......) کے ہمراہ متعدد بار قادیان جانے اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد اور آپؑ کے اکابر رفقاء کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور پھر بڑی عمر میں ان کی تریاقی مجلسوں میں شریک ہو کر ان کے ارشادات سے مستفیض ہونے کے بیشمار مواقع میسر آئے۔ میرے نزدیک تو ایک رنگ میں فیضیابی کے اس سلسلہ کا آغاز ۱۹۲۸ء میں ہوا اس وقت میں صرف آٹھ سال کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے میرے بچپن کے زمانہ میں ہی یہ موقع عطا فرمایا کہ میں حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب ...... اور آپ کے بعض صاحبزادگان نیز اگلی نسل کے بعض بزرگ احباب کی زیارت سے مشرف ہوا۔ خدائے بزرگ و برتر نے مجھ طفل نادان کے لئے اس امر کو آسان بنا دیا کہ میں ان بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوں اور ہوں بھی خود اپنے وطن مالوف دہلی کی سرزمین میں۔ اگلی نسل کے ان چھوٹی اور بڑی عمر کے بزرگ احباب میں نواب محمد علی خان صاحب ...... کے نواسے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب ...... کے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بھی شامل تھے اور اس وقت اٹھارہ انیس سال عمر ہونے کی وجہ سے آپ ان بزرگ احباب میں سب سے بڑے اور نمایاں تھے۔ اس زمانہ میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب ...... مع افراد خاندان دہلی تشریف لائے ہوئے تھے اور راجپور روڈ (جس پر مشرقی پنجاب کے بعض والیان ریاست کی کوٹھیاں واقع

تھیں) کی ایک وسیع و عریض کوٹھی میں فروکش تھے اس زیارت و ملاقات کی صرف ایک جھلک ہی میرے ذہن میں محفوظ تھی۔ بعد میں بڑے ہو کر میں نے ذہن میں محفوظ اس واضح جھلک کی بناء پر بعض اور صاحبزادگان کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو بھی شناخت کیا۔ بہت بعد کے زمانہ میں ایک تفصیلی ملاقات کے موقع پر خود حضرت صاحبزادہ صاحب کی زبانی میری اس شناخت کی تصدیق بھی ہوئی۔

زندگی میں دوسری بار مجھے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی زیارت کا اس زمانہ میں موقع ملا جب میں خود انیس بیس سال کا تھا اور آپ بلحاظ عمر بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں قدم رکھ چکے تھے جب میں نے آپ کو دیکھا آپ جلسہ سالانہ کے ایک لنگر خانہ کے انتظام و انصرام میں ہمہ تن مصروف تھے میں آپ کی رعب دار و پروقار شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔ آپ گھوم پھر کر بڑی بارعب بلکہ کسیقدر گرجدار آواز میں لنگر خانہ کے سرگرم عمل شعبوں کو ان کے مفوضہ کاموں کے بارہ میں ہدایات دے رہے تھے۔ میں نے دیکھا آپ جس طرف بھی نکل جاتے کیا کارکن اور کیا جلسہ پر آئے ہوئے مہمان سب ہی مودب ہو جاتے اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل بجالاتے۔ اس وقت کے مخصوص ماحول میں میرا تاثر یہ تھا کہ صاحبزادہ صاحب بہت غصیلی طبیعت اور بہت رعب داب والی شخصیت کے مالک ہیں اور یہ کہ ان کے سامنے ہو کر ان سے بات کرنا آسان نہیں ہے۔ اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ جب میں خدمت دین کے سلسلہ میں قادیان اور پھر ربوہ میں مقیم ہوں گا تو بظاہر اس پر رعب و پر ہیبت اور بباطن پر لطف و پر عنایت ہنس مکھ اور شفیق انسان سے مجھے ملاقاتوں کے بے حساب و ان گنت مواقع میسر آئیں گے اور میں احکامات و ہدایات سے ہی مستفیض نہیں ہوں گا بلکہ شفقتوں کا بھی مورد بنتا چلا جاؤں گا اور ایک ایسی بے بہا شفقت بھی میرے اور میرے ایک فرزند کے حصہ میں آئے گی کہ میں تو میں میری نسلیں بھی اس پر ناز کریں گی ایک ادنیٰ خادم سلسلہ کی حیثیت سے میری محکمانہ ملاقاتوں کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب آپ ناظر امور عامہ مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے ناظر اعلیٰ' صدر' صدر انجمن احمدیہ اور امیر مقامی کے عہدوں پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے ساتھ میری ان ملاقاتوں کا سلسلہ ممتد ہوتا چلا گیا۔ نہ صرف دفتر میں مجھے حاضر خدمت ہونے کے مواقع ملے بلکہ فوری نوعیت کے کاموں کے سلسلہ میں دن اور رات کے مختلف اوقات میں گھر پر حاضر خدمت ہونے کے مواقع بھی اکثر ملتے رہے۔ ان بکثرت ملاقاتوں کی وجہ یہ تھی کہ ۱۹۷۴ء میں جماعت کے لئے ایک نئے ابتلا کا دور شروع ہوا اور خود ملک میں رونما ہونے والے پر آشوب حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ ان حالات میں ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعتوں کے لئے نئی نئی مشکلات پیدا ہو رہی تھیں اور آئے دن نئے نئے مسائل سر اٹھا رہے تھے جن کے حل کے لئے ایک میں ہی نہیں جماعت کے مرکزی دفاتر کے اکثر شعبے خلیفہ وقت کے ربوہ میں موجود نہ ہونے کی صورت میں حضرت امیر مقامی کی طرف ہی رجوع کرتے تھے اور آپ کو روزانہ بیسیوں مسائل حل کرنے کے سلسلہ میں

اقدامات کرنا ہوتے تھے۔ ابتلاؤں اور آزمائشوں کے اس دور میں جب بھی میں آپ سے ملا۔ میں نے محسوس کیا کہ کیا مجال جو کسی قسم کا خوف واندیشہ یا کسی قسم کی پریشانی آپ کے قریب بھی پھٹکی ہو۔ آپ استقامت کا پہاڑ بنے ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ ہر ایک سے بڑی خوشدلی کیساتھ ملاقات فرماتے۔ اور جو مسئلہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا جاتا آپ اس کا حل بتانے میں ذرا بھی دیر نہ لگاتے آپ کا نہایت بلند حوصلہ دوسروں کا حوصلہ بڑھانے کا موجب بنتا۔ خلافت کے آسمانی نظام کے ساتھ نہایت گہری اور قلبی وابستگی اور مثالی اطاعت کی بدولت اس دور پر محسن میں آپ کا دل اس یقین سے پر تھا کہ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور وہی اس کا محافظ ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ہمارا فرض یہ ہے کہ اپنی طرف سے مشکلات کے ازالہ کے لئے کوشش اور دعاؤں میں کمی نہ آنے دیں۔ خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول فرما کر ہماری کوششوں میں ضرور برکت ڈالے گا۔ ابتلا لمبا ہو سکتا ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ جماعت کو مستقل نقصان پہنچانے پر منتج ہو۔ ہمارا ہر قدم بہرحال ترقی کی طرف ہی اٹھے گا۔ مخالفین جو بھی نیا شر پیدا کریں گے اسی میں سے خیر کا پہلو نکلتا چلا آئے گا۔ آپ نہ صرف خود اس یقین پر قائم تھے بلکہ اپنے کھلے ڈلے رویہ اور حقیقی مومنانہ طرز عمل سے ہر ملاقاتی کے دل کو بھی اس یقین کے نور سے پر کر دیا کرتے تھے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے پر پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ایمان حاصل تھا اس پختہ ایمان کے بل پر آپ توکل علی اللہ کی صفت سے پوری طرح متصف تھے۔ آپ کے ساتھ مختصر سے مختصر ملاقات بھی انسان کو طمانیت و سکینت سے بھر دیا کرتی تھی۔

میں جب بھی کوئی نئی پیش آمدہ مشکل آپ کے سامنے پیش کرتا آپ کا پہلا سوال یہ ہوتا کہ اس بارہ میں حضرت صاحب کی اصولی ہدایت کیا ہے۔ آپ اس اصولی ہدایت سے سرمو انحراف کئے بغیر فوری طور پر اس مشکل کا حل نکال لیتے اور مناسب اقدامات کے سلسلہ میں ضروری ہدایات دے دیتے اور پھر ہلکے پھلکے انداز میں ادھر ادھر کی باتیں کر کے ایسا تاثر ابھارتے کہ گویا کوئی مشکل درپیش ہی نہیں ہے۔ آپ کی نگاہ میں بڑی سے بڑی مشکل کی بھی پرکاہ کے برابر بھی کوئی حیثیت نہ تھی۔

روحانیت کے آئینہ دار بعض اضافی عوامل

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مجھے شدید گرمی کے موسم میں دوپہر ڈھلنے کے بعد آپ کے گھر جا کر آپ سے ملاقات کرنا پڑی۔ گرمی کی شدت کا یہ عالم تھا کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے آسمان سے آگ برس رہی ہو۔ ہرچند کہ ملاقات کے لئے حاضر ہونے کا یہ وقت نامناسب تھا لیکن آپ جماعتی کاموں کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے اور اس ضمن میں تکلیف کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے اطلاع ہونے پر مجھے ایک نہایت سادہ سے کمرہ میں جو آسائشی سہولتوں سے عاری تھا ملاقات کے لئے اندر طلب فرمایا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ نے لٹھے کی بڑی سی

امام الکلام

"نئی زندگی"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"........ کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہل...... سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود معہ اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے، حوالہ بخدا نہ کر دیوے اور اپنی انانیت سے معہ اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسی کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ - جب اس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اس کے نفس امارہ کا نقش ہستی معہ اس کے تمام جذبات کے یکدفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن للہ ہونے کے نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعت خلق اور ہمدردی مخلوق کے اور کچھ بھی نہ ہو۔

خالق کی طاعت اس طرح سے کہ اس کی عزت و جلال اور یگانگت ظاہر کرنے کے لئے بے عزتی اور ذلت قبول کرنے کے لئے مستعد ہو اور اس کی وحدانیت کا نام زندہ کرنے کے لئے ہزاروں موتوں کو قبول کرنے کے لئے طیار ہو اور اس کی فرمانبرداری میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو بخوشی خاطر کاٹ سکے اور اس کے احکام کی عظمت کا پیار اور اس کی رضاجوئی کی پیاس گناہ سے ایسی نفرت دلاوے کہ گویا وہ کھا جانے والی ایک آگ ہے یا ہلاک کرنے والی ایک زہر ہے یا بھسم کر دینے والی ایک بجلی ہے جس سے اپنی تمام قوتوں کے ساتھ بھاگنا چاہیے۔ غرض اس کی مرضی ماننے کے لئے اپنے نفس کی سب مرضیات چھوڑ دے اور اس کے پیوند کے لئے جانکاہ زخموں سے مجروح ہونا قبول کرلے اور اس کے تعلق کا ثبوت دینے کے لئے سب نفسانی تعلقات توڑ دے۔

اور خلق کی خدمت اس طرح سے کہ جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طرق کی راہ سے قسام ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے ان تمام امور میں محض للہ اپنی حقیقی اور بے غرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہو سکتی ہے ان کو نفع پہنچاوے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور ان کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کے لئے زور لگا دے۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۱۔۶۲)

ایک سفید چادر بطور تہ بند باندھی ہوئی ہے۔ بازوؤں' شانہوں اور سینہ کا اکثر حصہ ننگا ہے اور پسینہ ہے کہ مسلسل بہہ رہا ہے۔ جو فوری اطلاع میں پہنچانے آیا تھا اس سے مطلع ہونے کے بعد آپ نے حسب معمول ادھر ادھر کی باتیں چھیڑ دیں انہی میں گرمی کی شدت کا ذکر بھی آیا۔ میں نے موقع پا کر یہ عرض کرنے کی جرات کر ہی ڈالی کہ آپ گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے کسی صحت افزا مقام پر کیوں تشریف نہیں لے جاتے میری یہ بات سن کر آپ کے چہرہ پر حسب عادت بہت حسین مسکراہٹ پھیل گئی آپ نے فرمایا اول تو میرا ربوہ سے باہر جانے کو جی ہی نہیں کرتا رہی گرمی کی شدت سو میں اس سے قطعاً نہیں گھبراتا بلکہ موسم گرما کی آمد کا منتظر رہتا ہوں اور بہار ہی کے موسم کی طرح اس کا بھی لطف اٹھاتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنا زیادہ پسینہ آتا ہے میں اتنا ہی اپنے آپ کو زیادہ ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہوں۔

آپ کی یہ بات سن کر مجھے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے معمولات کے بارہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب ...... کی وہ روایات یاد آگئیں جو آپ کی کتاب "ذکر حبیب" میں درج ہیں۔ ان روایات کی رو سے ایک دفعہ گرمی کے موسم میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ...... نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ شدید گرمی کی حالت میں کام کرنا بہت مشکل ہے' حضور اپنے کمرہ میں فراشی پنکھا لگوا لیں۔ پنکھے کی ہوا سے گرمی نسبتاً کم محسوس ہوگی اور تصنیف کا کام سہولت ہو سکے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا گرمی کا ہمارے کام پر کوئی اثر نہیں پڑتا گرمی میں بھی تصنیف کا کام حسب معمول جاری رہتا ہے۔ رہی پنکھا لگوانے کی بات سو وہ بآسانی لگ سکتا ہے اور اسے کھینچنے کے لئے فراش بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ہوا لگنے سے ہمیں بے اختیار نیند آ گئی تو جو مضمون ہم لکھ رہے ہیں وہ کیسے مکمل ہو گا۔ اور اور روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ گرمی کے موسم کا روحانیت سے بھی ایک خاص تعلق ہے۔ جس طرح گرمی کے موسم میں پسینہ آنے سے جسم کے عافونی مادے باہر آ جاتے ہیں اور اس کا جسمانی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے اسی طرح پسینہ آنے سے ساتھ کے ساتھ روح کا بھی تنقیہ ہو رہا ہوتا ہے۔

بات یہ ہے کہ روحانیت کا اصل دارومدار تو تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو کمال تعہد سے ادا کرنے پر ہوتا ہے۔ لیکن بعض اضافی عوامل بھی روح کو مزید جلا دینے میں مد ثابت ہوتے ہیں ایسے عوامل میں نظافت و پاکیزگی کے اہتمام کے ساتھ عادات و اطوار اور بود و باش کے انداز میں سادگی' منکسرالمزاجی' گرمی کے موسم کیساتھ مناسبت کی پاسداری وغیرہ بھی شامل ہیں۔ یہ جملہ اضافی عوامل جملہ اہل اللہ میں بیج کے رنگ میں بنیادی طور پر موجود ہوتے ہیں البتہ ان میں سے کوئی وصف کسی اہل اللہ میں زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور کسی میں کوئی دوسرا وصف۔ عبادات' دعاؤں اور ہمدردی نوع انسان کے ساتھ ساتھ زندگی میں سادگی کا طور طریق اپنانے اور گرمی کے موسم کیساتھ دلی مناسبت رکھنے کا وصف حضرت صاحبزادہ مرزا منصور

احمد صاحب میں خاص طور پر نمایاں تھا۔ اسی لئے ہر غریب سے غریب اور چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی آپ سے بلا جھجک ملاقات کرلیتا تھا اور آپ اس کو درپیش مشکل حل کرنے اور حتی الامکان اس کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھتے تھے۔

میرے حصہ میں آنیوالی شفقتیں

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی خدمت میں حاضری اور ملاقات کے ذریعہ ہدایت یابی میرے لئے ہمیشہ ہی بہت مسرت کا باعث ہوا کرتی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی جبکہ آپ پیش آتے ہی بہت شفقت سے تھے۔ ہدایات دینے کے بعد آپ دو تین منٹ اور باتیں بھی ضرور کرتے کبھی عام ملکی حالات کے متعلق۔ کبھی موسم کی ادلتی بدلتی کیفیت کے متعلق اور کبھی کسی جماعتی امر کے متعلق۔ ایسے مواقع پر آپ کے چہرہ پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی تھی۔ جو ماحول کو خوشگوار بنائے رکھتی میرا جی یہی چاہتا تھا کہ باتوں کا سلسلہ جاری رہے لیکن آپ کا وقت بہت قیمتی ہوتا تھا اور مصروفیات آپ کو گھیرے رکھتی تھیں۔ میں یہ جرات ہی نہیں کرسکتا تھا کہ آپ کی اہم مصروفیات میں مخل ہوں۔ اسی لئے میں بات کو جلد سے جلد سمیٹ کر اجازت حاصل کر کے واپس چلا آتا تھا۔

ایک دفعہ مجھے شدید سردی کے موسم میں رات کے وقت آپ کی کوٹھی "دارالامان" جاکر وہاں حاضر خدمت ہونا پڑا۔ آپ ڈرائنگ روم کے طور پر استعمال ہونے والے کمرے سے ملحق ایک بڑے کمرے میں پلنگ پر استراحت فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھے وہیں بلوالیا۔ پلنگ کے قریب پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ بیٹھنے کے بعد میں نے آنے کا مقصد مختصراً عرض کیا۔ آپ نے ضروری ہدایات سے نوازنے کے بعد حسب معمول اور باتیں شروع کر دیں۔ اس وقت اسی کمرہ کے ایک حصہ میں آپ کے دو نوجوان عزیز اپنے ایک دوست کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک عزیز کی جیب میں کچھ خشک میوہ رکھا تھا۔ وہ تینوں اس میوہ سے شغل فرما رہے تھے اور ساتھ ہی باہم کھسر پھسر بھی کرتے جاتے تھے۔ آپ نے اس عاجز سے باتیں کرتے کرتے ایک دم مڑ کر اپنے ان عزیزوں کی طرف بیک نظر فہمائش کے رنگ میں دیکھا اور ان سے فرمایا خشک میوہ ٹرے میں رکھ کر دہلوی صاحب کے لئے بھی لائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے خشک میوہ جات کھانے کا بہ اصرار ارشاد فرمایا اور باتوں کو ذرا طول دیا تاکہ میں طشتری میں سے کچھ میوہ کھا سکوں۔ اس روز مجھے خاصی دیر آپ کی خدمت میں حاضر رہ کر آپ کی پر مسرت صحبت سے فیضاب ہونے کا موقع ملا۔

میری قریباً ۴۳ سالہ صحافتی خدمات کے اختتام کے بعد آپ کی خدمت میں بار بار حاضر ہونے اور آپ کی

تریاقی صحبت سے فیضاب ہونے کا نہایت خوشکن سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن سلسلہ ملاقات کے انقطاع کے برسوں بعد اللہ تعالیٰ نے میرے اور میرے ایک فرزند کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ایسی عظیم الشان شفقت کا مورد بننا مقدر کر رکھا تھا جس کا میرے وہم و گمان میں آنا بھی ممکن نہ تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جولائی ۱۹۹۷ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو جلسہ سالانہ انگلستان کے بابرکت موقع پر انگلستان بلوایا۔ آپ کی پیرانہ سالی اور علالت کی وجہ سے آپ کے فرزند رشید محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب بھی آپ کے ہمراہ انگلستان تشریف لائے۔ جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے اور حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقاتوں کی سعادت سے بہرہ یاب ہونے کے بعد حضور ہی کی زیر ہدایت آپ اگست ۱۹۹۷ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے فرینکفرٹ بھی تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی دعوت پر محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ جلسہ سالانہ سے خطاب فرمانے کے لئے پہلے ہی پاکستان سے جرمنی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور فرینکفرٹ کے متعدد مشن ہاؤسز میں سے ایک مشن ہاؤس الموسوم "بیت القیوم" میں قیام فرما تھے جبکہ کچھ افراد خاندان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی اور منتظمین جلسہ سالانہ کو یہ مسئلہ درپیش تھا کہ ان بزرگ حضرات کی سہولت و آرام کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ہی جگہ ان سب کے قیام کا کہاں بندوبست کیا جائے۔ ہمیں گمان بھی نہ تھا کہ رحمت خداوندی ہم عاجزوں پر سایہ فگن ہوا چاہتی ہے۔ ہمیں اچانک اطلاع ملی کہ ایسی بزرگ ہستیوں (جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر بھی شامل ہیں) کے قیام کے لئے تصرف الٰہی کے تحت قرعہ فال میرے بیٹے عزیز عرفان احمد خاں کے محض چار کمروں پر مشتمل فلیٹ کے نام نکلا ہے۔ اس اطلاع سے ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ان ایام میں عزیز عرفان کے اہل و عیال پاکستان گئے ہوئے تھے۔ میں مع عرفان احمد اپنے دوسرے بیٹے عزیزم ابراہیم عثمان کے گھر منتقل ہو گیا۔ وہاں جانے سے قبل عرفان احمد نے بصد شوق پورے فلیٹ کی صفائی ستھرائی اور نفاست و نظافت کا اہتمام کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ معزز مہمانان کے تشریف لانے پر عزیز عرفان نے فلیٹ کی چابیاں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے حوالہ کر دیں اور خود وہاں سے روانہ ہونے سے قبل صاحبزادہ صاحب موصوف کو تفصیل سے آگاہ کیا کہ عام ضرورت کی اشیاء کہاں کہاں رکھی ہیں تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ بآسانی دستیاب ہو سکیں اور کوئی دقت پیش نہ آئے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی مہمان ان پانچ معزز ہستیوں کے قیام کے دوران عزیز عرفان نے فلیٹ کی روزمرہ صفائی کا چارج خود سنبھالے رکھا اور اس ڈیوٹی کو دن کے ان اوقات میں جب معزز مہمانان کرام جلسہ میں شمولیت کے لئے یا کسی اور مصروفیت کی وجہ سے باہر تشریف لے جاتے پوری ذمہ داری سے ادا

کرنے کی سعادت حاصل کی۔

جلسہ سالانہ کے ایام گزرنے کے بعد ایک روز میں نے محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی وساطت سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ آپ نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مقررہ وقت پر حاضر خدمت ہو کر میں نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ حسب معمولی بہت محبت و شفقت سے پیش آئے۔ خیر خیریت اور جرمنی میں رہائش کا حال احوال دریافت فرمانے کے بعد آخر میں آپ نے ایک ایسی بات ارشاد فرمائی جسے سن کر میں حمد و شکر کے جذبات سیلبریز ہو گیا اور میری روح آستانہ الٰہی پر سجدہ ریز ہوئے بغیر نہ رہی۔ وہ بات فی الاصل آپ کے اخلاق عالیہ اور شرف و بزرگی کی آئینہ دار تھی۔ آپ نے ازراہ تلطف فرمایا کہ "ہم نے آپ کے گھر میں بہت آرام پایا ہے" میں نے عرض کیا یہ بھی آپ کا گھر ہے اور آپ کا اپنے اس گھر میں قیام پذیر ہونے کو ازراہ شفقت منظور فرمانا ہمارے لئے نہایت درجہ سعادت اور اعزاز کا موجب ہے۔ اس وقت حمد اور شکر سے میرا دل اس لئے بھر گیا کہ پردیس آخر پردیس ہوتا ہے وہاں اپنے گھر کا سا آرام کیسے میسر آسکتا ہے۔ پرائے دیس میں کوئی گھر بھی آپ کے لئے ہر پہلو کے اعتبار سے آرام دہ نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے تکلیف کے پہلو کو نظرانداز فرمایا اور بحمد اللہ جو تھوڑی بہت سہولت آپ کو محسوس ہوئی اسے فوقیت دے کر ایک عاجز خادم کی دلجوئی فرمانا ضروری سمجھا۔

ایک اور بہت بڑی شفقت آپ نے یہ فرمائی کہ آپ نے عزیز عرفان احمد کی اس درخواست کو شرف قبول سے نوازا کہ آپ فرینکفرٹ سے چند میل کے فاصلہ پر اس قصبہ میں تشریف لے جا کر جہاں اس کا کاروباری دفتر اور گودام واقع ہے دفتر کا معائنہ فرمائیں اور کاروبار میں برکت کے لئے دعا کرائیں۔ آپ علالت طبع اور لمبے سفروں کی تکان کے باوجود ازراہ شفقت ایک رات بنفس نفیس وہاں تشریف لے گئے خاکسار اور خاکسار کے دونوں بیٹوں عرفان احمد اور ابراہیم عثمان نے آپ کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے کمپنی کے کمیٹی روم میں تشریف فرما ہو کر دعا کرائی۔ یہ اپنے خادموں پر آپ کی شفقت کا ثبوت ہے کہ آپ کا وجود ایک سراپا شفقت وجود تھا۔

تربیت اولاد اور نئی نسل میں خدمت دین کا تسلسل

خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ گھر بھی جس کے سربراہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تھے اپنے رنگ میں تربیت اولاد کا ایک مثالی گہوارہ ثابت ہوا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ خود حضرت مرزا شریف احمد صاحب .... کے فرزند اکبر تھے اور آپ کی بیگم (حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ مدظلہا) سیدنا حضرت حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی .... کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد

صاحب کی طویل زمانہ تک جاری رہنے والی خدمات جلیلہ کی طرح آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ مدظلہا نے بھی بہت طویل زمانہ تک صدر لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ کی حیثیت سے بہت اہم اور نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس طرح دونوں نے اپنی اولاد کے سامنے زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف رکھنے کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اور خالص دینی ماحول میں ان کی تربیت کر کے ان میں بھی خدمت دین کے جذبہ کو واضح کر دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی اولاد اور نسل میں بھی دلی جوش اور جذبہ سے دینی اور جماعتی خدمات بجالانے کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو دو بیٹوں اور تین فرزندوں سے نوازا۔ آپ کی دونوں صاحبزادیاں محترمہ صاحبزادی امتہ الرؤف صاحبہ اور محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ خود اپنے ہی بزرگ خاندان میں دو واقفین زندگی سعید نوجوانوں سے بیاہی گئیں۔ محترمہ سیدہ امتہ الرؤف صاحبہ کی شادی محترم سید میر مسعود احمد صاحب سے ہوئی اور محترمہ سیدہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ ایم۔ اے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم۔اے کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔ اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ آپ کے دونوں داماد نامور خادمان سلسلہ ہیں۔

مجھے ۱۹۸۰ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے بعض نوعمر نواسوں کی دینی تربیت کے معیار کو قریب سے دیکھنے، جانچنے اور اس کی خوبی سے مسرور ہونے کا موقع میسر آیا۔ ہوا یوں کہ ۱۹۸۰ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بعض بیرونی ممالک کے تبلیغی و تربیتی دورہ پر تشریف لے گئے۔ خاکسار کو بھی ایک خادم کی حیثیت سے حضور کے سٹاف میں شامل ہو کر حضور کے ہمراہ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعض دیگر یورپی ممالک کے علاوہ حضور اس دورہ میں ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن بھی تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں وہاں محترم سید میر مسعود احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ "البیت نصرت جہاں" کوپن ہیگن کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہے تھے اور مع اہل و عیال وہاں مقیم تھے۔ مجھے وہاں ڈنمارک کے نہایت مخلص نومسلم احمدیوں سے ملاقات کرنے کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے تین دیندار و سعادت آثار نواسوں کی چمک دمک سے لطف اندوز ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ محترم سید مسعود احمد صاحب کے فرزندان سید مشہود احمد، سید محمود احمد اور سید خالد احمد ابھی نوعمر بچے ہونے کے باوجود باجماعت نمازوں میں بہت باقاعدگی سے شامل ہوا کرتے تھے۔ سید مشہود احمد کی ان کے والد نے یہ ڈیوٹی مقرر کی ہوئی تھی کہ فجر کی اذان وہ دیا کریں۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت روحانی مسرت حاصل ہوتی تھی کہ محترم میر صاحب موصوف کے یہ تینوں نوعمر فرزند فجر کا وقت شروع ہوتے ہی سب سے پہلے آموجود ہوتے ہیں اور آتے ہی سید مشہود احمد دوسروں کو نماز کے لئے بلاتے ہیں۔

ادھر سید میر مسعود احمد صاحب کی بیگم صاحبہ محترمہ صاجزادی سیدہ امتہ الرؤف صاحبہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور آپ کی حرم محترم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے علاوہ آپ کے ساتھ آنے والے قافلہ کا کھانا بھی خود ہی تیار کرتیں اور کھانا خواہ کتنا ہی سادہ کیوں نہ ہو اتنا لذیذ ہوتا تھا کہ زبان چٹخارے لے اور کھانے والے انگلیاں چاٹتے رہ جائیں والی مثل اس پر خوب صادق آتی تھی۔ صبح ناشتہ نیز دوپہر اور رات کو کھانے کے اہتمام اور اس ضمن میں کام کی بھرمار کو دیکھ کر میں سوچتا تھا محترمہ صاجزادی صاحبہ کا بیشتر وقت کھانا تیار کرنے اور مہمانوں کے لئے اسے باہر بھجوانے میں گزرتا ہے۔ ان کے بچے بھی دوسرے جماعتی احباب کے ساتھ مہمانوں کو کھانا کھلانے اور ان کی ہر ممکن خدمت بجالانے کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتے تھے۔ پھر پاکستان واپس آکر محترمہ صاجزادی سیدہ امتہ الروف صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ میں مختلف عہدوں پر فائز رہ کر تنظیمی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دین کے فدائی ایسے والدین کی اولاد بھی کیوں خادم دین نہ بنتی۔ محترم سید مشہود احمد صاحب نے ایم بی بی ایس کی ڈگری لیتے ہی اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا اور خلیفہ وقت کی زیر ہدایت کئی سال تک پہلے لائبیریا اور پھر گیمبیا میں میڈیکل مشنری کے طور پر خدمات سر انجام دیں۔ خاص طور پر لائبیریا میں انتہائی خوفناک خانہ جنگی کا زمانہ آپ نے وہیں گزارا اور بہت پر خطر حالات میں خدمت کا حق ادا کر دکھایا۔ بعد ازاں آپ نے کچھ عرصہ آئیوری کوسٹ میں بھی کام کیا۔ آجکل آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت پھر لائبیریا (مغربی افریقہ) میں ہی میڈیکل مشنری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت صاجزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے دوسرے داماد محترم صاجزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم۔اے بھی شروع ہی سے خدمات دینیہ بجالانے میں پیش پیش ہیں۔ آپ پہلے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) مقرر ہوئے۔ اس حیثیت میں کئی سال خدمات بجالانے کے بعد آپ صدر انجمن احمدیہ میں ناظر تعلیم مقرر کئے گئے پھر ناظر اصلاح وارشاد مقامی کا عہدہ آپ کے سپرد ہوا۔ آجکل آپ بطور ناظر دیوان خدمات بجالا رہے ہیں۔ مجالس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور انصار اللہ مرکزیہ میں کلیدی عہدوں پر فائز رہ کا آپ سالہا سال جو خدمات بجالاتے رہے وہ اس کے علاوہ ہیں۔ نیز آجکل نظارت دیوان کی سربراہی کے علاوہ خلافت لائبریری کی انتظامی کمیٹی کی سربراہی کا چارج بھی آپ ہی کے پاس ہے۔

محترمہ صاجزادی سیدہ امتہ القدوس صاحبہ ایم۔اے (اردو)' اردو فارسی اور ہندی لغات پر عبور رکھنے والی اور فن شاعری میں کامل دسترس رکھنے والی بہت نغز گو پختہ کار شاعرہ ہیں۔ اس طرح آپ نے دینی نقطہ نگاہ سے شعر و ادب میں کمال حاصل کرنے کے اعتبار سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ...... کی نہایت درخشندہ روایت کو شایان شان طریق پر زندہ رکھا ہوا ہے۔ آپ کی اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی نہایت مرصع دینی نظمیں

جماعتی اخبارات و رسائل میں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں۔ آپ بحمد اللہ تعالیٰ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان کے نہایت وقیع عہدہ پر فائز ہیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت و زیر نگرانی پاکستان میں احمدی خواتین کی دینی نقطہ نگاہ سے علمی اور تربیتی سرگرمیوں کا فریضہ تندہی سے سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی سیدہ امتہ القدوس صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزندوں سے نوازا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے ان نواسوں میں سے محترم صاحبزادہ مرزا فضل احمد چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد واقف زندگی کی حیثیت سے تحریک جدید انجمن احمدیہ میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ دوسرے نواسے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر انعام احمد ایم۔ ایس۔ سی (کیمسٹری) کرنے کے بعد اہم جماعتی خدمات پر مامور ہیں تیسرے نواسے محترم صاحبزادہ مرزا نصیر احسان احمد ابھی اپنی تعلیم مکمل کر رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے فرزند اکبر محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب نے بی ایس سی کرنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں سال دو سال بطور سائنس ٹیچر خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو اپنے موروثی اوصاف اور منفرد طریق تدریس سے بہت متاثر کیا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے دوسرے فرزند محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے ڈاکٹر بننے کے بعد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت سلسلہ کا آغاز کیا پھر آپ امریکہ تشریف لے گئے اور اب وہاں خدمات بجالا رہے ہیں آپ جماعت احمدیہ امریکہ کے قضا بورڈ کے رکن ہیں اور بطور قاضی اول بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کے تیسرے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب تو ہیں ہی خدمت دین کے لئے وقف۔ آپ ہمہ وقت دینی اور جماعتی کاموں کی سرانجام دہی میں مصروف رہتے ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد پہلے آپ نے کئی سال تک مغربی افریقہ کے ملک گھانا میں احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول سلاگا میں اور پھر احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول اسارچر میں بطور پرنسپل خدمات سرانجام دیں۔ جب خاکسار ۱۹۸۰ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کے ہمراہ گھانا گیا تو حضور نے سالٹ پانڈ سے اکرا واپس تشریف لاتے ہوئے احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر کی نو تعمیر شدہ عمارت پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرما کر دعا کرائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے ۱۹۸۵ء میں پاکستان واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعض اہم جماعتی امور کی سرانجام دہی کے لئے گھانا کے شمالی شہر ٹمالے بھجوایا جہاں آپ دو سال تک مقیم رہے۔ وہاں سے پاکستان واپس آنے کے بعد پہلے آپ نے حضور ایدہ اللہ کی زیر ہدایت تحریک جدید انجمن کی وکالت مال ثانی میں خدمات سرانجام دیں۔ پھر آپ کو صدر انجمن احمدیہ میں ناظر

تعلیم مقرر کیا گیا۔ آپ نے نظارت تعلیم کو یکسر جدید خطوط پر منظم کیا۔

الغرض تربیت اولاد کے خصوصی اہتمام اور اس کے نہایت خوشکن ثمر کے طور پر اگلی نسلوں میں خدمت دین کے عملی کارناموں کا تسلسل اس امر پر دال ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بھی بحمد اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آخری دنوں تک سرسبز رہنے والی ذریت کے ان بندگان خاص میں شمولیت کے شرف سے مشرف تھے۔

پس یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تیسری نسل میں پیدا ہونے والے اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو منجانب اللہ ملنے والی بعض بشارتوں کا بالواسطہ طور پر مصداق بنایا۔ ان الہامی بشارتوں کی رو سے آپ نے خلاف توقع طویل عمر پائی اور خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے آپ ربوہ میں طویل ترین عرصہ کے لئے صاحب امر بنائے گئے اور پھر انہیں بشارتوں کی رو سے آپ کو ایسی خوبیوں اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا گیا کہ آپ کے وجود میں بھی بعض صفات الہیہ کا جلوہ ظاہر ہوا اسی لئے آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہم اور عظیم الشان خدمات بجالانے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد اور اس سے بھی اگلی نسل میں خدمت دین کے تسلسل کو جاری فرما کر اور آپ کو بھی باقیات الصالحات کے رفیع الشان انعام سے نواز کر سعادت دارین کی قرآنی نوید سے سرفراز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آخری دنوں تک سرسبز رہنے والی ذریت اور دوسری روحانی اولاد میں ایسے مبارک و باصلاحیت وجود بکثرت پیدا فرمائے جو اپنے اپنے وقت میں خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دست و بازو بن کر اور فرمانبرداری و اطاعت اور خدمت و فدائیت کی نئی مثالیں قائم کر کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے سلسلہ میں اہم اور عظیم الشان خدمات سرانجام دیتے چلے جائیں یہاں تک کہ پورے کرہ ارض میں وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کا نظارہ پوری شان سے ظاہر ہو کر دین حق کے کامل اور دائمی غلبہ پر مہر تصدیق ثبت کر دے۔ اے ہمارے صادق الوعد خدا تو ایسا ہی کرنا کہ بعثت مسیح موعود کی اصل غرض بالآخر بہ تمام و کمال پوری ہو کہ پورا کرۂ ارض توحید باری تعالیٰ اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے جانے والے درود و سلام کی آوازوں سے گونجنے لگے۔ آمین۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ہمیشہ ذکر الٰہی درود شریف اور دعاؤں میں مصروف رہتے تھے

آپ نہایت بے تکلف، قناعت پسند، شفیق اور پاکیزہ سیرت وجود تھے

حضرت صاحبزادہ صاحب کی اہلی اور معاشرتی زندگی کی ایک حسین جھلک

محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی سے ایک ملاقات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء کو خطبہ جمعہ دیتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب کے بعض اوصاف جمیلہ کا ذکر فرمایا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی اولاد کی نسبت بعض بشارات کا مصداق آپ کا وجود قرار دیا۔ حضور انور نے فرمایا:۔

> "یقیناً آپ کا ایک مقام تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے وہ مقام بنا ہے اور ابھرا ہے اور آئندہ آنے والی تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا وجود ایک مبارک وجود تھا جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روحانی بیٹا ہونے کا شرف بھی حاصل ہے
>
> نیز فرمایا: "اب میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے لئے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے "تو ہماری جگہ بیٹھ جا" کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی اعانت فرمائے۔"
>
> (الفضل انٹرنیشنل لندن ۳۰ جنوری تا ۵ فروری ۱۹۹۸ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ بالا ارشادات عالیہ وہ پس منظر ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے خلف الرشید محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی سے ایک انٹرویو ماہ جنوری ۲۰۰۰ء کے اواخر میں لیا گیا جس سے "پاک روح" کی حسین سیرت کے بعض پہلو نکھر کر سامنے آئے۔ چنانچہ اس انٹرویو کی روئیداد ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی اہلی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

آپ (حضرت صاحبزادہ صاحب) نہایت معمور الاوقات تھے گھر کے چھوٹے چھوٹے کام بھی اپنے ہاتھ سے کرتے۔ گھر اور ماحول کی صفائی کا خاص خیال رکھتے بچوں سے بھی گھریلو کام کرواتے اور خود ان کا ساتھ دیتے اپنے بچوں کو محنتی اور سخت جان بنایا۔ آرام طلبی کو پسند نہ فرماتے۔ آپ کے رہن سہن اور کھانے پینے میں بڑی سادگی تھی۔ آپ کے دل میں غنائے نفسی اور قناعت تھی۔ گھر میں جو بھی میسر تھا اس پر قانع اور مسرور ہوتے۔ غذا بڑی سادہ تھی آپ کی خوراک معمولی تھی۔ بسیار خوری کی عادت نہ تھی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ

گھریلو ملازم ہوں یا زمین پر کام کرنے والے آپ سب کے ساتھ بہت حسن سلوک کرتے تھے اگر کبھی کسی غلطی پر ناراض ہوتے تو دوسرے لمحے شفقت کا سلوک بھی فرماتے۔ ان کے بچوں کی تعلیم کا خیال رکھتے۔ ان میں کبھی یہ احساس پیدا نہ ہونے دیا کہ وہ دوسروں سے کم تر ہیں۔ ان کی شادیاں ہوں یا ان کے بچوں کی، انہیں صرف کچھ دینے دلانے کی حد تک ہی نہیں بلکہ شادی کے تمام لوازمات میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔

آپ نے بتایا کہ حضرت میاں صاحب بچوں کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے بچوں کے لئے دل میں بہت محبت تھی مگر غلطی دیکھ کر سختی بھی کرتے۔ عام طور پر دل میں نرمی تھی اور جلدی شفقت کا اظہار بھی فرما دیتے تھے آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا مگر کبھی ایسا مذاق نہ کرتے کہ جس سے کسی کی سبکی ہو۔ آپ بچوں سے مل بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ کھانا کھاتے وقت بھی تربیتی باتیں کرتے اور کوئی نہ کوئی نصیحت آموز واقعہ بیان فرما دیتے اور کبھی کبھی لطائف بھی بیان کرتے۔ آپ نے اپنے بچوں پر نہ صرف یہ کہ ان پر اعتماد کیا بلکہ ان میں اعتماد بھی پیدا کیا گویا اس رنگ میں تربیت کی کہ وہ سمجھیں جو کام ان کے سپرد ہوا ہے وہ اس کے اہل ہیں۔ اسی طرح بچوں کی دلجوئی کرنا اور ان کے کام پر خوشنودی کا اظہار کرنا آپ کا خاص وصف تھا۔ پھر بچوں کو محنت کی عادت بھی ڈالتے تھے۔ انہیں سخت جان اور پر ہمت بناتے بچوں کو دوپہر کے وقت باہر نہ نکلنے دیتے اور نہ رات گئے بچوں کو باہر رہنے دیتے۔ مغرب کے بعد ہم بتا کر جاتے ہماری موومنٹ کا خیال کرتے کہ کون دوست ہیں کہاں جاتے ہیں باجماعت نماز کی نگرانی کرتے اور مجھے تو نماز فجر پر جگاتے وقت منہ پر پانی کے چھینٹے مارتے تھے۔ تفریح اور شکار کے لئے ہمیں ساتھ لے جاتے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ جب میں سکول میں تعلیم پا رہا تھا تو اپنا ریلے سائیکل مجھے دیا۔ میں اس پر سکول آتا جاتا مگر یہ سائیکل چوری ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے سائیکل لے کر نہ دیا میں اکثر پیدل ہی سکول آیا جایا کرتا تھا اس طرح مجھے سخت جان بنایا۔ اور اسی غرض سے گھر میں بچوں سے ہلکی پھلکی ورزش بھی کروایا کرتے حسب حالات خود بھی ورزش کرتے۔ پیدل چلتے مگر عام طور پر ہر صبح و شام صحن میں دیر تک ٹہلتے رہتے۔ اکثر زمینوں پر پیدل چلے جاتے یا پھر ٹریکٹر پر جاتے بچوں پر اعتماد کے ضمن میں یہ بات بھی نمایاں ہے کہ جب غانا افریقہ سے واپس آنے پر زمیندارہ کام میرے سپرد کیا تو پھر خود کوئی زیادہ دخل نہ دیا۔ مجھے اپنی مرضی

کلام الامام

عِبَادُالرَّحْمٰن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... سورۃ الفرقان کی آیت وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ ..... الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"........ صرف نام کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا بندہ کہلانا کسی انسان کے لئے باعث فخر نہیں ہو سکتا۔ اگر صرف بندہ کہلانے سے کوئی انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب بن سکتا تو خدا تعالیٰ نفس مطمئنہ رکھنے والے کو کیوں فرماتا کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنی آ اور میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ آ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عباد میں داخل ہونا ایک بہت بلند مقام ہے جو نفس مطمئنہ رکھنے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ جہاں تک ان کی پیدائش کا سوال ہے وہ پہلے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے بندے تھے اور خدا تعالیٰ ہی ان کا رازق اور مالک تھا۔ پھر فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ جو فرمایا تو معلوم ہوا کہ خدا کا بندہ ہونا دو رنگ میں ہوتا ہے۔ ایک لحاظ سے تو تمام انسان خدا تعالیٰ ہی کے بندے ہیں۔ لیکن ایک لحاظ سے بعض اس کے بندے ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے۔ جو لوگ اس کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں وہ تو اس کے بندے کہلاتے ہیں اور جو نہیں کرتے وہ خدا کے بندے نہیں کہلاتے بلکہ شیطان کے یا اپنے نفس کے بندے ہوتے ہیں۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے کچھ صفات بیان فرمائی ہیں اور بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نفس بندے کن صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ مگر اس جگہ بجائے عِبَادُاللّٰہ کہنے کے اللہ تعالیٰ نے عِبَادُالرَّحْمٰن کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں کیونکہ کفار کی طرف سے بار بار یہ سوال ہوتا تھا کہ رحمٰن کون ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے پہلے تو انہیں اپنی صفت رحمانیت کے ثبوت میں زمین و آسمان اور سورج اور چاند اور ستاروں وغیرہ کی طرف توجہ دلائی اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا وجود ان کے سامنے پیش کیا جو صفت رحمانیت کے ایک کامل مظہر تھے۔ اب اللہ تعالیٰ انہیں بتاتا ہے کہ اگر یہ شواہد بھی تمہاری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں اور تمہیں خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا جلوہ نظر نہیں آتا تو تم خدا تعالیٰ کے ان بندوں کو دیکھ لو جو اس کی رحمانیت کے چلتے پھرتے مجسمہ ہیں یعنی جس طرح سورج زمین کو اپنی شعاعوں سے منور کرتا اور ہر قسم کی تاریکیوں کو دور کرتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں وہ آپ کے فیض صحبت کی برکت سے دنیا کو ہر قسم کی علمی اور عقلی روشنی بہم پہنچا رہے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۵۵۹-۵۶۰)

کرنے دیتے ایک مرتبہ جب زمین سے کوئی زیادہ آمد نہ ہوئی تو محسوس نہ کیا اور ذرہ بھر بھی تنقید نہ کی بلکہ یہ کہا کہ الحمدللہ جو آگیا اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ زمیندارہ کاموں میں بہت شوق تھا عموماً مشورہ دیا کرتے۔ آپ ہل چلانا ٹریکٹر چلانا خوب جانتے تھے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے بیان کیا کہ

حضرت میاں صاحب اکثر ذکر الٰہی میں مصروف رہتے درود شریف ورد زبان رہتا صحن میں ٹہلتے ہوتے عموماً تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے۔ ایک وقت کتب کا مطالعہ ضرور کرتے تذکرہ کا عموماً مطالعہ رہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی اردو منظوم کلام اکثر پڑھتے رہتے۔ خاص طور پر حضرت اقدسؑ کی فارسی نظم ؎

اے محبت تو عجب آثار نمایاں کردی   زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

بچوں سے بھی اشعار سنتے اور بعض اوقات بچوں سے بیت بازی بھی ہوتی۔ ایک مرتبہ ایک سفر کے موقع پر حضرت اقدسؑ کی ایک طویل نظم ؎

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار   اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار

سناتے گئے یہاں تک کہ سارا سفر یہی نظم سناتے سناتے کٹ گیا۔ اسی طرح آپ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا کلام بھی اکثر پڑھا کرتے ؎ ....

مولا سموم غم کے تھپیڑے پنہ! پنہ!   اب انتقام دفع بلیات چاہئے

آپ کو خدمت دین کی طرف خاص توجہ تھی ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کے ساتھ ذکر کیا کہ دوسرے احباب میں سے واقفین زندگی زیادہ آرہے ہیں جبکہ خاندان میں سے اس طرف کم توجہ ہے۔ بڑی فکر کی بات ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بچوں کو اس طرف توجہ دلائی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت میاں صاحب نے زندگی کے ہر لمحہ میں ایک شفیق باپ اور ہمدرد دوست کے رنگ میں راہنمائی فرمائی۔ آپ نے دنیوی نعماء کو کوئی وقعت نہ دی دین کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ خلافت سے محبت اور اطاعت کا ایسا رنگ دکھایا جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی یاد میں

آپ کی اعلیٰ صفات اور حسن سلوک نے دوسروں کو اپنا گرویدہ بنالیا

از: حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ پنجاب

حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ پنجاب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیرینہ خادم اور بزرگ ہیں۔ آپ کے بچپن اور جوانی سے لے کر اب تک ایک سو سال کا عرصہ آسمانی نوشتوں کے پورا ہوتے اور سلسلہ احمدیہ کی ترقیات کے ایمان افروز واقعات پر شاہد ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں آپ کے مشاہدات کا خلاصہ اس خصوصی اشاعت کے لئے موصول ہوا ہے جسے ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کو ایسے امتیازی نشانوں کے ساتھ بھیجتا ہے کہ وہ مخلوق الٰہی سے بالکل الگ ہوتے ہیں۔ ان کی کمال درجہ پاکیزگی قلب۔ ان کی اتھاہ محبت الٰہی، ان کا بے پناہ علم و حکمت اور ان کی قوت تزکیہ مخلوق الٰہی اور ان جیسی اور خصوصیات انہیں باقی دنیا سے ایک عجیب امتیاز بخش دیتی ہیں۔ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا والوں سے نہیں ہوتے۔

ان کی ایک نہایت درجہ امتیازی شان یہ بھی ہوتی ہے کہ ان کی اولاد کو بھی ان کی پاکیزگی اور دیگر صفات سے حصہ دیا جاتا ہے اور انہیں ان کی جانشینی اور ان کے مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لائق بنایا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو فرمایا تھا "یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ" یعنی وہ شادی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی وہ اسی طرف اشارہ تھا کہ اس کی شادی کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہوگی اور اس کی اولاد بھرپور صلاحیتوں والی ہوگی۔ ورنہ عام شادی اور عام اولاد ہونے کے لئے پیشگوئی کی ضرورت نہ تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہوشیارپور میں عبادت الٰہی کے لئے چلّہ کاٹا جس میں آپ نے دنیا سے بالکل منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی تضرع کے ساتھ دعائیں کیں اس کا بھی زیادہ تر یہی مقصد نظر آتا ہے کہ آپ کے کاموں کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی اولاد دے۔ چنانچہ چلّہ کے اختتام پر جو آپ نے اشتہار شائع فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والے الہامات میں آپ کو یہی اطلاع دی گئی تھی کہ اس نے آپ کی تضرعات کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کو خاص الخاص اولاد دی جائیگی

جن میں سے ایک حسن و احسان میں آپ کا نظیر ہوگا اور نہایت غیر معمولی طاقتیں فہم و ذکاء کی دے کر بھیجا جائیگا اور ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائیگا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری اولاد کی بھی جن میں بے شمار صلاحیتیں ہونگی اور دینی خدمت کا بیڑا اٹھانے والی ہوں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود........ کے علاوہ بھی بڑی بڑی قابلیتیں رکھنے والے صاحبزادے اور دختران کرام آپ کو عطا فرمائے اور اس سلسلہ کو قیامت تک جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا گویا ہر لحاظ سے آپ کی جانشینی اور مقاصد عالیہ کی تکمیل کی ضمانت دے دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر غیر معمولی اور امتیاز رکھنے والا سلوک ہے۔ اس کے لئے ہم جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں وہ ادا نہیں ہو سکتا۔

اس اولاد میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بھی تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں خوبیوں سے آراستہ فرمایا تھا۔ آپ کی نیکی اور تقویٰ آپ کی پاکیزگی آپ کا ادراک و فہم، آپ کی ہمدردی، آپ کی محبت کا سلوک، آپ کی معاملہ فہمی، آپ کی خلافت کے ساتھ بے پناہ وابستگی اور اس کی اطاعت، آپ کی ہمت و غیرت، آپ کا حوصلہ اور بہادری، آپ کی فراخ دلی اور حسن سلوک یہ سب صفات ایسی تھیں جو دوسروں کو آپ کا گرویدہ بناتی تھیں۔ ان سب کے ساتھ آپ کا عجز اور انکسار۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مجالس کے شروع یا اختتام پر دعا کے لئے اس عاجز نابکار اور سخت گنہگار انسان کو دعا کروانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ یہ عجز انسان کا اصل حسن ہوتا ہے۔

آپ صدر انجمن کے اور جماعت کے معاملات بڑی خوش اسلوبی سے طے فرماتے، مشورہ فرماتے اور اس کی قدر کرتے۔

آپ کے خلاف بعض مقدمات بھی مخالفین نے کئے۔ بعض میں یہ عاجز بھی آپ کے ساتھ ہی ملوث کیا گیا۔ آپ ان مقدمات میں بڑی بشاشت اور حوصلہ سے کام لیتے۔ ذرہ بھر بھی ملال کا اظہار نہ ہوتا گویا وقار کا ایک پہاڑ تھے۔

لوگوں کے دکھ درد اور مالی تکلیف کا بھی آپ خیال رکھتے۔ ایسے لوگ آپ سے مل کر تسلی پاتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی پاکستان میں عدم موجودگی کی وجہ سے حضور آپ کو مجلس مشاورت کا صدر مقرر فرماتے۔ سوائے دو مرتبہ کے جب آپ بیمار تھے۔ آپ مشاورت کی کاروائی کو بہت خوش اسلوبی سے چلاتے رہے۔ مشاورت کے پہلے دن اس عاجز کو اپنے ساتھ بیٹھنے کی سعادت بخشتے۔ اور ہر امر اس عاجز کے مشورہ سے طے فرماتے۔ تحکم سے کلیۃً پرہیز فرماتے۔ اس طرح بعض اجلاس امرائے اضلاع کے ہوتے ان میں بھی سب کام مشورہ سے کرتے اور بہت عمدہ فیصلہ فرماتے۔

آپ کی آخری بیماری میں یہ عاجز فضل عمر ہسپتال میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت سخت بیمار ہونے کے باوجود بہت پر سکون حالت میں تھے۔ میرے ساتھ آپ کی یہ آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

مسافرِ راہ نیاز

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر کہے گئے

دے گیا قدسی ہمیں آخر جدائی کا وہ داغ
ایک پاکیزہ گھرانے کا حسیں چشم و چراغ

تھا ہمالہ حوصلہ فولاد کے اعصاب تھے
وہ یقیناً جرأت و ہمت کی آب و تاب تھے

فیصلہ بر وقت کرنے کی بہت قوت تھی پاس
ڈگمگا سکتا نہ تھا ان کو کوئی خوف و ہراس

خدمتِ دیں کا عجب رکھتا تھا وہ شوقِ کمال
منتظم ایسا کہ سارے لوگ دیں اس کی مثال

سلسلہ کا وہ فدائی تھا الگ انداز کا
وہ مسافر تھا عجب راہِ نیاز و ناز کا

سلسلہ کے واسطے بے لوث خادم اس کی ذات
خدمتِ دیں اس نے کی پوری توانائی کے ساتھ

وہ سخاوت جو ہے طرہ خاندانِ پاک کا
اس سخاوت کی وہ جیتی جاگتی تصویر کا

تھا "امامت" کے لئے غیرت کا وہ کوہِ گراں
انکساری کا اطاعت کا وہ بحرِ بیکراں

عبدالکریم قدسی



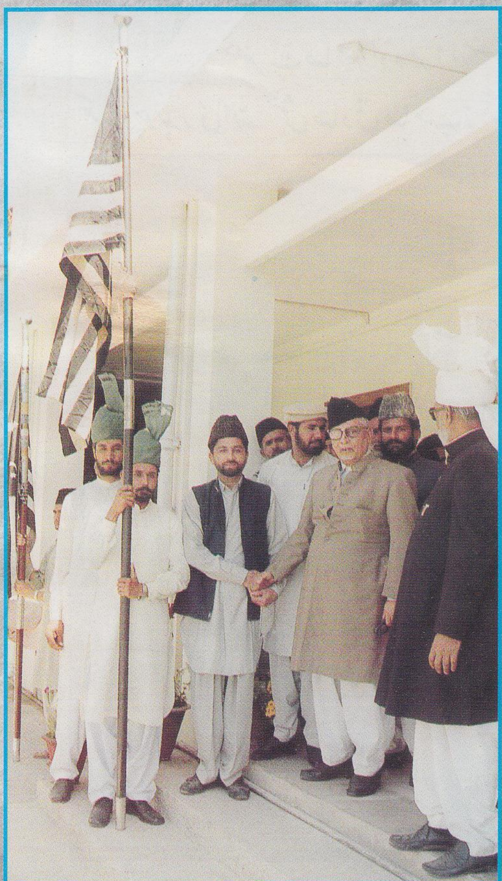
حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (صدر مجلس مشاورت)
مکرم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ربوہ کو علم انعامی دے رہے ہیں۔



گروپ فوٹو: حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (صدر مجلس مشاورت)
مکرم مولوی محمد صدیق صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ربوہ، دیگر اراکین کے ساتھ (علم انعامی دینے کے بعد)



گروپ فوٹو : حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ساتھ



حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (صدر مجلس مشاورت)
مکرم سید خالد شاہ صاحب مہتمم مقامی خدام الاحمدیہ ربوہ (علم انعامی دینے کے بعد)



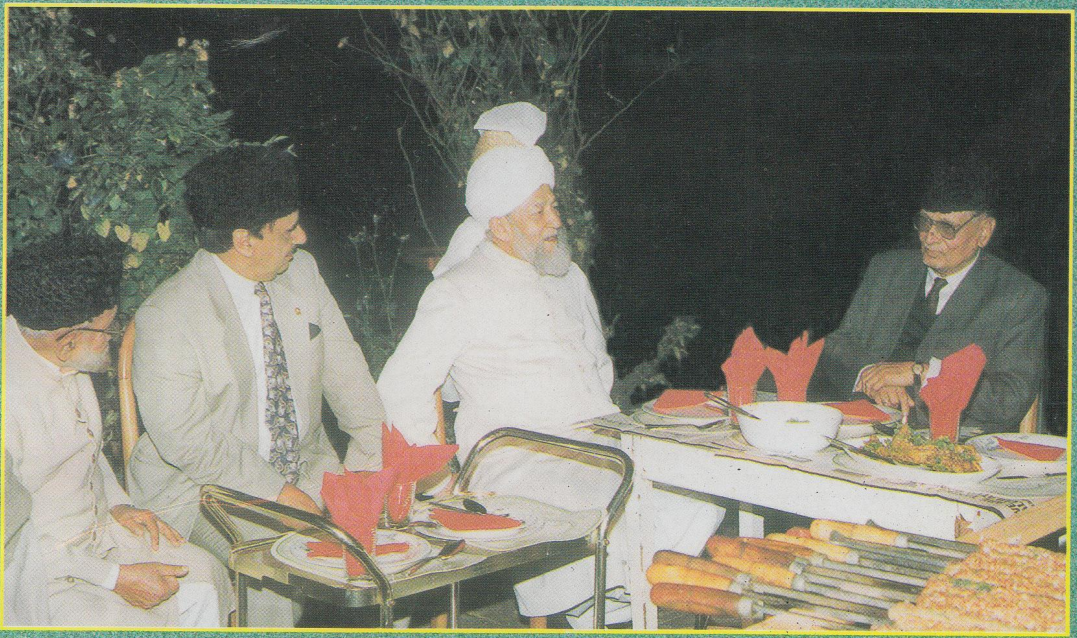
حضرت سید میر داؤد احمد صاحب اور
حضرت مرزا منصور احمد صاحب جلسہ سالانہ کے موقع پر



نصرت جہاں اکیڈمی کی افتتاحی تقریب پر دعا



نصرت جہاں اکیڈمی کی ایک تقریب تقسیم انعامات میں حضرت صاحبزادہ صاحب (مہمان خصوصی)



لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے ساتھ محو گفتگو (1997ء)



جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر حضرت صاحبزادہ صاحب محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب
امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب اور حضرت مرزا عبدالحق صاحب کے ساتھ (1997ء)

ع ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی یادوں کے نقوش

تحریر: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

آج سے ٹھیک ۸۸ سال قبل جماعت احمدیہ کے "البدر" قادیان نے احباب جماعت کو "مبارک مولود مسعود" کے عنوان کے تحت ایک بڑی خوشخبری پہنچائی۔ کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ ۱۳مارچ ۱۹۱۱ء بروز پیر مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کو پیدا ہونے والے بیٹے کا نام منصور احمد تجویز ہوا۔ اس وقت اخبار "البدر" کے ایڈیٹر حضرت مفتی محمد صادق صاحب ...... تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت جاں نثار فدائی رفیق تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے احباب جماعت کو خوشخبری پہنچاتے ہوئے اظہار فرمایا۔ کہ دنیا میں ہزاروں بچے آئے دن پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر احباب جماعت احمدیہ کے لئے جو خصوصیت کے ساتھ شادمانی کا موقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسی خاص ولادتیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض اہم پیشگوئیوں سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ یہ پیشگوئیاں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان قلم سے ملک میں بچے بچے کو سنائی جاچکی ہیں۔ خدائے قادر و توانا اور علیم و خبیر کی طرف سے ایک ایسی پیشگوئی مبنی بر عظیم بشارت ان مبارک الفاظ میں ظاہر فرمائی۔ اُرِیْحُكَ وَ لَا اُجِیْحُكَ وَ اُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا۔ (۲۷ مئی ۱۹۰۶ء) اس کا ترجمہ یہ ہے۔ میں تجھے آرام دونگا۔ اور تیرا نام نہیں مٹاؤنگا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کرونگا۔ عربی عبارت درج کرکے حضور علیہ السلام نے فرمایا "اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا۔ جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا"

(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ ایڈیشن سوم)

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم و مغفور کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی الٰہی بشارتوں کا مصداق ہونے کا شرف حاصل تھا۔ لیکن اُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا والی پیشگوئی کے بھی آپ یقیناً مصداق تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے لمبی عمر پائی۔ بلکہ استثنائی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے طویل عمر اس طور پر نصیب ہوئی۔ کہ آپ کی وفات تک محض آپ کا وجود ہی تھا جس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک مبشر نسل سے اتنی عمر پائی اور پھر آپ کے وقت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلا شبہ الٰہی بشارت کے مطابق ایک قوم کی حیثیت حاصل کرگیا۔ جس کے افراد ظاہری تعداد کے لحاظ سے بھی مشرق و مغرب

عربی منظوم کلام

وَ صَافَانِیْ وَ وَافَانِیْ حَبِیْبِیْ وَ اَرْوَانِیْ بِکَاسَاتِ الْوِصَالِ

میرے حبیب نے مجھ سے محبت کی اور وہ مجھے ملا اور مجھے وصال کے پیالوں سے سیراب کیا

اَرَانِیْ الْحُبُّ مَوْتِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ وَ اَنَایْ تُرْبَتِیْ فَبَدَا زُلَالِیْ

(خدا کی) محبت نے مجھے موت کے بعد موت دکھائی اور میری گرد کو (مجھ سے) دور کر دیا ہے تو میرا آب زلال ظاہر ہو گیا

وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا بَعْدَ وَجْدٍ وَ اِقْبَالِیْ اَتٰی بَعْدَ الزَّوَالِ

ہم نے جو کچھ بھی پایا ہے، غم کے بعد ہی پایا ہے اور میرا اقبال (میرے) مٹنے کے بعد آیا ہے

اِذَا اَنْکَرْتُ مِنْ نَّفْسِیْ بِصِدْقٍ فَوَافَانِیْ حَبِیْبِیْ رَوْحُ بَالِیْ

جس وقت صدق کے ساتھ میں نے نفس کی (اطاعت) سے انکار کر دیا تو میرا حبیب، جو میرے دل کا آرام ہے، میرے پاس آگیا

اَطَعْتُ النُّوْرَ حَتّٰی صِرْتُ نُوْرًا وَ لَا یَدْرِیْ خَصِیْمٌ سِرَّ حَالِیْ

میں نے نور کی اطاعت کی یہاں تک کہ خود نور ہو گیا اور جھگڑنے والا دشمن میرے حال کے بھید سے واقف نہیں

طَلَعْتُ الْیَوْمَ مِنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ وَجَلَّتْ شَمْسُ بَعْثِیْ فِی الْکَمَالِ

میں نے آج رب رحیم کی جانب سے طلوع کیا ہے اور میری بعثت کا آفتاب کامل ہو کر روشن ہوا ہے

وَ خَیْرُ الزَّادِ تَقْوَی الْقَلْبِ لِلّٰہِ فَخُذْ اِیَّاہُ قَبْلَ الْاِرْتِحَالِ

اور بہترین توشہ، دل کا خدا سے ڈرنا ہے پس (دنیا سے) کوچ کرنے سے پہلے اسے لے لے

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۹-۲۱۰)

میں وسعت اختیار کر چکے ہیں۔ اور روحانی رشتہ کے لحاظ سے تو احمدیت ایک عالمگیر قوم و جماعت کا رنگ پا کر دنیا کے کناروں تک پھیل چکی اور شہرت پا چکی ہے۔ الحمدللہ اور یہ وسعت و مقبولیت ایک بےمثال ترقی کے دور میں داخل ہو گئی ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی حسین یادیں

حضرت مرزا منصور احمد صاحب کی رحلت پر اب دو سال کا عرصہ پورا ہونے کو ہے۔ لیکن ہر آن یہی احساس ہوتا ہے۔ کہ گویا یہ کل کی بات ہے۔ حضرت میاں صاحب تصور میں ہروقت موجود رہتے ہیں۔ اور اس کا طبعی تقاضا یہ ہے کہ اس مبارک وجود کے لئے دعا کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

حضرت میاں صاحب کی یادیں کثرت سے ذہن و قلب میں محفوظ ہیں آپ کی ذات لاتعداد خوبیوں کی جامع تھی۔ جنہیں ضبط تحریر میں لانا بظاہر ایک امر محال نظر آتا ہے۔

حضرت میاں صاحب کے ساتھ میری شناسائی اور پھر ان کی شفقت کا سلوک تو دیرینہ ہے لیکن زیادہ قرب اور مصاحبت کا شرف اس وقت سے نصیب ہوا۔ جب کہ خاکسار جون ۸۲ء میں کراچی سے بطور سیکرٹری بہشتی مقبرہ مرکز میں آیا اور پھر بطور ناظر اصلاح و ارشاد حضرت میاں صاحب کے ماتحت کام کا دور شروع ہوا۔ خاکسار ہر روز بلاناغہ دفتر میں ان کے پاس حاضر ہوتا اور جماعتی امور پہ میٹنگ رہتی۔ اور ہر روز ان کی شفقت ان سے راہنمائی اور مشورہ و ہدایات حاصل کرتا۔ اور اس چودہ، پندرہ سالہ عرصہ میں کبھی بھی ایسا موقعہ چھوڑ ایسا لمحہ تک یاد نہیں کہ ان کے برتاؤ سے سرد مہری نظر آئی ہو۔ جب بھی کسی بات کو درست نہ سمجھا تو کبھی پیار سے کبھی دلیل سے اور کبھی مثالیں دے کر سمجھاتے اور یہ فیض رسانی کا چشمہ میرے لئے ہمیشہ جاری و ساری رہا اس ضمن میں کچھ یادیں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہیں۔

تعلق باللہ اور اطمینان قلب

حضرت میاں صاحب کی ذات مجموعہ صفات تھی۔ بہت سے مثالی پہلو ہیں۔ لیکن اس وقت جس پہلو کو سب سے زیادہ مشاہدہ کیا اور کوئی موقعہ یا لمحہ ہرگز ان کا ایسا نہ تھا کہ جب یہ وصف نمایاں نہ ہو۔ وہ تعلق باللہ کا وصف ہے حضرت میاں صاحب کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ہر لمحہ گہرا اور اٹوٹ تعلق تھا۔ اور کئی رنگ میں اس کا اظہار طبعی طور پر بلا کسی تکلف کے ہوتا رہتا تھا۔ جب بھی دفتر میں ان کے پاس حاضر ہونے کا موقعہ آتا تو اولاً دفتری کام میں مصروف ہیں لیکن اگر کام سے وقفہ یا وقتی فرصت ہوتی تو پھر دعا اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ بعض اوقات ہاتھ میں "تسبیح" ہوتی۔ جس کا کبھی عام اظہار نہ ہونے دیا کیونکہ ایسے تکلف اور نمائش سے آپ کی طبیعت کوسوں دور تھی۔ لیکن اس میں ہرگز کوئی مبالغہ نہیں کہ ذکر الٰہی ان کی روح کی غذا تھی۔ بعض اوقات حمد الٰہی میں درثمین اردو، فارسی، عربی کے اشعار پڑھتے اور

بیحد لذت محسوس کرتے۔ یہ بھی ذکر کا ایک انداز تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات سے جو وفا تھی اس کا مشاہدہ کئی طرح سے روزمرہ ہوتا تھا۔ کبھی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری اور حساب کتاب کا ذکر ہے تو بے انتہا اطمینان بھی ہوتا۔ مگر خشیت الٰہی والا پلڑا بھی غالب رہتا۔ آخری علالت سے دو تین سال قبل بھی جب بیمار ہوئے اور ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ تو صحت یاب ہونے پر دفتر آنا شروع کیا تو ایک دن فرمایا کہ اب موت کا خوف نہیں رہا۔ خاکسار نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس علالت کے دوران ایک مرحلہ ایسا آیا کہ اگلے جہان کا سارا نظارہ دیکھا کہ مرنے کے بعد انسان کو بالکل تنہا ایک طویل اور تاریک غار میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ جہاں نیک اعمال کی روشنی ساتھ دیتی ہے۔ اور بد اعمال والے اسی تاریکی میں اذیت اٹھاتے ہیں۔ تاریک غار کا سفر مکمل ہونے کے بعد آگے روشنی اور جنت کی فضائیں ہیں۔ فرمایا مجھے غار کے سفر میں کوئی دقت یا گھبراہٹ نہ ہوئی اور جنت کے نظارے دیکھ کر پلٹا ہوں اور وفات کے بعد کی ساری فکر اللہ تعالیٰ نے واضح نظارہ دکھا کر دور کر دی ہے۔ اس پر حضرت میاں صاحب بہت مطمئن اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حمد و شکر سے ہر آن شاداں رہتے تھے۔

تعلق باللہ کا ایک شاندار پہلو آپ کا یہ تھا کہ ہر معاملہ میں اولاً دعا ضرور کرتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ تھا۔ خوف نام کی کوئی چیز زندگی بھر قریب نہیں آنے دی۔ انتہائی جرأت اور بہادری کا شیوہ تھا۔ مگر اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مدد' نصرت اور حفاظت کا قطعی یقین تھا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ حالات ظاہری طور پر پریشان کن سمجھے گئے۔ اور موجود احباب میں سے کسی نے غیر معمولی گھبراہٹ ظاہر کی تو فرماتے کہ کیوں پریشان ہو رہے ہو۔ کیا مکھی انسان کے چہرے پر آئے اور تنگ کرے۔ تو کبھی لاٹھی کلہاڑی سے اس کو مارتے بھگاتے ہو؟ مکھی کو بھگانے کے لئے ایک ہاتھ کا ہلکا سا اشارہ ہو تو اڑ کر دوسری جانب چلی جاتی ہے۔ اور پھر آئے تو ہاتھ کا ایک اور اشارہ ہو تو ڈر کر ادھر ادھر ہٹ جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر نگاہ رکھو۔ مکھیوں سے گھبرایا نہ کرو۔ اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ بعض نہایت پریشانی کے مواقع پر حضرت میاں صاحب کی جرأت' بیمثال عزم اور ہمت ہم سب کے لئے مضبوط سہارا ثابت ہوتی رہی۔ یہ درحقیقت حضرت میاں صاحب کی فطری جرأت و بہادری کے وصف پر دعا اور تعلق باللہ کا غلبہ تھا۔ جو ہر موقعہ پر ناقابل شکست رہا۔

تعلق باللہ کے متعلق جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے آپ ہر معاملہ میں دعاؤں سے کام لیتے۔ اہم معاملات میں جلد اور فوری فیصلہ بالعموم نہ کرتے بلکہ دعاؤں کے بعد نتیجہ پر پہنچتے۔ بعض اوقات درپیش معاملہ میں خاکسار کو بھی دعا میں شریک کرتے۔ لیکن دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس کے عام اظہار کو مناسب نہ سمجھتے بہت سے لوگ آپ سے دعا کی درخواست کرتے۔ تو انہیں نصیحت فرماتے۔ کہ خود بھی دعا کرو۔ پھر دوسروں کی دعائیں بھی تمہارے حق میں قبولیت پائینگی۔

بے نفسی اور قناعت

دعا اور تعلق باللہ کا ایک یہ نتیجہ بھی آپ کی ذات میں نمایاں تھا کہ دنیا کے حصول کے لئے ہرگز کوئی رغبت نہ تھی بلکہ اس کے برعکس طبیعت میں سیری اور قناعت کا رنگ غالب تھا۔ یہاں تک کہ سوائے خاص تعلق کے عام لوگوں سے تحفے تحائف قبول کرنے میں بھی سخت انقباض تھا۔ اور بعض کو نصیحت کرتے کہ تحفہ حضور کی خدمت میں بھجواؤ۔ میرا یہ مقام نہیں کہ تحفے وصول کروں۔ بعض اوقات یہ انداز ایسے احباب پر گراں گذرتا لیکن حقیقت وہی تھی جس کا ذکر کیا گیا ہے

تعلق باللہ کا ہی ایک نہایت نمایاں یکتا اور بیمثال پہلو یہ تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نظامِ خلافت کے ساتھ انتہاء درجہ کا عقیدت' وفا اور اطاعت کا تعلق تھا۔

مخلوق خدا سے انتہائی ہمدردی

تعلق باللہ کے ضمن میں حضرت میاں صاحب کا ایک اور نمایاں اور غالب وصف خدا تعالیٰ کی مخلوق سے انتہائی ہمدردی کا ہے۔ اس حوالہ سے خاکسار کو سب سے زیادہ حضرت میاں صاحب کے فیض کا علم اور مشاہدہ ہے۔ جب بھی کسی مستحق کے لئے امداد کے مطالبہ کو پیش کیا جاتا تو بلاتردد منظور فرمالیتے کسی بھی مستحق کی امداد سے انکار کبھی نہیں کیا۔ البتہ جہاں مطالبہ میں بعض پہلوؤں سے اطمینان محسوس نہ کرتے۔ تو مطالبہ کی مزید تحقیق اور تفصیل کے لئے نظام کے مختلف مرحلوں سے اس معاملہ کو گذارتے۔ تاکہ اصل حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔ اور سلسلہ کا مال غیر مناسب یا غیر مستحق کو نہ پہنچے۔ بالعموم خاکسار کا معمول یہ رہا کہ احتیاط سے کسی کا مطالبہ پیش کرتا اور حضرت میاں صاحب مستحق شخص کے حالات و ضرورت کا احساس کر کے خاکسار کی سفارش میں اضافہ کر کے امداد منظور فرماتے۔ بعض معاملات میں ہدایات بھی دیتے کہ کن کن پہلوؤں پر تحقیق اور سفارش معین رنگ میں پیش ہو اس سے آپ کی منشا یہی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کی محتاج مخلوق کی مناسب اور موزوں امداد ہونی چاہئے۔ تاکہ پیش آمدہ ضرورت یا تکلیف کا مناسب تدارک ہو سکے۔

حضرت میاں صاحب کو مستحقین کی امداد کرتے وقت مالی تنگی یا بجٹ کی کمی کی کبھی فکر لاحق نہ ہوتی کیونکہ آپ مضبوطی سے اس یقین پر قائم تھے کہ سلسلہ کی ذمہ داریوں کی بجاآوری میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت شامل حال رہتی ہے۔ یہ یقین اس حد تک مستحکم تھا کہ ایک عرصہ سے "الفضل" میں چندوں کی یاددہانیوں کو آپ اہمیت نہیں دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ خود دلوں میں مالی قربانی کا جذبہ اور لگن پیدا کریگا اور فی الواقعہ ایسا ہی مشاہدہ میں آیا۔ ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی کی اہلیت بڑھتی رہی اور یہ محض اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے ہی ہوتا رہا۔ اور ہو رہا ہے۔ الحمد للہ۔

بارہا ایسا ہوا کہ کوئی شخص امداد کی درخواست لیکر حاضر ہوا۔ وہ دفتر میں ملاقات کر کے درخواست پیش کرنا چاہتا ہے لیکن حضرت میاں صاحب نے یہ فرما دیا کہ دفتر کے سٹاف کو درخواست دے دیں یا اسے خاکسار کی

طرف بھجوا دیتے۔ لیکن خود ملاقات سے گریز اسی لئے کرتے کہ بعض طبائع ذاتی ملاقات میں بیجا انداز سے خوشامد اور منت سماجت سے اپنی ضرورت پیش کرنے کی عادی ہوتی ہیں جسے آپ پسند نہ کرتے تھے۔ لیکن سائل کو خالی کبھی نہیں لوٹایا۔ اور اگر کوئی اپنا مطالبہ پورا ہونے پر شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا۔ تو اسے تاکیداً فرماتے کہ میرا کیوں شکریہ ادا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو یا سلسلہ کا میری ذات کا اس میں کیا حق ہے۔ پس آپ نے جب بھی کسی سے ملاقات سے گریز یا تامل کیا۔ تو اس کی وجہ آپ کی یہ فطرتی کیفیت تھی کہ خوشامد سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ لیکن سائل کو محروم کبھی نہیں چھوڑا اور اس بارے میں آپ کو اکثر یہ احساس غالب رہتا کہ خدا کی مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کا تعلق مجبور کرتا ہے۔ کہ اس کی ہمدردی اور غمخواری ہو۔ بعض اوقات دیہاتی پرانے واقف لوگوں میں سے کوئی آگیا۔ کبھی کوئی پیشہ ور سائل عادتاً مانگنے آگیا تو آپ سے انکار بہت مشکل تھا۔ کچھ نہ کچھ ضرور دیتے اور ایسے لوگوں کا آمدورفت کا سلسلہ اکثر جاری رہتا۔

کارکنان کی ضروریات کا خیال

سلسلہ کے کارکنوں کی ضروریات کا خصوصیت سے بڑی توجہ کے ساتھ خیال رکھتے اور ایسے کارکن جن کے بزرگوں کی خدمات معروف ہیں ان کی لازماً اور خاص دلداری فرماتے۔ کارکنوں کے بچوں کی تعلیم' علاج' شادی بیاہ وغیرہ امور پر اعانت اپنا فرض سمجھتے تھے اور اعانت کا کبھی کسی بھی شکل میں تذکرہ یا اظہار نہ فرماتے۔ ایک طرف ان کی عزت نفس کا پاس تھا تو دوسری طرف اخفا سے مقصود خالصتاً للّٰہی نیکی تھی۔

آپ کی فراست اور قوت حافظہ

حضرت میاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لمبی فعال زندگی عطا فرمائی۔ آخر وقت تک آپ کی صحت قابل رشک تھی اور جب کبھی علاج معالجہ کی ضرورت محسوس کی تو جہاں ڈاکٹروں کی تجویز کردہ ادویہ باقاعدگی سے استعمال کرتے وہاں اللہ تعالیٰ جو شافی مطلق ہے اس سے تعلق کے تقاضوں کو ہمیشہ مقدم رکھا اور ادویہ کی بجائے دعاؤں پر زیادہ انحصار تھا۔ دل کا عارضہ ایک عرصہ سے تھا آپ ضروری ادویہ بھی استعمال کرتے لیکن اپنی معمول کی خوراک بھی جاری رکھی جس میں حد درجہ کا اعتدال تھا۔ اور ساتھ ہی یقین بھی کہ فطری تقاضوں کو اپنانا مشیئت ایزدی سے موافقت ٹھہرتی ہے۔ جس میں نقصان کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ یہ آپ کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ ایمان اور یقین کا ہی اظہار تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حافظہ بھی غیر معمولی عطا کر رکھا تھا۔ چونکہ جماعتی امور کے سوا ذہن میں کوئی دنیاداری کی بات ہی نہ تھی۔ اس لئے جماعتی معاملات اکثر مستحضر رہتے۔ خاص طور پر آپ کا ذہن اعداد و شمار یاد رکھنے میں بلاشبہ کمپیوٹر کی طرح کام کرتا تھا۔ جماعت کا بجٹ' کسی جماعت کی گرانٹ' مختلف مدّوں میں رقوم اور ان کا فاضلہ بقایا' جو ایک دفعہ اپنے ذہن میں ریکارڈ کر لیا تو اکثر صحیح صحیح اعداد و شمار زبانی بتا دیتے تھے اور ریکارڈ چیک کرنے پر آپ کی یادداشت درست ثابت ہوتی۔

روز مرہ کا دفتری کام روزانہ مکمل کرتے۔ کام کی تاخیر پر سخت کوفت محسوس کرتے۔ کام صدر انجمن کے لیول پر ہوتا یا کسی نظارت نے کاروائی کرنی ہو یا کسی کارکن کے سپرد ہو' یہ تاکید اور نگرانی فرماتے کہ بروقت کام ہو کر رپورٹ مرتب ہو۔ اگر حضور کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونی ہوتی تو بہت محتاط انداز تھا کہ حقائق لازماً سامنے آئیں لیکن غیر ضروری طوالت ہرگز نہ ہو۔ کئی کئی مرتبہ رپورٹ تیار ہوتی۔ درستی و ترمیم ہوتی لیکن غرض یہی ہوتی تھی کہ جامع اور مکمل رپورٹ حضور کی خدمت میں پیش کی جائے۔ اس طرح امام کی محبت و احترام کا ایک تقاضا اپنا رکھا تھا جسے ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔

مصروف الاوقات وجود

صدر انجمن کی کاروائی کے بعد وصیت کی فائلیں اکٹھی جمع ہو کر آجاتیں کہ آخری دستخط آپ نے کرنے ہیں۔ کارکن کو تاکید تھی کہ درجنوں فائلوں پر دستخط بلاتاخیر ہوں۔ ایک اونچے سائز کا ڈائس نما ٹیبل صرف اس غرض سے بنوا کر زیر استعمال رہا۔ کہ کھڑے ہو کر فائلوں پر دستخط کرنے آسان رہیں گے اور کام جلد نپٹایا جا سکے گا۔ چنانچہ فائل یکے بعد دیگرے اس ڈائس پر آپ کے سامنے آرہی ہے اور آپ بعد ملاحظہ دستخط ثبت فرما رہے ہیں۔ یہ بھی کام کو باحسن اور جلد انجام دینے کا انداز تھا۔

دفتر کے سٹاف کے ساتھ غیر معمولی شفقت کا سلوک بھی تھا اور کام لینے کا انداز اور ڈھب بھی ایسا تھا۔ کہ کسی کو کام گراں نہ گذرتا۔ بعض دفاتر سے کسی نہ کسی کارکن کے خلاف غیر ذمہ دارانہ روش کی شکایت آتی تو بالعموم فرماتے۔ کہ جو کارکن کام پر پورا نہیں اترتا اس کا میرے دفتر میں تبادلہ کر دیں۔ میں کام لے لوں گا۔ یہ آپ کا ایک خاص اسلوب تھا۔ کارکن سے ہمدردی کا پلڑا ہمیشہ بھاری رہتا۔ اور کام پر دلجوئی بھی فرماتے لیکن جہاں گرفت یا مواخذہ ضروری ٹھہرتا وہاں سلسلہ کے مفاد کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے۔

بلاشبہ آپ نے با اقبال عمر طبعی پائی اور خدا تعالیٰ کی خاص حفاظت میں اپنا لمحہ لمحہ گذارا۔خطرات کے وقت حفاظت الٰہی بڑا انعام ہے۔ لیکن آپ دشمن کے خطرات سے لمحہ بھر کے لئے خائف یا پریشان نہ ہوتے بلکہ اصل خطرہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ انسان کہیں بے خیالی یا بے توجہی میں اللہ تعالیٰ سے غافل ہو اور امام کی منشا اور توقع سے غیر ارادی طور پر بھی بے وفائی اور بے اعتنائی کا مرتکب ہو یا خدا کی مخلوق سے برتاؤ میں کہیں انانیت' نفسانیت کا شائبہ ظاہر ہو۔

آپ نے کبھی کسی رنگ میں خدا تعالیٰ سے ادنیٰ سی دوری کو بھی روا نہیں رکھا۔ اور یہی درحقیقت انسان کی مبارک زندگی ٹھہرتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے حضور ہر آن انسان حاضر رہے اور یہی فانی فی اللہ وجود کی خصوصیت ہے کہ وہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے عشق میں سرشار رہے۔ اس طرح آپ نے دائمی زندگی پائی

ے ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ بعشق		ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

حضرت میاں صاحب کی خدمات جلیلہ اور حسن قیادت

تحریر: مکرم یوسف سہیل شوق صاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے نکاح کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی........ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبہ میں آپ نے خاندان حضرت مسیح موعود کی تیسری نسل سے چوتھی نسل کے آغاز کے موقع پر جو قیمتی نصائح فرمائیں وہ تاریخ احمدیت کا زریں باب ہیں۔ اس خطبے میں سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی........ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا ذکر فرمایا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ جب ایمان ثریا ستارے پر چلا جائے گا تو ابنائے فارس میں سے کوئی شخص یا اشخاص اس کو زمین پر واپس لے آئیں گے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کی تاریخ ساز خدمات بجالانے کی سعادت پائی۔ جس پر ہر احمدی رشک کرتا ہے۔ آپ نے اپنے بزرگوں سے جو میراث پائی اس کو پوری حفاظت دیانت سے اگلی نسلوں میں اس طرح منتقل کیا کہ آپ کے لائق اور ہونہار صاحبزادے محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب خاموش کارکنوں کی ایک اعلیٰ مثال تھے۔ آپ کو کبھی تقریر کرنے کا شوق نہ تھا۔ بلکہ تقریر کرنے سے ہمیشہ گریز فرماتے تھے۔ مجلس مشاورت کے مواقع پر افتتاحی اور اختتامی تقریر ضرور ارشاد فرماتے۔ جو مختصر اور جامع ہوتی تھی۔

اپنے آپ کو نمایاں کرنے کا کوئی شوق آپ کو نہ تھا۔ مگر دوسری طرف خدمت دین کے نہایت اعلیٰ مناصب آپ کے سپرد تھے۔ اور آپ نے ان مناصب کو ایسی ذمہ داری فراست اور کامل اطمینان کے ساتھ ادا کیا کہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کا حسین و جمیل انداز میں ذکر فرما کر آپ کی خدمات دین کو تاریخ کا روشن باب بنادیا۔

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ۱۹۶۲ء میں اس وقت خدمت سلسلہ کے دور میں داخل ہوئے جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنی طویل بیماری کے دور میں صاحب فراش تھے۔ اس وقت صاحبزادہ صاحب کی عمر ۵۱ سال تھی۔ اس وقت سے لیکر وفات تک کا کل ۳۵ سال کا طویل عرصہ آپ نے بھرپور خدمات دین کے ساتھ گذارا۔ اس سے پہلے آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ اور اس کے علاوہ جلسہ سالانہ کی نظامت کے متعدد اہم مناصب آپ کے سپرد ہوتے رہے

۱۹۶۲ء میں آپ کا سب سے پہلا عہدہ نائب ناظر امور عامہ کا تھا۔ اس وقت محترم میجر عارف زمان صاحب ناظر امور عامہ تھے۔ آپ کو دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ نائب ناظر امور عاملہ کی خدمات آپ نے کمال فرمانبرداری اور تابعداری سے ادا کیں۔ ہمیشہ اطاعت کے اعلیٰ منصب پر فائز رہے اپنے افسر بالا کے ساتھ ایسا بہترین تعاون آپ نے پیش کیا کہ مکرم میجر عارف زمان صاحب کے بعد ناظر امور عامہ کی اہم خدمت انجام دینے کے لئے قرعہ فال آپ ہی کے نام پر پڑا۔ ناظر امور عامہ کے طور پر آپ کا تقرر گویا اس بات کی واضح اور مبین شہادت تھی کہ آپ نے نائب ناظر امور عامہ کے فرائض بہترین رنگ میں ادا کئے۔ جبکہ اس سے قبل بعض نمایاں خدمات کی توفیق پائی۔

خدام الاحمدیہ میں خدمات

آپ کو دیکھنے والوں نے بتایا ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مقرر ہوئے تھے اور دوسرا شخص جو ہمہ وقت آپ کے ساتھ ساتھ ہوتا تھا وہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ہوتے تھے۔ ۴۱-۱۹۴۰ء میں آپ کو نائب صدر بنایا گیا اس کے ساتھ مہتمم صحت جسمانی کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد تھی۔ دو سال یہ سلسلہ بہ کمال حسن و خوبی جاری رہا۔ ۴۳-۱۹۴۲ء میں نائب صدارت کے عہدے کے ساتھ ساتھ آپ کو مہتمم عمومی کی خدمت بھی سپرد کی گئی۔ عمومی کا شعبہ ان شعبوں میں سے ہے جو ہمہ وقت چوکسی اور بیدار مغزی کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ شعبہ اپنے کام کی نازک نوعیت کے پیش نظر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس عہدہ پر فائز شخص فوری فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو مخالفین کی چالوں سے آگاہ رہنا۔ اور ان کا بروقت آہنی گرفت سے سد باب کرنا اس عہدہ کے فرائض میں شامل ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بلاشبہ ان تمام اوصاف سے متصف تھے۔ بروقت اور فوری فیصلہ کرنا وہ صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر آپ کو ودیعت فرمائی تھی۔ آپ کی بعد کی زندگی اس امر پر ہمیشہ گواہ رہی کہ بڑے سے بڑے مسئلے کو آپ فوری فیصلے کے ذریعے حل کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

جلسہ سالانہ کی خدمات

جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیاں اور جلسہ سالانہ کا انتظام جماعت احمدیہ کی تنظیم کا ایک نہایت اہم کام ہے۔ یوں کہنا چاہئے کہ یہ جماعت احمدیہ کی ساری تنظیم کی سالانہ آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ جب جماعتی نظام ذیلی تنظیموں کا نظام اور جلسہ سالانہ کے اپنے شعبوں کا نظام سارے ہی نہایت اہم ڈیوٹیاں ادا کرتے ہیں۔ لاکھوں افراد کی رہائش ان کی ضروریات کا خیال۔ پھر ان کو بروقت کھانا کھلانا اور کم وسائل اور کم جگہ میں ہزاروں لاکھوں افراد کا بندوبست کرنا یہ جماعت احمدیہ کی تنظیم اور نظم و ضبط کی اعلیٰ مثال بن جاتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ۱۹۴۰ء سے جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیاں ادا کرنی شروع کیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ ۱۹۶۰ء کی مجلس مشاورت کی سالانہ رپورٹ میں ذکر ہے کہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

عرصہ ۲۰ سال سے جلسہ سالانہ کی خدمات بجالا رہے ہیں۔ ۶۰۔۱۹۵۹ء کے موقع پر آپ نائب افسر جلسہ سالانہ تھے۔ اس کے علاوہ آپ کو ناظم لنگر خانہ کی حیثیت سے بھی خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۱ء میں جب آپ ناظر اعلیٰ بنے تو ان ڈیوٹیوں میں جلسہ سالانہ کے سارے انتظامات کی گویا سربراہی آپ کے سپرد ہو گئی۔ کیونکہ ناظر اعلیٰ کے طور پر کل جماعتی نظام کی سربراہی آپ کے سپرد تھی لہٰذا جلسہ سالانہ کے نظام میں بھی تمام شعبوں اور افسر جلسہ سالانہ اور افسر جلسہ گاہ کے انتظامات پر نظر رکھنا آپ کے فرائض کا لازمی حصہ بن گیا۔

نظارت امور عامہ میں خدمات

جماعتی نظام میں باضابطہ شمولیت اور نائب ناظر امور عامہ کی خدمات آپ کے سپرد ہونے کا سلسلہ ۱۶ جون ۱۹۶۲ء سے شروع ہوا۔ یہ آپ کے نائب ناظر امور عامہ ہونے کا پہلا دن تھا۔ ایک ماہ کے بعد آپ کو قائم مقام ناظر امور خارجہ بنا دیا گیا۔ یہ تاریخ تھی ۸ جولائی ۱۹۶۲ء کی۔ قائم مقامی کی یہ تقرری اس سال کے آخر تک جاری رہی۔ آپ دو سال کے لگ بھگ نائب ناظر امور عامہ کی خدمات بجالاتے رہے اور اس کے بعد یکم مئی ۱۹۶۴ء سے آپ ناظر امور عامہ مقرر ہو گئے۔ ناظر امور عامہ کی ڈیوٹی ہمیشہ ہی نہایت پیچیدہ اور غیر معمولی ذمہ داری کا تقاضا کرتی رہی ہے۔ اس عہدے کی باریکیوں کو پوری ذمہ داری سے ادا کرتے چلے جانا ایک نازک اور مشکل امر ہے۔ اس عہدے پر آپ کو پانچ سال گذرے تھے کہ ۱۹۶۹ء میں آپ کے سپرد ناظر امور خارجہ کا عہدہ بھی کر دیا گیا۔

ناظر اعلیٰ کی حیثیت سے

ان دونوں عہدوں پر آپ کی کامیاب اور انتھک خدمات کا اعتراف اس طرح سامنے آیا کہ ۱۹۷۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماعتی نظام کے سب سے اہم عہدے یعنی ناظر اعلیٰ کے مقام پر فائز فرما دیا۔ ۱۹۷۱ء سے تادم واپسیں آپ اس عہدے پر فائز رہے۔ اس طرح سے ۲۸ سال کا طویل عرصہ آپ نے اس عہدے پر فرائض ادا کئے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ناظر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہنے کا یہ سب سے زیادہ طویل عرصہ ہے اس دوران آپ کے سپرد ۱۹۸۳ء میں ناظر ضیافت کا عہدہ بھی ہوا۔ اور ناظر زراعت کی ذمہ داریاں بھی آپ کے سپرد رہیں۔

۱۹۸۴ء میں ایک اور اہم عہدہ آپ کے سپرد ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں حضرت مولوی محمد الدین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ نے وفات پائی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدر صدر انجمن احمدیہ کی گراں بار ذمہ داری سونپ دی۔ تادم وفات اس منصب جلیلہ کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد رہیں۔ اس طرح سے ۱۴ سال کے طویل عرصے تک آپ صدر صدر انجمن احمدیہ رہے۔

امیر مقامی کی حیثیت سے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور خلافت میں حضور کے ربوہ سے باہر جانے کے مواقع پر آپ کو امیر مقامی مقرر کیا جاتا رہا۔ بعد ازاں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع لندن تشریف لے گئے تو امیر مقامی کا عہدہ مستقل طور پر آپ کی ذمہ داریوں کا حصہ بن

گیا۔ ۴۵ بار آپ امیر مقامی بنے۔ اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سب سے طویل عرصہ امیر مقامی رہنے کی سعادت آپ کو ملی۔

مجلس مشاورت کی صدارت

مجلس مشاورت جماعت احمدیہ کا ایک اہم حصہ ہے۔ مجلس مشاورت کی صدارت ہمیشہ خلیفۃ المسیح خود فرمایا کرتے ہیں۔ اس بات سے اس عہدے کی عظمت اور ذمہ داری کی نزاکت واضح ہو جاتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۹۸۴ء میں لندن تشریف لے گئے تو مجلس مشاورت کی صدارت کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد ہو گئی۔ ۱۹۸۵ء وہ پہلا سال تھا جب آپ نے مجلس مشاورت کی صدارت کی (اس کے بعد دو سال یعنی ۱۹۹۲ء اور آپ کی زندگی کی آخری مجلس مشاورت یعنی ۱۹۹۷ء دو ایسی مجالس مشاورت تھیں جب حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناسازی طبع کی وجہ سے صدارت کے فرائض ادا نہ کر سکے۔ ۱۹۹۲ء میں یہ ذمہ داری حضرت مرزا عبدالحق صاحب کے سپرد ہوئی اور ۱۹۹۷ء میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید صدر مجلس مشاورت ہوئے۔) اس طرح سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو ۱۱ سال تک مجلس مشاورت کے صدر ہونے کا اعزاز ملا۔ جماعت احمدیہ کی اب تک تاریخ میں خلیفۂ وقت کے بعد کسی شخص کے مجلس مشاورت کے صدر ہونے کا یہ طویل ترین عرصہ ہے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بہت کم گو اور سنجیدہ شخصیت تھے۔ مجلس مشاورت میں بھی آپ زیادہ وقت خاموش رہتے۔ اور دیکھنے والے کو یہ گمان گزرتا کہ شاید آپ خاموش ہی رہیں گے لیکن دوران گفتگو ذرا کوئی مقرر اپنے موضوع سے بھٹکا یا کوئی غیر ذمہ دارانہ لفظ ادا ہوا تو آپ فوری گرفت فرماتے اور مقرر کو یوں روک دیتے کہ پھر دوران مشاورت وہ مزید محتاط ہو جاتا۔ یہ آپ کی غیر معمولی ذہانت اور گہری فراست کا ذکر تھا جس کا اظہار مجلس مشاورت کے دوران ہو تا رہتا تھا۔

اپنے معمول کے برعکس آپ مجلس مشاورت کے افتتاح اور اختتام کے موقع پر خطاب بھی فرماتے یہ خطاب عموماً تحریر کیا ہوتا تھا۔

مجلس انصاراللہ میں خدمات

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو مجلس انصاراللہ مرکزیہ میں ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۷ء میں قائد تربیت کے طور پر اور ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۹ء تک قائد صحت جسمانی اور ذہانت کے عہدوں پر خدمات بجالانے کا موقع ملا۔ اس طرح سے آپ عرصہ ۱۳ سال تک مجلس انصاراللہ کے قائد رہے۔

غرضیکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ساری زندگی خدمات دین کا ایک مسلسل اور ناقابل فراموش باب ہے جسے آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

☆ ☆ ☆

فارسی منظوم کلام

دل من دلبرے را تخت گاہے سرِ من در رہ یارے نثارے

میرا دل دلبر کا تخت ہے اور میرا سر یار کی راہ میں قربان ہے

چہ گویم فضل او برمن چگون است کہ فضل اوست ناپیدا کنارے

میں کیا بتاؤں کہ مجھ پر اس کا فضل کس طرح کا ہے کیونکہ اس کا فضل تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے

عنایتہائے او را چوں شمارم کہ لطفِ اوست بیروں از شمارے

میں اس کی مہربانیوں کو کیونکر شمار کروں کہ اس کی مہربانیاں تو حد شمار سے زیادہ ہیں

مرا کاریست با آں دلستانے ندارد کس خبر زاں کاروبارے

مجھے اس دلبر سے ایسا تعلق ہے کہ کسی کو بھی اس معاملہ کی خبر نہیں

بنالم بر درش زاں ساں کہ نالد بوقتِ وضعِ حملے باردارے

میں اس کے دروازے پر اس طرح روتا ہوں جس طرح بچہ پیدا ہوتے وقت حاملہ عورت رویا کرتی ہے

مرا با عشق او وقتے ست معمور چہ خوش وقتے چہ خرم روزگارے

میرا وقت اسی کے عشق سے معمور ہے واہ کیا اچھا وقت ہے اور کیا عمدہ زمانہ ہے؟

ثناہا گوئیمت اے گلشنِ یار کہ فارغ کردی از باغ و بہارے

اے یار کے گلزار تیرے کیا کہنے۔ تو نے مجھے دنیا کے باغ و بہار سے بے پروا کر دیا

(تحفۃ اللہ ۔ روحانی خزائن، جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۹)

میرے ابا

از: محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ

دعا کے کوئی جال یاں بن رہا تھا
کوئی پھول امید کے چن رہا تھا
"زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے"

ابھی تم سے سننی تھیں چاہت کی باتیں
مسیحِ زماں سے محبت کی باتیں
خلافت سے گہری عقیدت کی باتیں
خدا کی، خدا کی جماعت کی باتیں
اخوت کے قصے مروت کی باتیں
اسیری کی، ذوقِ شہادت کی باتیں
ابھی تم سے کرنی تھیں کتنی ہی باتیں

ابھی کتنے قصے سنانے تھے تم کو
ابھی راز کتنے بتانے تھے تم کو
ابھی کتنے خاکے دکھانے تھے تم کو
لطائف بہت سے سنانے تھے تم کو
مجھے یاد آتی ہیں ماضی کی باتیں

کبھی اپنی باہوں میں جھولا جھلایا
کبھی پیار سے ساتھ اپنے لگایا
کبھی دے کے تھپکی مجھے دی تسلی
کبھی مسکرا کے مرا دل بڑھایا

تمہی میری ڈھارس بندھاتے رہے ہو
تمہی ناز میرے اٹھاتے رہے ہو
تمہی مان میرا بڑھاتے رہے ہو
کبھی مجھ سے سنتے رہے داستانیں
کبھی اپنی باتیں سناتے رہے ہو

مجھے یاد آتی ہیں کتنی ہی باتیں

تمہیں ایک طرفہ طبیعت ملی تھی
انوکھی' نرالی سی فطرت ملی تھی
خلافِ توقع' ملی عمر تم کو
خلافِ توقع' امارت ملی تھی
الٰہی بشارت کے مصداق ٹھہرے
بفضلِ خدا یہ سعادت ملی تھی
مسیحِ زمان سے محبت تھی تم کو
تو اس کی جماعت کی غیرت بہت تھی
اطاعت کے جذبہ سے سرشار تھے تم
خلافت سے تم کو عقیدت بہت تھی
ہمیشہ لبوں پہ رہی مسکراہٹ
شگفتہ مزاجی' بشاشت بہت تھی
تھی گہری نظر اور رائے تھی صائب
بفضلِ الٰہی بصیرت بہت تھی
ارادے تھے پختہ امنگیں جواں تھیں
بہت حوصلہ' استقامت بہت تھی
زمانے کا ڈر تھا' نہ دنیا کی لالچ
غنا تھی بہت اور قناعت بہت تھی

کبھی تھک کے راہوں میں ماندہ نہ دیکھا
کہ پیرانہ سالی میں ہمت بہت تھی
نڈر تھے بہت اور بے باک تھے تم
تھی جرأت بہت اور شجاعت بہت تھی
مجھے تھی تمہاری دعاؤں کی حاجت
ابھی تو تمہاری ضرورت بہت تھی

مجھے یاد آتی ہیں کتنی ہی باتیں

سدا بے بسوں کو سہارا دیا پر
کبھی بات کی اور نہ احساں جتایا
کسی سے شکایت نہ کوئی گلہ تھا
خدا ہی تمہاری طلب تھا، صلہ تھا
سبھی پوچھتے ہیں کہ آخر ہوا کیا
کہ یکدم ہی سب سے نگاہیں چرا کر
ہر اک ہاتھ سے ہاتھ اپنا چھڑا کر
چلے کیوں گئے بے گماں، چپکے چپکے

میں اب کیا بتاؤں؟

جواں ہمتی میں کوئی شک نہیں پر
تھا آخر کو دل درد ہجراں کا مارا
بہت ہی سنبھالا، سنبھل نہ سکا
رک گیا یک بیک
ناگہاں چلتے چلتے

☆ ☆ ☆

"اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" (بدر قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد۔۔۔ مولود مسعود

از: مکرم مولانا محمد صدیق صاحب سابق انچارج خلافت لائبریری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعودؑ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہو گی۔ چنانچہ اسی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں اولاد ہوئی۔ جس میں آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب...... کی ولادت جو ایک منکر اور مکذب مولوی عبدالحق غزنوی کے مقابل پر نصرت و تائید الٰہی کے تحت ہوئی آپ ۱۴۔ مئی ۱۸۹۵ مطابق ۲۷۔ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ تولد ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے الہامی بشارت "معمر اللہ" (بدر قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ کے مطابق لمبی عمر پائی۔ آپ کی شادی حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی پہلی زوجہ کی اکلوتی بیٹی حضرت بو زینب صاحبہ کے ساتھ ہوئی جن سے آپ کے ہاں تین بیٹے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب' صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب اور تین بیٹیاں صاحبزادی امتہ الودود صاحبہصاحبزادی امتہ الباری صاحبہ اور صاحبزادی امتہ الوحید بیگم صاحبہ تولد ہوئیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمدؒ کی ولادت ۱۳۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو ہوئی اور آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا دوسرا پوتا ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے اپنے والدین کے زیر سایہ احسن رنگ میں تعلیم و تربیت پائی۔ آپ بے حد ذہین' فہیم' محنتی اور فراخ حوصلہ کے مالک تھے

آپ کو عنفوان شباب میں فٹ بال اور کلائی پکڑنے میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے انجینئرنگ کا ملکہ عطا فرمایا تھا چنانچہ تقسیم ملک سے قبل اور پاکستان بننے کے بعد بھی آپ مختلف صورتوں میں اپنی قابلیت اور مہارت کا اظہار فرماتے رہے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب...... کے ساتھ بجلی کے پنکھے' ایئر گن وغیرہ تیار کرنے شروع کئے۔ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی علاوہ دیگر امور کے جوانی میں بھی سوشل کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے وقت خدام الاحمدیہ کی مرکزی مجلس میں مہتمم کے طور پر نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ فرائض ادا کرتے رہے۔

مرکز سلسلہ ربوہ میں آپ کو تادم آخر صدر انجمن احمدیہ میں مختلف عہدوں پر باحسن طور خدمات کا موقعہ ملا۔ حتی کہ آخر دم تک صدر انجمن احمدیہ میں بطور ناظر اعلیٰ و صدر صدر انجمن احمدیہ اور امیر مقامی فرائض بجا لاتے رہے۔

آپ دل کے حلیم ہونے کے باوجود حق بات پر مضبوطی سے قائم رہنے والے تھے۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ قادیان پر پاکستان کے احباب کی شمولیت کے لئے تعداد پر مشورہ ہوا۔ آپ نے نہایت موثر لہجہ میں فرمایا اگر آپ قادیان جانے کے سلسلہ میں لوگوں کو اجازت دینے میں سستی کریں گے تو نئی نسل تو قادیان کو بھول جائے گی۔ چنانچہ ایک معقول تعداد کو اجازت دئے جانے کا فیصلہ ہوا اگرچہ ویزا وغیرہ کی مشکلات کے باعث پوری تعداد میں احباب قادیان کے جلسہ میں شمولیت کے لئے نہ جاسکے۔

آپ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔ غرباء اور حاجتمندوں کی حاجت روائی احسن طور پر فرماتے۔ خصوصاً اپنے ذاتی کام کرنے والوں کا بے حد خیال رکھتے اور ان کے ساتھ گھریلو افراد کی طرح سلوک فرماتے۔ حسن سلوک کے باعث یہ لوگ نہ صرف سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے بلکہ آج تک آپ کے گن گاتے اور دعائیں دیتے ہیں۔ الغرض آپ ہمدردی کے بے پناہ جذبہ کے حامل تھے۔ آپ کے حسن سلوک کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔

۱۹۳۶ء میں قادیان میں کبڈی کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ خاکسار بھی ایک ٹیم میں شامل تھا۔ میرے مد مقابل کبڈی کے مشہور اور بھاری بھرکم کھلاڑی عطاء الرحمٰن صاحب سارچوری بھی تھے انہوں نے مجھے پکڑنے کے لئے "قینچی" ڈالنے کی کوشش کی جس سے میری بائیں ٹانگ کی ہڈی زوردار آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی میں اسی حالت میں نکلنے کی کوشش کرتا رہا جس سے ہڈی باہر نکل آئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بھی وہاں موجود تھے انہوں نے فوراً میری ٹانگ کی ہڈی درست کر کے باندھ دی اور نور ہسپتال میں پہنچایا۔ زہے قسمت! کہ ان دنوں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ...... سرجن قادیان میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ اطلاع ملنے پر فوراً تشریف لائے اور ٹانگ کا اچھی طرح معائنہ فرمایا اور مناسب تدابیر بتائیں چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہڈی صحیح طور پر جڑ گئی۔ اسی طرح حضرت میاں صاحب کا وجود باجود میرے لئے سایہ رحمت بنا۔

صدر انجمن احمدیہ میں فرائض ادا کرنے کے دوران بھی جبکہ آپ ناظر امور عامہ تھے اور خاکسار لوکل انجمن کا صدر عمومی تھا۔ آپ کا بے حد تعاون اور راہنمائی میرے شامل حال رہی۔ اسی طرح لائبریری کے کام کے سلسلہ میں بھی ہمیشہ صائب مشورہ سے سرفراز فرماتے رہے۔ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں فرمایا۔ عجیب بات ہے کہ لائبریری اتنی بڑی ہے لیکن اس کی عمارت کے ساتھ لائبریرین کا کوارٹر نہیں ہے۔

آپ میں اعلیٰ درجہ کی انتظامی قابلیت ودیعت ہوئی تھی۔ اس وجہ سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مرکز سلسلہ میں عدم موجودگی میں امیر مقامی اور صدر انجمن احمدیہ کے صدر کے

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی

کچھ یادیں کچھ باتیں

از: مکرم رشید احمد صاحب معاون ناظر امور عامہ

حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ تقریباً ۳۵ سال خاکسار کو خدمت کا موقعہ ملا۔ آپ نہایت نرم دل' غریب پرور' اور نڈر انسان تھے۔ کٹھن سے کٹھن معاملہ میں کبھی گھبراہٹ محسوس نہ کرتے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کو ہمیشہ حوصلہ اور ڈھارس ملتی۔ بڑے صاحب الرائے اور ہمدرد تھے۔ اگر کسی سے غلطی ہو جاتی تو درگذر اور چشم پوشی فرماتے۔ تنگ دست اور حوادث زمانہ سے ستائے ہوئے لوگوں سے مشفقانہ سلوک فرماتے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ سے متعلق چند متفرق یادیں اس خصوصی اشاعت کے لئے پیش کی جارہی ہیں۔

خلفاء احمدیت کے ساتھ آپ کا عقیدت واحترام اور اخلاص کا پہلو نمایاں تھا اور ہر حکم کی بروقت بجا آوری اپنا جزو ایمان سمجھتے ۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے تو آپ کو امیر مقامی مقرر فرمایا گیا اور روانگی سے قبل یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے روزانہ ایک خط تحریر کیا کریں۔ اس حکم کی تعمیل میں آپ دئے ہوئے شیڈول پر مطابق متعلقہ ملک کے ایڈریس پر روزانہ ایک خط روانہ کرتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ہدایت پر ایک جماعتی کام کے سلسلے میں ایک سال آپ مسلسل آٹھ دن راولپنڈی تشریف لے جاتے رہے۔ روزانہ علی الصبح روانہ ہوتے اور رات تاخیر سے واپسی ہوتی۔ مگر ایک دن تھکن محسوس نہ کی اور حکم کی بجا آوری میں سعادت اور فرحت محسوس کرتے۔

۱۹۸۴ء میں آپ امیر مقامی کے منصب پر فائز تھے تو جنرل ضیاء آرڈیننس کے بعد ہزاروں احمدی احباب پر مقدمات قائم ہوئے آپ نے اس طور پر احباب کی رہنمائی فرمائی کہ مقدمات میں ملوث احباب کو بڑا حوصلہ اور ڈھارس ملتی رہی۔ آپ ہمیشہ ان احباب کے مقدمات کی پیروی اور ان کے عزیز واقارب کی ضروریات پر مقید افراد سے ملاقات کر کے ان کو تسلی و تشفی دیتے۔ جس سے ان کے حوصلے بلند ہوتے۔

مخالفین نے آپ پر بھی مقدمات قائم کئے۔ چنانچہ آپ پر پانچ مقدمات قائم ہوئے مگر ان مقدمات کے قائم ہونے پر آپ کے اندر ذرہ بھر پریشانی پیدا نہ ہوئی۔ اور ایک فرد جماعت کی طرح مقدمات کی پیروی کے لئے عدالتوں میں پیش ہوتے رہے۔

پہلا مقدمہ ہوم سیکرٹری پنجاب کے حکم سے زیر ابتدائی رپورٹ ۸۰ مورخہ ۸۷-۵-۶ کو تھانہ ربوہ میں درج ہوا۔ جو شرائط بیعت اور زکوۃ عشر کے بارے میں جماعتوں کو ہدایات جاری کرنے پر ہوا۔
اس مقدمہ میں حضور انور کے علاوہ ۱۱۳ افراد جماعت کو بھی ملزم ٹھہرایا گیا۔ یہ مقدمہ عین اس دن درج ہوا جب کہ حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی وفات ہوئی۔ چنانچہ مشورہ سے طے پایا کہ نماز جنازہ سے قبل سیشن کورٹ جھنگ سے ضمانت کرائی جائے۔ چنانچہ میاں صاحب کی..... ----- ایڈیشنل سیشن جج جھنگ کی عدالت سے قبل از گرفتاری ضمانت کرائی گئی۔

۲۔ دوسرا مقدمہ ۸۹ء میں مکانوں اور جماعتی ادارہ جات پر کلمہ طیبہ لکھنے کی بنا پر درج ہوا۔ جس میں حضرت میاں صاحب کے علاوہ ۱۲ عہدیداران جماعت بھی شامل تھے۔

۳۔ تیسرا مقدمہ مجلس مشاورت ۹۰ء پر درج ہوا۔ جس میں آپ کے علاوہ ۵ دیگر عہدہ داران جماعت بھی شامل تھے۔

۴۔ چوتھا مقدمہ صد سالہ جشن کسوف و خسوف کی تقریبات منانے کے سلسلہ میں تھانہ ربوہ میں ایف آئی آر ۹۴ کے تحت مورخہ ۹۴-۲-۲۷ کو درج ہوا۔ جن میں آپ کے علاوہ مزید ۱۵ افراد جماعت بھی شامل تھے۔

۵۔ پانچواں مقدمہ استغاثے کی صورت میں ایک مولوی نے سٹی مجسٹریٹ چنیوٹ کی عدالت میں دائر کیا۔ دراصل یہ استغاثہ مستغیث نے حضور انور کے خلاف دائر کیا تھا۔ جس پر مجسٹریٹ نے محترم میاں صاحب کو طلبی کے لئے سمن جاری کیا۔ مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ نے شر سے بچنے کے لئے سماعت کی کاروائی روکنے کے لئے ہائیکورٹ سے STAY حاصل کر لیا۔ بعد میں یہ مقدمہ ہائیکورٹ سے QUASHMENT (بے اثر کئے جانے) کی درخواست پر خارج ہو گیا۔ اس طرح مخالف اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

ان سب مقدمات کی پیروی کے لئے آپ عدالتوں میں پیش ہوتے رہے۔ اور کبھی اپنی طبیعت پر بوجھ محسوس نہ کیا۔ بلکہ دوسرے احمدیوں کی طرح مقدمہ کی تاریخوں پر حاضر ہوتے رہے۔ ایک مرتبہ آپ چوہدری مسعود اختر ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ کی عدالت میں پیش ہوئے۔ باری کے انتظار میں کھڑے تھے کہ ایک دوست نے آپ کو کرسی پیش کی۔ مگر آپ نے اسے اشارہ سے منع کر دیا۔

ان مقدمات سے نمٹنے کے لئے وکلاء اور دیگر صاحب الرائے احباب سے مشورہ ہوتا۔ میرا عینی مشاہدہ ہے کہ محترم میاں صاحب کی رائے ---- زمانے کی فضاء سے مطابقت رکھتی۔ مگر کبھی اپنی رائے پر بضد نہ ہوتے

....

آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کو ہمیشہ حوصلہ اور ہمت ہوتی انہیں ایسا احساس ہوتا کہ جیسے میدان جنگ میں لڑنے والوں کو ایک ڈھال میسر ہے۔ آپ کبھی کسی کی حوصلہ شکنی نہ کرتے بلکہ مشکل سے مشکل کام میں بھی

آپ نے کبھی گھبراہٹ محسوس نہ کی کسی واقعہ کے بارے اطلاع دی جاتی تو آپ کے مشورہ اور ہدایات کے مطابق عمل کیا جاتا اور منتظر رہتے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے۔ رات دو بجے بھی حاضر ہونے پر بڑی بشاشت سے حالات سن کر فرماتے کہ کل دفتر آتے ہی مجھے یاد کرائیں مگر ان کا حافظہ بلا کا تھا وہ دوسرے دن دفتر آتے ہی رات والے معاملہ میں بلا لیتے اور عملے کو یاد کرانے کا موقعہ ہی نہ دیتے۔

وفات سے چند دن پہلے مجھے اور میرے ساتھی برادرم ناصر احمد ظفر کو بلایا اور ایک معاملہ ہمارے سپرد کیا اور اسے جلد نمٹانے کی تاکید فرمائی۔ جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترم میاں صاحب کی ہدایت کے مطابق پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اطلاع دینے پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا جو لوگ شرافت اور حسن سلوک سے پیش آتے ہیں ان کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کل مجھے یاد کرائیں۔ دوسرے دن ہم اس انتظار میں تھے کہ محترم میاں صاحب کی دفتر آمد پر ملنا ہے۔ مگر انہوں نے گاڑی سے اترتے ہی آدمی بھجوایا کہ ناصر ظفر کو بلائیں چنانچہ محترم میاں صاحب نے ان صاحب کے لئے تحفہ عنایت فرمایا جو انہیں پہنچا دیا گیا۔

اپنے ذاتی ملازمین سے ہمدردی

غالباً ۸۰ء کا واقعہ ہے کہ خاکسار کو ایک رات ایک بجے محترم میاں صاحب نے طلب فرمایا۔ جب حاضر ہوا تو محترم میاں صاحب اپنی کوٹھی کے باہر ٹہل رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ میرے ملازموں کو احمد نگر پولیس نے پکڑا ہوا ہے۔ آدھ پونے گھنٹے بعد ان ملازمین کو پولیس کے تعاون سے لے آیا تو میاں صاحب ابھی سڑک پر ٹہل رہے تھے۔ ملازمین کو دیکھ کر ان کی پریشانی دور ہوئی۔ اس طرح دو بجے رات تک اپنے ملازمین کی رہائی تک فکر مند رہے اور اپنے آرام کی بالکل پرواہ نہ کی۔

ماحول میں ہمسایوں سے تعلقات

ماحول ربوہ میں غیر از جماعت دوستوں سے محترم میاں صاحب کا گہرا رابطہ تھا۔ جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آتی آپ ان کی مدد کے لئے پوری کوشش کرتے۔ ان کے بچوں کی ملازمت، علاج معالجہ، کھیتی باڑی مقدمات وغیرہ کے سلسلہ میں پوری دلچسپی لیتے۔ اور ہر ممکن کوشش فرماتے کہ ہر آنے والے شخص کی مدد کی جائے۔

ماحول میں بعض ایسے افراد جن کا جماعت سے تعلق نہ تھا محض انسانی ہمدردی کے ناطے سے ان کی مالی مدد سے گریز نہ کرتے۔ ان کے دفتر میں روزانہ ۳، ۴ سائل اس غرض کے لئے آئے رہتے تھے۔ جن کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ان کی مدد فرماتے۔

بعض اوقات بلا کر کسی واقعہ کے بارے میں حالات دریافت فرماتے۔ اس طرح کی ایک ملاقات میں ذکر آیا کہ ماحول میں ایک غیر از جماعت مولوی صاحب ہیں۔ انہوں نے کچھ مدد کی درخواست کی تھی۔ مگر ان کی مدد نہیں ہو سکی۔ آپ نے فرمایا مجھے کیوں نہ بتایا۔ انہیں فوراً بلائیں۔ اور جس قدر انہیں ضرورت ہو مجھ سے لیکر

انہیں دے دیں۔ چنانچہ اگلے دن ان صاحب کو بلا کر ان کی مطلوبہ ضرورت پوری کر دی گئی۔

ماتحت عملہ سے شفقت

اپنے ماتحت عملہ سے نہایت مشفقانہ سلوک فرماتے۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے درگذر فرماتے۔ ماتحت عملہ کے بچوں کی شادی بیاہ کے موقعہ پر ممکنہ مدد فرماتے۔ اگر گاڑی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اس کا انتظام بھی فرما دیتے۔ کارکنان کی تنخواہوں میں اضافہ کا معاملہ جب بھی انجمن میں پیش ہوتا۔ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ اضافے کی کوشش کرتے۔ ایک مرتبہ جب تنخواہوں میں اضافے کا معاملہ پیش ہو رہا تھا تو ایک کارکن کی ۵ کس فیملی شمار کر کے اس طرح حساب بنایا کہ اس فیملی کو ہفتہ میں اتنا گوشت، اتنی سبزی، اتنا دودھ، وغیرہ کی ضرورت ہے۔ اس طرح باقاعدہ اخراجات کا گوشوارہ بنا کر انجمن میں معاملہ پیش کیا۔ جس کے نتیجہ میں تنخواہوں میں مناسب اضافہ ہوا۔

میرے ذاتی علم میں ہے کہ دو کارکنان کے برخاست کے معاملے میاں صاحب کے سامنے پیش ہوئے مگر میاں صاحب نے کمال شفقت سے ان دو معاملات میں ہمدردانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے ان کو برخاست ہونے سے بچا لیا۔

ایک کارکن کی ترقی کا معاملہ پیش ہوا۔ جو بظاہر ممکن نہ تھی۔ مگر محترم میاں صاحب نے ان کی ہر ممکن مدد کی جس سے وہ ترقی یاب ہوئے۔

صدر انجمن احمدیہ کے ایک کارکن کی غالباً ۶۴ء میں شادی متوقع تھی۔ موصوف انجمن کی ملازمت کے علاوہ ایک دوکاندار کے ساتھ پارٹ ٹائم کام کرتے تھے۔ اس طرح مجرد ہونے کی وجہ سے انہوں نے تنخواہ سے پس انداز کر کے کچھ رقم شادی کے لئے جمع کر رکھی تھی۔ اس دوکاندار نے اپنے کاروبار کے لئے پس انداز کی ہوئی یہ رقم ان سے اس وعدہ پر ادھار لی کہ جب تمہاری شادی ہوگی رقم ادا کر دی جائے گی۔

چنانچہ جب کارکن موصوف کی شادی کا موقعہ آیا تو انہوں نے دوکاندار سے رقم کا مطالبہ کیا۔ مگر بدقسمتی سے ان دنوں دوکاندار کا کاروبار فیل ہو گیا اور دوکان کا سرمایہ ختم ہو گیا۔ جس وجہ سے وہ رقم کی واپسی کے قابل نہ رہا۔

تنازعہ کی صورت میں یہ معاملہ دفتر میں آیا۔ محترم میاں صاحب نے دوکاندار سے دریافت کیا کہ تم نے اس وعدے پر رقم لی تھی کہ جب تمہاری شادی ہوگی رقم ادا کر دی جائے گی۔ اس نے کہا کہ جی ہاں اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ پھر اس کو رقم دو۔ اس نے معذرت کی کہ میرے مالی حالات خراب ہیں جو اس وقت اجازت نہیں دیتے کہ رقم ادا کر سکوں اور اپنے حالات بیان کر کے رو پڑا۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ کارکن مذکور کو میری ذاتی امانت سے اس کی رقم ادا کر دی جائے اور اس دوکاندار کو چھوڑ دو یہ اس قابل نہیں کہ رقم ادا کر سکے۔ چنانچہ کارکن مذکور کو رقم ادا کر دی گئی۔ اس فیصلہ سے دونوں فریق بہت خوش ہوئے

خصوصاً دوکاندار جس نے رقم ادا کرنی تھی۔

ضرورت مندوں کی بروقت امداد

ربوہ میں ایک دوست دوکانداری کرتے ہیں۔ موصوف ایک دن دفتر تشریف لائے۔ اور بتایا کہ وہ ساری عمر کرایہ کے مکانوں میں رہ کر تکلیف میں ہیں۔ اس وقت ایک مکان تین لاکھ میں مل رہا ہے۔ میں نے تمام بہن بھائیوں کے زیورات فروخت کر کے رقم جمع کی ہے۔ مگر اس کے باوجود اسی ہزار کی کمی ہے۔ موصوف میرے ساتھ ۷۴ء میں جیل میں رہے تھے۔ اس لحاظ سے مجھے ان سے ہمدردی تھی۔ ویسے بھی لین دین میں ان کی شہرت اچھی تھی۔

میں نے انہیں کہا کہ اس بارہ اگر آپ کا کام ہو سکا تو وہ صرف میاں صاحب کی بدولت ہی ممکن ہے۔ ورنہ کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ انہوں نے محترم میاں صاحب کے نام درخواست لکھی۔ جو میں خود لیکر محترم میاں صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ اور درخواست دہندہ کے حالات بیان کر کے عرض کیا کہ اگر آپ اسی ہزار روپے کی منظوری نہ دے سکیں تو کم از کم پچاس ہزار قرض ضرور منظور فرمائیں۔ میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ جس پر محترم میاں صاحب نے فرمایا اگر دینی ہے تو پوری رقم دیں۔ ورنہ نہ دیں۔ پچاس ہزار لیکر تیس ہزار روپے کے لئے پھر کسی اور کا گھر تلاش کرے گا۔

چنانچہ محترم میاں صاحب نے کمال شفقت سے، اسی ہزار روپے کی منظوری فرما دی۔ اس طرح درخواست دہندہ نے مکان خرید لیا۔ اور انہوں نے بھی ایفائے عہد کرتے ہوئے مطلوبہ مہلت کے اندر یہ رقم واپس کر دی۔

انتظامی معاملات میں موثر اقدام

سال ۶۴-۶۵ء کا واقعہ ہے کہ گرمیوں کے موسم میں ایک رات تقریباً گیارہ بجے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی کوٹھی کے قریب چوک سے چور چور کی آوازیں سنائی دیں۔ اس ماحول سے چند خدام نے آوازیں سن کر ان کا تعاقب کر کے عام قبرستان کے قریب دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور ان کی مرمت کی۔ اتفاق سے محترم میاں صاحب نے بھی یہ آوازیں سنیں تو جیپ پر ان خدام کا تعاقب کر کے ان دو مشتبہ آدمیوں کو چھڑایا اور انہیں پولیس کے حوالے کیا۔

تحقیق پر معلوم ہوا کہ یہ دونوں نوجوان عیسیٰ جنرل ٹرانسپورٹ فیصل آباد کے ملازم ہیں جو آوارگی کے لئے یہاں آئے ہیں عیسیٰ خیل کمپنی اس وقت کے گورنر پنجاب ملک امیر محمد خاں کی ملکیت تھی۔ اس لئے انتظامیہ کو کچھ پریشانی ہوئی کہ مبادا گورنر صاحب کے آدمیوں کی وجہ سے پوچھ گچھ نہ ہو۔

جب ان حالات کا محترم میاں صاحب کو علم ہوا تو انہوں نے گورنر امیر محمد خاں صاحب اور اس ٹرانسپورٹ کے جنرل مینجر کو خطوط لکھوائے کہ آپ کی ٹرانسپورٹ کے فلاں فلاں ملازم آدھی رات کو ربوہ آئے جو پہرہ داروں کے ہاتھوں پکڑے گئے۔ ان کا مقصد سوائے آوارگی کے اور کچھ نہ تھا یہ لوگ آپ کی اور ٹرانسپورٹ کی